تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

ٹ ۔ ق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب
خانوں میں دستیاب ہے

ناشر

بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی ۔ ۷۴۴۰۰

0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
ٹ	
ٹاپ لگانا	۴۰
ٹال مٹول کرتا ہے	۴۲
ٹال مٹول کرنا ظلم ہے	۴۲
ٹال مٹول کرنے والا اللہ کو ناپسند ہے	۴۳
ٹالنا	۴۳
ٹانکہ	۴۴
ٹائی	۴۶
ٹائی فروخت کرنا	۴۶
ٹرانزکشن	۴۷
ٹرک بھر کر مال فروخت کرنا	۴۷
ٹریڈ مارک (Trade mark)	۴۸
ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت	۴۹
ٹریژری بل	۵۰
ٹریول چیک کی خرید و فروخت	۵۱
ٹمبر مارکیٹ	۵۱
ٹوٹ جائے سامان گاہک کے ہاتھ سے	۵۲

عنوان	صفحہ نمبر
ٹوکری........................	۵۲
ٹوکری کے حساب سے خرید وفروخت کرنا........................	۵۳
ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا........................	۵۳
ٹوکرے کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو........................	۵۵
ٹوکن منی........................	۵۶
ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا........................	۵۷
ٹھیکہ کی ایک صورت........................	۵۸
ٹھیکہ لینا باغوں کا........................	۵۹
ٹھیلہ لگانا........................	۵۹
ٹیپ ریکارڈ کی تجارت........................	۵۹
ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے........................	۶۰
ٹیکس........................	۶۰
ٹیکس سود سے ادا کرنا........................	۶۱
ٹیکس کی رقم ظلم کے طور پر لی........................	۶۱
ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا........................	۶۱
ٹیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا........................	۶۳
ٹیلی فون........................	۶۳
ٹیلی فون سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے........................	۶۴

صفحہ نمبر	عنوان
۶۴	ٹیلی فون سے بیع کرنے کا حکم........
۶۵	ٹیلی فون سے سودا کرنا........
۶۶	ٹیلی فون کے ذریعے ایجاب ہوا........
۶۷	ٹیلی فون کے ذریعے عقد صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اصول پائے جانے چاہئیں........
۶۹	ٹیلی فون کے ذریعے عقد کرنا........
۷۰	ٹیلی ویژن میں اشتہار دینا........
۷۰	ٹینڈر........
۷۱	ٹینڈر (Tender) کا حکم........
۷۳	ٹینشن کی وجہ........
۷۳	ٹیوب ویل کا پانی........
۷۴	ٹیوب ویل کا پانی فروخت کرنا........
۷۴	ٹیوشن........
۷۵	ٹی، وی........
۷۶	ٹی، وی کا استعمال........
۷۸	ٹی وی کی تجارت........
۷۹	ٹی، وی کی خرید و فروخت........
۸۱	ٹی وی کی سروس........

صفحہ نمبر	عنوان
۸۱	ٹی، وی میں اشتہار دینا........
	ث
۸۳	ثابت قدم رہنا........
۸۳	ثمن........
۸۴	ثمن ادا کرنے کا وقت متعین نہ ہو........
۸۴	ثمن ادا نہ کرنے پر بائع کا یک طرفہ فسخ کرنا........
۸۵	ثمن ادا نہ کرنے پر مبیع واپس لینا........
۸۶	ثمن حرام ہے........
۸۷	ثمن خرچ ہوجانے سے اقالہ کا حکم........
۸۷	ثمن وقت متعین پر ادا نہ کرنے کی صورت میں بیع ختم کرنے کی شرط رکھنا
	ج
۸۸	جادو کے سامان کی تجارت........
۸۹	جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم........
۸۹	جانبین سے وکالہ کا حکم........
۹۰	جانبین سے موزونی اشیاء اور مکیلی اشیا میں بیع سلم کا حکم........
۹۰	جان دار اشیاء کے مجسمے........
۹۱	جان دار کی تصویر........
۹۲	جاندار کی تصویر والے کھلونے........

عنوان	صفحہ نمبر
جانور بائع کے پاس مرگیا............	۹۳
جانور بٹائی پر دینا............	۹۳
جانور بیمار ہے............	۹۴
جانور چرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا............	۹۴
جانور کو دودھ روک کر بیچنا............	۹۵
جانور کے بدلے جانور کی خرید وفروخت............	۹۵
جانور موزونی نہیں ہے............	۹۵
جانور میں حمل عیب نہیں............	۹۶
جانوروں کی خوراک کی تجارت............	۹۶
جانوروں کے بال............	۹۷
جانور وزن کر کے بیچنا............	۹۷
جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا............	۹۸
جانوروں میں بیع سلم کا حکم............	۹۸
جائز کام میں دلالی جائز ہے............	۹۹
جائیداد آگے فروخت کرنا پوری قیمت ادا کرنے سے پہلے............	۹۹
جائیداد بالغ............	۹۹
جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا............	۹۹
جبری فسخ............	۹۹

عنوان	صفحہ نمبر
جب میرا بھائی آئے گا تب پیسے دوں گا...........	۱۰۱
جتنے کا خریدا اُتنے ہی دام پر فروخت کیا...........	۱۰۱
جدید مصنوعات...........	۱۰۱
جرمانہ...........	۱۰۲
جرمانہ اور بیع...........	۱۰۲
جرمانہ کا مال...........	۱۰۳
جرمانہ لگانا بیع فسخ کرنے والے پر...........	۱۰۴
جرمانہ لگانا قسط میں تاخیر کی وجہ سے	۱۰۴
جرمانہ وصول کرنا قسط لیٹ ہونے پر...........	۱۰۴
جڑاؤ زیور اور سادہ زیور کا تبادلہ	۱۰۴
جڑاؤ زیور کا تبادلہ	۱۰۴
جڑی بوٹی کی تجارت...........	۱۰۴
جعالہ...........	۱۰۵
جعالہ اور اجارہ میں فرق...........	۱۰۵
جعالہ کا مستحق...........	۱۰۷
جعالہ کا مقصد...........	۱۰۸
جعالہ کے جواز کی حکمت...........	۱۰۹
جعل سازی کر کے مالک ظاہر کرنا...........	۱۰۹

عنوان	صفحہ نمبر
جُعل کا اعلان	۱۱۰
جعلی کرنسی بنانا	۱۱۰
جعلی نوٹ	۱۱۰
جلدی کے بدلے پیسے میں کمی کرنا	۱۱۲
جماعت چھوڑنا ملازم کے لیے	۱۱۳
جماعت سے نماز پڑھنا	۱۱۳
جمعہ کی اذان کے بعد تجارت کرنا	۱۱۵
جمعہ کی پہلی اذان پر کاروبار بند کرے	۱۱۶
جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنا	۱۱۷
جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر سامان بیچنا	۱۱۸
جملہ عیوب سے براءت کا اعلان	۱۱۹
جنازہ قرض دار کا	۱۱۹
جنازۂ کافر	۱۱۹
جنازہ کی نماز پڑھانے سے انکار کردیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے	۱۱۹
جن افعال سے قبضہ ثابت نہیں ہوتا	۱۱۹
جنت کی بشارت	۱۱۹
جنت میں حساب وکتاب کے بغیر داخل ہونے والے	۱۲۰
جنت میں داخل کردیا	۱۲۰

عنوان	صفحہ نمبر
جنت میں داخل ہوگا..................	۱۲۰
جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا..................	۱۲۱
جنتی تاجر..................	۱۲۱
جنس مختلف ہے..................	۱۲۱
جنس واحد میں تبادلہ..................	۱۲۲
جنگلات کے درختوں اور پھلوں کی بیع..................	۱۲۳
جنگلات کے درختوں کے پھلوں کی بیع..................	۱۲۴
جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنا..................	۱۲۴
جنگل کے جانور..................	۱۲۴
جنگلی پرندہ..................	۱۲۵
جوتے تبدیل ہوجائیں..................	۱۲۶
''جوئے'' کی تعریف..................	۱۲۶
جوئے کی رقم سے خرید وفروخت کرنا..................	۱۲۶
جوئے اور سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں..................	۱۲۶
جوئے کا کاروبار..................	۱۲۶
جوئے کے کاروبار کے نقصانات..................	۱۲۷
جوئے کے کاروبار میں فائدے کے شیطانی اعلانات..................	۱۳۵
جوس وغیرہ کے کریٹوں میں بیع سلم کا حکم..................	۱۳۷

عنوان	صفحہ نمبر
❁ جہاز پر مال چڑھانے کے بعد بیچنا............	۱۳۹
❁ جہاز والے پانی میں سامان ڈال دیں............	۱۴۰
❁ جہالت اجل............	۱۴۱
❁ جہالت ثمن............	۱۴۲
❁ جہالت فاحشہ............	۱۴۲
❁ جہالت فاحشہ کی صورتیں............	۱۴۳
❁ جہالت مبیع............	۱۴۴
❁ جہالت یسیرۃ............	۱۴۵
❁ جھکتا تولنا............	۱۴۵
❁ جھگڑا کرنا............	۱۴۶
❁ جھگڑے سے بچنے کے لئے حق چھوڑنا............	۱۴۷
❁ جھنڈا غداری کا............	۱۴۷
❁ جھوٹ............	۱۴۷
❁ جھوٹ بول کر قیمت زیادہ لینا............	۱۴۷
❁ جھوٹ بولنا آڑھتی کا............	۱۴۸
❁ جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا............	۱۴۸
❁ جھوٹ کے نتیجے میں جو کمائی بڑھی ہے............	۱۴۸
❁ جھوٹی اشتہار بازی............	۱۴۹

صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۰	جھوٹی قسمیں کھا کھا کے مال فروخت کرنا............
۱۵۱	جھوٹی گواہی............
۱۵۲	جی پی فنڈ (جنرل پرائیویڈنٹ فنڈ)............
	چ
۱۵۴	چابی تالے کے ساتھ داخل ہے............
۱۵۴	چارج کارڈ (Charge card)............
۱۵۵	چاند کے مانند چہرہ............
۱۵۵	چاندی کو تانبے سے رنگ کر کے سونا ملانا............
۱۵۶	چاندی کی تجارت............
۱۵۶	چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنا............
۱۵۶	چائنا کی بنی ہوئی چیز پر دوسرے ملک کا نام لکھنا............
۱۵۶	چٹ فنڈ (Chit fund)............
۱۵۷	چڑھاوے کی خرید وفروخت............
۱۵۷	چڑھاوے کے جانور............
۱۵۷	چشم پوشی سے کام لینا............
۱۵۷	چکر لگوانا............
۱۵۸	چکھنا............
۱۵۹	چلغوزے میں بیع سلم............

عنوان	صفحہ نمبر
چمڑا مردار جانور کا	۱۵۹
چمڑے کی تجارت	۱۵۹
چندہ دینے کی شرط لگانا	۱۵۹
چور کا معاون	۱۶۰
چور کا نمائندہ	۱۶۰
چوری سے شرکت کا مال بیچنا	۱۶۰
چوری کا مال	۱۶۰
چوری کا مال خرید کر بیچنے سے جو نفع ہوتا ہے اس کا حکم	۱۶۲
چوری کا مال خریدنا	۱۶۳
چوری کا مال خریدنا گناہ ہے	۱۶۴
چوری کا موبائل خریدنا	۱۶۴
چوری کی رقم سے خرید وفروخت کرنا	۱۶۵
چوری کے جرم میں شریک ہے	۱۶۵
چوری کے مال خریدنے پر وعید	۱۶۵
چوری کے مال کی خرید وفروخت	۱۶۶
چنگی ٹیکس کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا	۱۶۷
چوری کی چیزوں سے بنائی ہوئی چیزیں	۱۶۷
چوکیدار کا دھوکا	۱۶۷

صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۷	چوکیدار کی ہوشیاری....................
۱۶۸	چھپایا گیا قیمت فروخت کو....................
۱۶۸	چھت گھر کی بیع میں داخل ہے....................
۱۶۸	چھٹی کرنا جمعہ کے دن....................
۱۶۸	چکھنے سے کھانے پینے کی چیزوں میں اختیار ختم ہو جاتا ہے....................
۱۶۸	چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا....................
۱۶۹	چھوٹ دینا وقت پر پیسے ادا کرنے پر....................
۱۶۹	چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا....................
۱۷۰	چھوٹے میٹر سے کپڑا ناپ کر دینا....................
۱۷۱	چھ ماہ بعد مبیع حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا....................
۱۷۱	چھیلنے کے بعد عیب دار ہونے کا علم ہوا....................
۱۷۱	چیز اصلی اور معیاری ہونے کی ضمانت دینا....................
۱۷۱	چیز خریدنے کے لیے پیشگی رقم دینا....................
۱۷۱	چیز خریدنے کے لیے وکیل مقرر کیا....................
۱۷۱	چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا....................
۱۷۲	چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا....................
۱۷۲	چیز کی صلاحیت کی ضمانت دینا....................
۱۷۲	چیز کے تعین میں تکرار ہو....................

صفحہ نمبر	عنوان
۱۷۳	چیز گر کر ٹوٹ جائے گاہک کے ہاتھ سے....................
۱۷۳	چیز واپس لے کر قیمت کے بجائے دوسری چیز دینا..............
۱۷۳	چیز واپس لے کر قیمت واپس دینا....................
۱۷۴	چیک پر لکھی ہوئی رقم سے کم قیمت پر اسے فروخت کرنا..........
۱۷۴	چیک میعادی ہے....................
	ح
۱۷۵	حاجت....................
۱۷۵	حاضر سودا (Spot Sale)....................
۱۷۵	حاضرین کی مجلس عقد....................
۱۷۶	حاطب بن ابی بلتعہ کی تجارت....................
۱۷۶	حجام کو مسجد کی دکان کرایہ پر دینا....................
۱۷۷	حج کے موقع پر تجارت کرنا....................
۱۷۸	حج میں تجارت....................
۱۷۸	حرام آمدن والوں کے پاس نوکری کرنا....................
۱۷۹	حرام آمدنی سے دعوت....................
۱۸۱	حرام جانور کو ذبح کر کے تیل نکالنا....................
۱۸۱	حرام جانوروں کی تجارت....................
۱۸۲	حرام چیز درآمد کرنا....................

عنوان	صفحہ نمبر
حرام چیز فروخت کرنے کے لیے غیر مسلم کو وکیل بنانا..........	۱۸۳
حرام چیزوں سے بچیں اشتہارات میں..........	۱۸۳
حرام چیزوں کا استعمال اشتہار میں..........	۱۸۳
حرام چیزوں کا اشتہار دینا..........	۱۸۳
حرام چیزوں کی مارکیٹنگ کرنا..........	۱۸۵
حرام چیزیں تیار کرنے کی اجرت..........	۱۸۵
حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی..........	۱۸۶
حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا..........	۱۸۷
حرام رقم سے شراکت میں شامل ہونا..........	۱۸۷
حرام رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا..........	۱۸۷
حرام سب کے لئے حرام ہے..........	۱۸۸
حرام سے پلنے والا..........	۱۸۸
حرام غذا دی گئی..........	۱۸۹
حرام کمانے والے پر رشک نہ کرو..........	۱۸۹
حرام کو حلال بنانے کے لئے حیلہ کرنا..........	۱۹۰
حرام کی روزی..........	۱۹۱
حرام کے باعث بننے والی چیز بھی حرام ہے..........	۱۹۲
حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی..........	۱۹۳

عنوان	صفحہ نمبر
حرام لباس تیار کرنے کی اجرت	۱۹۳
حرام مال تبادلے میں حاصل ہوا	۱۹۳
حرام مال جمع کرنے والا	۱۹۷
حرام مال خریدنا	۱۹۷
حرام مال سے خرید و فروخت کرنا	۱۹۷
حرام مال سے قرض وصول کرنا	۱۹۸
حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ	۱۹۹
حرام مال کا انجام	۲۰۰
حربی کفار کے ساتھ تعاون	۲۰۰
حرص سے پرہیز کرے	۲۰۱
حساب کتاب میں غلطی	۲۰۱
حسن اخلاق سے پیش آنا گاہک کے ساتھ	۲۰۲
حشرات الارض کی خرید و فروخت کرنا	۲۰۲
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیشہ	۲۰۲
حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے	۲۰۳
حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ	۲۰۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ	۲۰۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت	۲۰۶

عنوان	صفحہ نمبر
حق ایجاد	۲۰۷
حق بائع کی وجہ سے مانع	۲۰۷
حق تصنیف فروخت کرنا	۲۰۷
حق تعلّی کی بیع	۲۰۸
حق تلفی کمیشن ایجنٹ کی	۲۰۹
حق چھوڑ دینا جھگڑے سے بچنے کے لئے	۲۰۹
حق خیار کو فروخت کرنا	۲۰۹
حق سے کم پر اکتفا کرنا	۲۰۹
حق شرب	۲۰۹
حق شُفعہ (Pre Emptio)	۲۱۰
حق طباعت	۲۱۰
حق غیر کی وجہ سے مانع	۲۱۰
حق مہر میں دی ہوئی زمین	۲۱۱
حقوق اللہ ساقط نہیں ہوتے	۲۱۱
حقوق طبع	۲۱۲
حقوق مشترکہ و مجردہ	۲۱۲
حقوق ملازم	۲۱۳
حق وصول کرنے کے لیے زائد کا دعویٰ کرنا	۲۱۳

عنوان	صفحہ نمبر
حقوق مجردہ........	۲۱۴
حقیقت معلوم نہ ہو........	۲۱۴
حکم نامہ کی خرید وفروخت........	۲۱۴
حکومت کا اسمگلنگ شدہ مال ضبط کرنا........	۲۱۴
حکومت کا ضبط کردہ مال خریدنا........	۲۱۵
حکومت کسی کی زمین زبردستی نہیں لے سکتی........	۲۱۵
حکومت کی اطاعت........	۲۱۵
حکومت کی طرف سے چیزوں کا نرخ مقرر کرنا........	۲۱۵
حکومت کی طرف سے ظلماً نیلام کردہ جائے داد خریدنا........	۲۱۵
حکومت کے مقرر کردہ بھاؤ کے خلاف کرنسی فروخت کرنا........	۲۱۶
حکومت کے مقرر کردہ نرخ........	۲۱۷
حکومت کے نیلام کردہ اموال خریدنا........	۲۱۸
حکیم کی اجرت........	۲۱۸
حلال اور حرام کا اختیار........	۲۱۸
حلال حرام سے بے نیاز کردیتا ہے........	۲۱۹
حلال روزی کا عمل........	۲۲۰
حلال روزی کمانے کی نیت ہو........	۲۲۰
حلال کمانے والے کے لئے خوشخبری........	۲۲۱

عنوان	صفحہ نمبر
حلال کمائی ایک فریضہ ہے........................	۲۲۱
حلال لقمہ........................	۲۲۲
حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا........................	۲۲۳
حلال وحرام کے بارے میں سوال........................	۲۲۴
حمل........................	۲۲۴
حمل جانور میں عیب نہیں ہے........................	۲۲۴
حنوط شدہ جانور........................	۲۲۴
حنوط شدہ جانور کی خرید وفروخت........................	۲۲۶
حوالگی سے عاجز ہو........................	۲۲۷
حوالگی کو موخر کرنے کی شرط........................	۲۲۷
حوالگی موخر کرنے کی شرط لگانا........................	۲۲۸
حوالے کا کاروبار........................	۲۲۸
حوصلہ افزائی کرنا........................	۲۲۸
حیلہ........................	۲۲۹
حیلہ سازی........................	۲۳۰
حیلہ کرنا........................	۲۳۰
حیوانات کی ادھار بیع کا حکم........................	۲۳۱

عنوان	صفحہ نمبر
خ	
خارجی تجارت........................	۲۳۲
خچر کی تجارت........................	۲۳۲
خدمت خلق........................	۲۳۲
خدمت کو ہدیہ قرار دینا........................	۲۳۲
خراب اور اچھا........................	۲۳۲
خراب چیز ٹوکری میں نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا........................	۲۳۳
خراب چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے........................	۲۳۳
خراب دے کر اچھا لینا........................	۲۳۳
خراب ہونے والی چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا........................	۲۳۴
خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی........................	۲۳۴
خرافات........................	۲۳۵
خربوزہ خراب نکلے........................	۲۳۶
خریدار........................	۲۳۶
خریدار اور بائع کا الگ الگ ہونا ضروری ہے........................	۲۳۶
خریدار بیعانہ دے کر بھاگ گیا........................	۲۳۶
خریدار دو ہوں........................	۲۳۸
خریدار سامان واپس کرنا چاہے........................	۲۳۸

عنوان	صفحہ نمبر
خریدار سے واپس خریدنا........................	۲۳۸
خریدار کو تحفہ دینا..........................	۲۳۹
خریدار کو متوجہ کرنے کے لیے ہدیہ دینا..............	۲۴۰
خریدار کو وکیل بنانا..........................	۲۴۱
خریدار کے روپیہ سے مال خرید کر اسی پر نفع سے بیچنا.........	۲۴۲
خریدار کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا............	۲۴۳
خریدار کے قبضے سے پہلے بائع نے تصرف کیا..............	۲۴۴
خریدار کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے..............	۲۴۴
خریدار نے اس کے خریدار سے اقالہ کیا..............	۲۴۴
خریداروں کو متوجہ کرنے والی سرگرمیاں..............	۲۴۴
خریداری حتمی کرنے سے پہلے تمام شرائط طے کریں.........	۲۴۵
خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا..............	۲۴۵
خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا..........................	۲۴۷
خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا..............	۲۴۷
خرید پر خرید..............................	۲۴۸
خریدتے وقت تحقیق کی ضرورت..............	۲۴۹
خریدتے وقت چیزیں چکھنا..............	۲۵۰
خرید کر بیچ دو..............................	۲۵۰

عنوان	صفحہ نمبر
خرید کر فراہم کردیں گے	۲۵۱
خرید کردہ درخت کو کہاں سے کاٹے	۲۵۲
خرید کر دیکھا تو عیب ہے	۲۵۲
خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے آگے سودا کرنا	۲۵۲
خرید کی منصوبہ بندی	۲۵۲
خرید کے دام پر دینا	۲۵۳
خریدنا	۲۵۴
خریدنے کا کام شروع کرتے وقت	۲۵۴
خریدنے کے لئے ابھارنا	۲۵۶
خرید وفروخت کی تعریف	۲۵۶
خرید وفروخت کی اشیاء	۲۵۶
خریدی ہوئی چیز قبضہ سے پہلے ضائع ہوگئی	۲۵۷
خریدی ہوئی چیز کے بارے میں کوئی شکایت ہے	۲۵۷
خریدے ہوئے مال کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا	۲۵۸
خشخاش	۲۵۹
خشک وتر کھجور میں تفاضل	۲۵۹
خضاب سیاہ تیار کرنا	۲۵۹
خضاب سیاہ فروخت کرنا	۲۵۹

عنوان	صفحہ نمبر
خضاب سیاہ کی تجارت	۲۵۹
خلفاء کرام بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے	۲۵۹
خنزیر برآمد کرنا	۲۶۰
خنزیر کی بیع	۲۶۱
خنزیر کی چربی کا تیل	۲۶۲
خنزیر کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ	۲۶۲
خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز	۲۶۲
خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی چیز خریدنے کے بعد واپس کرنا ممکن نہ ہو	۲۶۳
خنزیر کے بالوں کی تجارت کا حکم	۲۶۴
خنزیر کے بالوں کا برش	۲۶۴
خنزیر کے گوشت کا تیل	۲۶۵
خودروگھاس	۲۶۶
خودروگھاس کی خرید وفروخت کرنا	۲۶۶
خودسامان خریدنا	۲۶۷
خوراک مرغیوں کی	۲۶۷
خوش حالی	۲۶۸
خوشخبری حلال کمانے والے کے لئے	۲۶۸
خوش نصیب	۲۶۸

عنوان	صفحہ نمبر
۞ خون..............	۲۶۹
۞ خون جانوروں کے..............	۲۷۰
۞ خون دینے کا معاوضہ لینا..............	۲۷۰
۞ خون کی خرید وفروخت..............	۲۷۱
۞ خون کی راکھ کی تجارت..............	۲۷۲
۞ خون مریض کے لیے خریدنا..............	۲۷۳
۞ خیارات (Options)..............	۲۷۳
۞ خیار اجنبی کے پاس..............	۲۷۴
۞ خیار بائع کو حاصل ہو..............	۲۷۴
۞ خیار ختم کرنا چاہے تو..............	۲۷۵
۞ خیار خریدار کے پاس..............	۲۷۵
۞ خیار دو شخصوں کو حاصل ہو..............	۲۷۵
۞ خیار رؤیت..............	۲۷۵
۞ خیار رؤیت ایک جیسی چیزوں میں..............	۲۷۶
۞ خیار رؤیت بائع کو حاصل نہیں..............	۲۷۶
۞ خیار رؤیت بیع سلم میں..............	۲۷۷
۞ خیار رؤیت ختم ہونے کی صورتیں..............	۲۷۷
۞ خیار رؤیت غائب چیز کی بیع میں..............	۲۷۸

عنوان	صفحہ نمبر
خیار عیب کا معنی	٢٨٦
خیار عیب کی شرائط	٢٨٧
خیار عیب کی وجہ سے مبیع واپس کرنے کی شرائط	٢٨٩
خیار عیب کی وجہ سے واپسی ثابت ہو جائے گی	٢٨٩
خیار عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار	٢٨٩
خیار عیب مندرجہ ذیل افعال سے ختم ہو جاتا ہے	٢٩٠
خیار عیب میں فوری واپسی لازم نہیں	٢٩١
خیار غبن	٢٩١
خیار کا اختیار مشتری کے پاس	[illegible]٩١
خیار کی فیس	٢٩٢
خیار مجلس	٢٩٢
خیار میں وراثت	٢٩٣
خیار نقد	٢٩٤
خیار وصف	٢٩٥
خیار وصف کا حکم	٢٩٦
خیار وصف کا معنی	٢٩٦
خیار وصف میں وراثت	٢٩٧
خیانت سے شرکت تباہ ہو جاتی ہے	٢٩٧

صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۷	خیانت ظاہر ہو مرابحہ میں..................
۲۹۷	خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے مرابحہ میں..........
۲۹۷	خیر خواہی کا معاملہ کرنا خریدار کے ساتھ............
	د
۲۹۸	دار الحرب میں شراب فروخت کرنے کا حکم.............
۲۹۸	دام ابھی نہیں ہیں پھر دے دوں گا..................
۲۹۹	دباغت سے پہلے مردار جانور کی کھال فروخت کرنا........
۲۹۹	درآمد..................................
۳۰۰	درآمد برآمد میں بینک کا کردار..................
۳۰۱	درآمد کرتے وقت خطرہ والی چیز درآمد نہ کرے...........
۳۰۱	درآمد کرنے والے کے پاس رقم نہیں................
۳۰۳	درخت چوری کر کے فروخت کرنا..................
۳۰۳	درخت خریدنے کے بعد کہاں سے کاٹے؟...............
۳۰۳	درخت زمین کی بیع میں داخل ہے..................
۳۰۴	درخت زمین کے تابع ہیں......................
۳۰۵	درخت قبرستان کے.........................
۳۰۵	درختوں پر پھلوں کی بیع......................
۳۰۷	درختوں کو بٹائی پر دینا......................

عنوان	صفحہ نمبر
درزی کو کپڑا دے کر واپس لینے نہیں آیا........................	٣٠٧
درزی کے لیے بچا کھچا کپڑا فروخت کرنا........................	٣٠٧
دریا کا پانی........................	٣٠٧
دریا کی مچھلی........................	٣٠٨
دستاویزات قرض کی خرید وفروخت........................	٣٠٨
دستاویز بیچنا قرض کی........................	٣٠٨
دستاویز دین کی خرید وفروخت........................	٣٠٨
دستاویز کا حکم........................	٣٠٨
دسترخوان........................	٣١٠
"دسہرہ" کے موقع پر مسلمانوں کا بکرا فروخت کرنا........................	٣١٠
دعا........................	٣١٠
دعا بازار میں داخل ہونے کی........................	٣١١
دعا قبول نہیں ہوتی حرام خور کی........................	٣١٢
دعوت کا کھانا حرام آمدنی سے تیار کرنا........................	٣١٢
دعوت کفار........................	٣١٢
دعویٰ زائد کا کرنا........................	٣١٢
دفتری اخراجات مضاربت میں........................	٣١٣
دکاندار جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں........................	٣١٣

عنوان	صفحہ نمبر
❁ دکاندار کا دوسرے دکاندار کا مال فروخت کرنا............	۳۱۳
❁ دکاندار کا فروخت ہونے والے سامان میں تصرف کرنا............	۳۱۳
❁ دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو کمیشن دینا............	۳۱۳
❁ دکان دار کو پیشگی رقم دے کر سامان لاتے رہنا............	۳۱۴
❁ دکان دار کو سرمائے کی ضرورت ہے............	۳۱۵
❁ دکان دار کو مہینے کے آخر میں پیسہ دینا............	۳۱۵
❁ دکان دار کی عدم موجودگی میں کسی اور نے سامان بیچ دیا............	۳۱۶
❁ دکان سے سامان لاتے رہنا............	۳۱۶
❁ دکان سے فلاں سامان خرید کر لانا............	۳۱۶
❁ دکان سے سامان لیتے رہنا اور پیسہ بعد میں دینا............	۳۱۶
❁ دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا............	۳۱۷
❁ دکان صبح کھولنا برکت کا باعث ہے............	۳۱۸
❁ دکان صبح کھول لینی چاہیے............	۳۱۸
❁ دکان فروخت کرنے کے بعد بائع کی جانب سے چھ ماہ تک کاروبار کرنے کی شرط رکھنا............	۳۱۸
❁ دکان کرایہ دار کو فروخت کر دی............	۳۱۸
❁ دکان کے سامنے ٹھیلہ لگانا............	۳۱۹
❁ دلال............	۳۲۰

عنوان	صفحہ نمبر
دلال اجرت کا مستحق کب ہوتا ہے؟	۳۲۱
دلال اجیر ہے	۳۲۱
دلال اور وکیل کا فرق	۳۲۲
دلال پر تاوان	۳۲۲
دلال تاجر کا نمائندہ ہے	۳۲۲
دلال سے یہ کہنا کہ مجھے صافی اتنی رقم چاہیے اس سے زائد دلال کا معاوضہ ہے	۳۲۲
دلال ضامن نہیں ہوتا	۳۲۲
دلال قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا	۳۲۳
دلال کا دھوکہ دہی سے زیادہ رقم وصول کرنا	۳۲۳
دلال کا قیمت کم کرنا	۳۲۵
دلال کا مال ادھار بیچ کر نقد ادائیگی کرنا	۳۲۵
دلال کی اجرت	۳۲۵
دلال کی اجرت متعین ہو	۳۲۶
دلال کی ذمہ داری	۳۲۷
دلال کی ضرورت	۳۲۸
دلال کے پاس سامان امانت ہے	۳۲۹
دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا	۳۲۹

عنوان	صفحہ نمبر
❁ دلال وکیل بھی ہوتا ہے....................	۳۳۰
❁ دلالوں کا آپس میں اجرت تقسیم کرنا....................	۳۳۰
❁ دلالی جائز کام میں جائز ہے....................	۳۳۰
❁ دلالی کی اجرت اگر متعین نہ ہو....................	۳۳۲
❁ دلالی ناجائز کام میں ناجائز ہے....................	۳۳۳
❁ دل میں دوبارہ لینے کا خیال رکھنا....................	۳۳۳
❁ دن کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا....................	۳۳۳
❁ دنیا ہر شخص کو دیتا ہے....................	۳۳۳
❁ دو آدمیوں نے ایک چیز ادھار خریدی ہے....................	۳۳۴
❁ دوا کو اپنا بتا کر نفع زیادہ لینا....................	۳۳۴
❁ دوبارہ فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا....................	۳۳۵
❁ دو خریدار ہوں....................	۳۳۶
❁ دودھ تھن میں....................	۳۳۷
❁ دودھ روک کر جانور بیچنا....................	۳۳۸
❁ دودھ سے بالائی نکال کر دودھ فروخت کرنا....................	۳۳۸
❁ دودھ عورت کا....................	۳۳۹
❁ دودھ میں پانی ملا کر بیچنا....................	۳۳۹
❁ دودھ میں پانی ملانا....................	۳۴۰

عنوان	صفحہ نمبر
دوزخی تاجر	۳۴۱
دوسرے تاجروں کا نقصان کرنا	۳۴۱
دوسرے دکاندار سے کوئی چیز لا کر فروخت کرنا	۳۴۱
دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے	۳۴۴
دوسرے کا مال فروخت کرنا	۳۴۵
دوسرے کا مال لینا	۳۴۶
دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا	۳۴۶
دوسرے کی نیت سے مال خرید کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا	۳۴۶
دوسرے کی نیت سے مال خریدنا	۳۴۶
دوسرے کے سودے پر سودا کرنا	۳۴۷
دوسروں کے لیے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم	۳۴۸
دوسرے ممالک سے مال خرید کر پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا	۳۴۹
دو سودے ایک بیع میں	۳۵۱
دو طرفہ کمیشن	۳۵۲
دو قسم کے روپے چلتے ہیں	۳۵۳
دولہن سنوارنے کی اجرت لینا	۳۵۳
دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے	۳۵۴
دو نمبر دھندھا	۳۵۵

صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۵	دو نمبر کے مال کو ایک نمبر کہہ کر فروخت کیا........
۳۵۵	دونوں پارٹیوں سے کمیشن لینا........
۳۵۵	دونوں جانب تول کر بکنے والی چیز نہیں........
۳۵۵	دوہونا........
۳۵۵	دھان میں پانی ملا کر فروخت کرنا........
۳۵۶	دہشت گرد کو اسلحہ فروخت کرنا........
۳۵۶	دھلائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا........
۳۵۶	دھماکہ خیز مواد کی خرید وفروخت........
۳۵۷	دھوبی کو کپڑا دے کر واپس لینے نہیں آیا........
۳۵۷	دھوکا........
۳۵۸	دھوکا بازی کی چند صورتیں........
۳۶۱	دھوکا پھلوں کے تاجروں کا........
۳۶۱	دھوکا دہی کا مزاج ہوتو........
۳۶۲	دھوکے سے محفوظ رہنے کا طریقہ........
۳۶۳	دھوکے کی تعریف........
۳۶۳	دھوکے کی مختلف صورتیں........
۳۶۷	دھوکا گاڑی خریدنے میں........
۳۶۷	دھوکا ہوسکتا ہو........

عنوان	صفحہ نمبر
دھوکا ہونے کے بعد چیز واپس کرنے کا حکم	۳۶۸
دھوکے کی صورتیں	۳۶۸
دیکھنے سے قبل خیار رویت کو ساقط کرنا	۳۶۸
دیکھنے کا لمبا عرصہ گزر گیا	۳۶۹
دیکھے بغیر چیز خرید لی	۳۶۹
دیکھے بغیر سودا کرنے کی صورت میں سودا منسوخ کرنے کا حق ہوتا ہے	۳۷۰
دیکھے بغیر کوئی چیز خرید لی	۳۷۰
دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں	۳۷۰
دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے خیار ختم نہیں ہوگا	۳۷۱
دیکھنے کے لیے کافی ہے	۳۷۱
دَین	۳۷۲
''دین'' اور ''قرض'' میں فرق	۳۷۲
دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت	۳۷۲
دین کی بیع	۳۷۳
دین کے دستاویز کی خرید وفروخت کرنا	۳۷۴
دین کے علاوہ کسی دوسری جنس سے دین وصول کرنا	۳۷۵
دین مؤجل میں کمی کرنا	۳۷۵
دین ہر شخص کو نہیں ملتا	۳۷۵

صفحہ نمبر	عنوان

۳۷۵	دیوار گھر کی بیع میں داخل ہے........................
۳۷۵	دیوالیہ........................
۳۷۶	دیوالیہ ہونا........................
	ڈ
۳۷۸	ڈاڑھی منڈوانا........................
۳۸۵	ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت........................
۳۸۷	ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت لینا........................
۳۸۸	ڈاکٹر کا نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا........................
۳۸۸	ڈاکٹر کا نمونہ جاتی دوائی ہدیہ کے طور پر لینا........................
۳۸۹	ڈاکٹر کا نمونہ کی دوا فروخت کرنا........................
۳۸۹	ڈاکو سے ڈاکو نے چھین لیا........................
۳۸۹	ڈاکو سے مقابلہ کرنا........................
۳۹۰	ڈاکو منٹس کو فروخت کرنا........................
۳۹۰	ڈاکے کی رقم سے خرید و فروخت کرنا........................
۳۹۰	ڈالڈا گھی کو دیسی گھی کی قیمت پر فروخت کرنا........................
۳۹۱	ڈالر خریدنا روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے........................
۳۹۱	ڈالر کو حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے کم وزائد پر فروخت کرنا........................
۳۹۲	ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ........................

عنوان	صفحہ نمبر
ڈالی	۳۹۲
ڈاؤن لوڈ کرنا	۳۹۲
ڈائجسٹ ناول	۳۹۳
ڈبہ پیک مال خریدنا	۳۹۴
ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا	۳۹۵
ڈپازٹ	۳۹۶
ڈپازٹ لینے کا حکم	۳۹۶
ڈپریشن کی وجہ	۳۹۶
ڈرافٹ کی رسید کی بیع	۳۹۷
ڈرائیور کی اجرت مقرر کرنا	۳۹۷
ڈش اینٹینا	۳۹۸
ڈگری کی خرید وفروخت	۳۹۸
ڈلیوری آرڈر کے ذریعہ بیع کرنا	۳۹۹
ڈلیوری مؤخر کرنے کی شرط لگانا	۳۹۹
ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی	۴۰۰
ڈمی کی خرید وفروخت	۴۰۰
ڈمی لگانا شوروم میں	۴۰۱
ڈور	۴۰۱

صفحہ نمبر	عنوان
۴۰۱	ڈکشن جمع کرنا..
۴۰۱	ڈھیر..
۴۰۲	ڈھیر کے حساب سے فروخت کرنا........................
۴۰۲	ڈی،او(D,O) کے ذریعے بیچ کرنا........................
۴۰۳	ڈیبٹ کارڈ(Debit Card)................................
۴۰۵	ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ...
۴۰۶	ڈیجیٹل سگنیچر ....
۴۰۶	ڈیجیٹل کرنسی...
۴۰۶	ڈیفرنس...
۴۰۷	ڈیلر کے لئے عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا......
۴۰۹	ڈیلر کے لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا......
۴۱۰	'ڈیمانڈ اینڈ سپلائی' ....
۴۱۰	ڈیمرج(Demurrage) زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہوا مال
۴۱۱	ڈیمج..
۴۱۱	ڈیمجز وصول کرنا..
۴۱۳	ڈیمج کا حکم..
۴۱۳	ڈیوٹی کی رقم اصل قیمت میں ملانا........................
۴۱۳	ڈیوٹی کے بغیر مال لانا.....................................

عنوان	صفحہ نمبر
ڈیوٹی مال	۴۱۳
ڈیویڈنڈ (Dividend)	۴۱۴
ذ	
ذات کے متعلق عیب چھپانا	۴۱۵
ذبح سے پہلے جانور کے اعضاء کی خرید وفروخت کرنا	۴۱۵
ذبح سے پہلے کھال کی خرید وفروخت کرنا	۴۱۵
ذخیرہ اندوزی	۴۱۶
ذرائع ادائیگی	۴۱۸
ذلت کا باعث قرض ہے	۴۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹاپ لگانا

موجودہ دور میں "ٹاپ لگانے" کا معاملہ رائج ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مالک کمیشن ایجنٹ یا دلال کو چیز کی متعین قیمت بتادیتا ہے کہ میں اتنی قیمت لوں گا باقی اس پر جو زائد رقم ملے وہ تمہاری ہے مثلاً:

❶ زید کپڑے کا کاروبار کرتا ہے وہ عمر کو کچھ کپڑے کا تھان بیچنے کے لئے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے فی تھان پانچ ہزار لوں گا، آپ اسے آگے جتنے زیادہ پر فروخت کریں گے وہ زائد رقم آپ کی ہوگی، اب عمر ہر تھان کے پانچ ہزار مالک کو دے گا اور پانچ ہزار پر جتنی زائد رقم ملے گی وہ عمر کا نفع یا اجرت ہوگی۔

❷ زید نے پچاس لاکھ کا پلاٹ خریدا، اب مثلاً سال کے بعد وہ ستر لاکھ میں بیچنا چاہتا ہے وہ پراپرٹی ڈیلر یا کمیشن ایجنٹ کو کہتا ہے یہ پلاٹ کسی پر فروخت کردیں ستر لاکھ میرے ہوں گے اور اس سے زیادہ جتنی رقم ملے گی وہ آپ کی ہوگی۔

شریعت کی رو سے اس طرح معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ اجارہ فاسدہ ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ پراپرٹی ڈیلر یا کمیشن ایجنٹ اجرت مثل کا حق دار ہوگا، اور پلاٹ یا سامان کو بیچ کر جو رقم ملی ہے وہ سب مالک کو ملے گی۔

واضح رہے کہ پراپرٹی ڈیلر اور کمیشن ایجنٹ کا مالک کی چیز فروخت کر کے کمیشن اور اجرت لینا اجارہ ہے، اور وہ جو کمیشن لیتا ہے وہ اس کی اجرت ہے، اور اجرت کا متعین اور معلوم ہونا ضروری ہے اور یہاں اجرت معلوم نہیں بلکہ مجہول اور مبہم ہے، ہوسکتا ہے وہ چیز اتنی ہی قیمت پر فروخت ہو جو مالک نے بتائی ہے، اس

صورت میں پراپرٹی ڈیلر اور کمیشن ایجنٹ کو اجرت ہی نہیں ملے گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ قیمت میں فروخت ہو لیکن اس کی مقدار مجہول ہے۔ (۱)

مذکورہ معاملہ کو شریعت کے مطابق کرنے کی صورت یہی ہے کہ پراپرٹی ڈیلر یا دلال کی اجرت متعین کردی جائے، خواہ صاف لفظوں میں کہہ دے کہ آپ یہ پلاٹ پچاس لاکھ میں فروخت کردیں، میں آپ کو ایک لاکھ یا دو لاکھ روپیہ دے دوں گا یا عرف ورواج کے مطابق متعین ہو جائے جیسا کہ آج کل پراپرٹی ڈیلر اور کمیشن ایجنٹ دو یا ڈھائی فیصد لیتے ہیں۔

تاہم اگر دلال یا پراپرٹی ڈیلر کی اجرت متعین کردی جائے اور مزید ترغیب کے لئے اسے کہہ دے کہ فلاں قیمت تک ہمارے لئے فروخت کرادینا، اگر اس سے زیادہ پر فروخت ہوئی تو زیادتی آپ کا انعام یا گفٹ ہوگی تو یہ جائز ہے۔

مثلاً ڈھائی فیصد یا دو فیصد کمیشن طے ہو گیا اور اس کے علاوہ بائع نے ترغیب دینے کے لئے کہا کہ مثلاً یہ پلاٹ ستر لاکھ میں فروخت کردو، اگر اس سے زائد پر فروخت ہو جائے تو زائد رقم آپ کے لئے گفٹ ہوگی تو یہ جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وقال ابن عباس رضي الله عنهما: لا بأس ان يقول بع هذا الثوب فما زاد على كذا و كذا فهو لك. (صحيح البخاری: (۱/۳۰۳) كتاب الاجارة، باب اجر السمسرة، ط: قديمی)

قال الحافظ فی فتح الباري: وصله ابن ابي شيبة من طريق عطاء نحوه، وهذه اجر سمسرة ايضا لكنها مجهولة ولذلك لم يجزها الجمهور، وقالوا: ان باع له على ذلك فله اجر مثله. (فتح الباري: (۴/۴۵۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة)

وفي التلويح: واما قول ابن عباس وابن سيرين فاكثر العلماء لايجيزون هذا البيع وممن كرهه الثوري والكوفيون. عمدة القاري: (۱۲/ ۱۳۳) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) الزيادة في الأجرة من المستاجر تصح. (الدر المختار مع الرد: (۶/۶۱) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: إن شاء أمره بالبيع والشراء ولم يشترط له أجرا فيكون وكيلاً معينا له، لم يعوضه بعد الفراغ من العمل مثل الأجر وأبو حنيفة رحمه الله في هذا لايخالفهما =

ٹال مٹول کرتا ہے

اگر سودا ہو جانے کے بعد خریدار قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے نہ تو قیمت ادا کرتا ہے اور نہ ہی چیز واپس کرتا ہے تو ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً بائع (سیلر/ دوکاندار) کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

قرضدار کے پاس قرض ادا کرنے کی استطاعت ہے تو جلد از جلد قرض ادا کر دینا لازم ہے گنجائش کے باوجود قرض ادا نہ کرنا اور ٹال مٹول سے کام لینا، آج نہیں کل کہہ کر قرض خواہ کو پریشان کرنا بڑا ظلم اور زیادتی ہے، آخرت میں روشنی سے محروم رہے گا اور سزا بھی ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کسی ایک کو

= فإن التعويض في هبة الأعيان مندوب إليه عند الكل، فكذلك في هبة المنافع وقد أحسن إليه بالإعانة وإنما جزاء الإحسان الإحسان. (المبسوط للسرخسي: (١٥/ ١١٥) كتاب الإجارات، باب السمسار، ط: دار المعرفة)

العام الباري: (٦/ ٤٨) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: مكتبة الحراء.

(١) لان المشترى لما جحد كان فسخا من جهته اذ الفسخ يثبت به كما اذا تجاحد فاذا عزم البائع على ترك الخصومة تم الفسخ بمجرد العزم... ولانه لما تعذر استيفاء الثمن من المشترى فات رضا البائع فيستقل بفسخه. (البحر الرائق: (٧/ ٣٦) مسائل شتى، باب التحكيم، ط: دار المعرفة)

الهداية: (٣/ ١٥٣) كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه.

تكملة رد المحتار: (٧/ ٢٦) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب: إذا أقر باستيفاء الحق أو الأجرة، ط: سعيد.

مالدار شخص کے حوالہ کردیا جائے تو اسے قبول کرلینا چاہئے۔ [۱]

ٹال مٹول کرنے والا اللہ کو ناپسند ہے

"اللہ کا ناپسند" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱/۱)

ٹالنا

جب چیز خریدنے کے بعد قیمت ادا کرنے کے لیے پیسے موجود ہوں تو رقم ادا نہ کرنا اور بائع کو ناحق ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا، اس وقت نہیں فلاں وقت آنا، ابھی کھلے پیسے نہیں ہیں جب کھلے پیسے ہوں گے تب رقم ملے گی یہ سب باتیں حرام ہیں، جب وہ مانگے اسی وقت پیسے دے دینے چاہییں اگر کھلے نہیں تو کھلوا کر رقم دے دینی چاہیے۔ ہاں اگر ادھار پر خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اتنے دن کے بعد دینا واجب ہوگا وعدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد ٹالنا اور چکر لگوانا جائز نہیں ہوگا۔ [۲] لیکن اگر واقعی خریدار غریب ہوگیا ہے، ادا کرنے کے لیے اس کے پاس

---

(۱) عن ابي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم، واذا اتبع احدكم على ملي فليتبع. رواه البخاري ومسلم وابو داؤد والترمذي والنسائي وابن ماجة. (الترغيب والترهيب: ۴۶۲/۲) رقم الحديث: ۲۸۶۱، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من مطل الغني، ط: دار الكتب العلمية)

الصحيح للبخاري (۳۰۵/۱) كتاب الحوالة، باب إذا أحال على ملي فليس له رد، ط: قديمي.

الصحيح لمسلم: (۱۸/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم مطل الغني، ط: قديمي.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم، وإذا اتبع أحدكم على ملي فليتبع۔ (جامع الترمذي: (۲۴۴/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في مطل الغني ظلم، ط: سعيد)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۳) كتاب الصدقات، باب الحوالة، ط: قديمي۔

سنن النسائي: (۲۳۳/۲) كتاب البيوع، باب الحوالة، ط: قديمي۔

صحيح البخاري: (۳۲۳/۱) كتاب في الاستقراض و أداء الديون، باب مطل الغني ظلم، ط: قديمي۔

يجب على المقترض أن يرد مثل المال الذي اقترضه إن كان المال مثليا بالاتفاق۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۷۹۳/۵) المبحث السادس في أنواع البيوع، ط: الفصل الثاني: القرض، ط: رشيديه)

انتظام نہیں ہے اور کہیں سے بندوبست بھی نہیں کرسکتا ہے تو مجبوری ہے، جب رقم کا انتظام ہوجائے فوراً ادا کردے۔ (۱)

ٹانکہ

❶ سونے کے زیورات بنانے میں "تانبا" "پیتل" وغیرہ کا ٹانکا لگانا ضروری ہے ورنہ بنا ہوا زیور ڈھیلا ہوجاتا ہے، اور کاریگر حضرات دکاندار سے ٹانکہ کے عوض بھی پورا سونا یا اس کی قیمت لیتے ہیں، ٹانکہ کی مقدار سونے کے وزن سے کم نہیں کرتے، اسی طرح دکاندار بھی گاہک سے پورے پیسے لیتے ہیں ٹانکہ کی مقدار کو کم نہیں کرتے بلکہ ٹانکہ کو بھی جان بوجھ کر سونا شمار کرتے ہیں اور قیمت بھی سونے کی لیتے ہیں۔ اگر اس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ (۲)

❷ زیورات بنانے میں ٹانکہ کا استعمال لازمی ہے اس لئے زیورات بناتے وقت ٹانکہ لگانا جائز ہے لیکن ٹانکہ اتنا لگایا جائے جتنا لگانا ضروری ہو، اور اتنی مقدار

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أخذ أموال الناس يريد أداءها أدى الله عنه ومن أخذ يريد إتلافها أتلفه الله عليه ۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۲) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمي)

ما من عبد كانت له نية في وفاء دينه إلا كان له من الله عون ۔ (فتح الباري: (۷۰/۵) كتاب الاستقراض والديون، باب من أخذ أموال الناس يريد، ط: قيمي)

عن أبي اليسر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنظر معسرًا أو وضع عنه، أظله الله في ظله ۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمي)

(۲) لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الهداية: ۴۷۲/۴) كتاب الكراهية مسائل متفرقة، ط: رحمانيه.

الجوهرة النيرة (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانية.

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهيه معاصره (۸/۱) احكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي)

لگانا کاریگروں میں مشہور اور معروف ہو، عام طور پر ایک تولہ سونے کے زیور میں ایک ماشہ ٹانکہ لگایا جاتا ہے، اس سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور ایک ماشہ ایک تولہ کا بارہواں حصہ ہے ایک گرام سے معمولی زیادہ ہے۔ (۱)

❸ ضرورت سے زائد ٹانکہ لگانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی دکاندار یا خریدار کہہ دے کہ زیور میں ضرورت سے زائد ٹانکہ لگا دو، تو یہ جائز ہے زیور بنانے والا کاریگر ایسا کر سکتا ہے، البتہ دکاندار پر ضروری ہے کہ ایسے زیورات بیچتے وقت خریدار کو صحیح صورت حال بتا دے خریدار کو اصل حقیقت بتائے بغیر پوری قیمت لینا جائز نہیں ہے بلکہ دھوکہ ہونے کی وجہ سے ضرورت سے زائد ٹانکہ کے بقدر رقم حلال نہیں ہوگی۔ (۲)

❹ ٹانکہ کے بدلے عوض لینا درست ہے خواہ سونا لیا جائے یا رقم لی جائے دونوں درست ہیں۔ (۳)

❺ اگر کاریگر نے معروف مقدار یا دکاندار اور گاہک کی بتائی ہوئی مقدار سے زیادہ ٹانکہ لگا دیا اور بتایا نہیں بعد میں دھوکہ ثابت ہوا، تو دکاندار اور گاہک

---

(۱) احسن الفتاوی: (۸/۹۹) کتاب الحظر والإباحة، کسب حلال وحرام، ط: سعید.

(۲) وعن ابن مسعود رضي الله تعالیٰ عنه قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داؤد في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر والخديعة، والخيانة في النار. (الترغيب والترهيب: (۲/ ۴۵۰) رقم الحديث: ۲۷۶۳، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۳/ ۵۵۸) الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

عن ابي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي.

(۳) انظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة السابقة.

کاریگر سے دھوکہ کے بقدر پیسہ واپس لے سکیں گے۔ [1]

ٹائی

واضح رہے کہ ''ٹائی'' عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے، اور مسلمانوں کے لیے دوسری اقوام کا مخصوص لباس اور وضع قطع اختیار کرنا ہر حالت میں ناجائز اور حرام ہے، [2] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ [3]

ٹائی فروخت کرنا

ٹائی کفار و فساق کے استعمال کی چیز ہے اس کی تجارت مکروہ ہے اس کے

---

(۱) وضمن بصبغه أصفر وقد أمر بأحمر قيمة ثوب أبيض، وان شاء المالك أخذه وأعطاه ما زاد الصبغ فيه ولا أجر له. (الدر المختار مع الرد (٦/٤٧) كتاب الإجارة، باب ما يجوز من الإجارة وما يكون خلافاً فيها، مطلب في الأرض المحتكرة ومعني الاستحكار، ط: سعيد)

البحر الرائق (٧/٢٩ه) كتاب الإجارة، قبيل: باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد.

حاشية الطحاوي على الدر المختار (٤/٢١) كتاب الإجارة، قبيل باب اجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة.

(۲) لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم قال الطيبي: قوله من تشبه بقوم هذا عام في الخلق والخلق والشعار، واذا كان الشعار اظهر في التشبيه ذكر في هذا، طيبي: (٨/٢١٩)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: ادارة القرآن كراچي۔

قال علي القاري: "اى من شبه نفسه بالكفار مثلا: في اللباس وغيره أو بالفساق او الفجار او باهل التصوف والصلحاء الابرار، فهو منهم اى في الاثم او الخير عند الله تعالى۔ مرقات: (٥/٢٥٥)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: امداديه ملتان۔

فتاویٰ حقانیہ میں ہے۔ ''ٹائی عیسائیوں کی دینی اور مذہبی نشانی ہے اور ٹائی باندھنے سے ان کی مذہبی نشانی کی تائید ہوتی ہے، اور اس میں کافروں کے ساتھ مشابہت بھی ہے اس لیے ٹائی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، فتاویٰ حقانیہ تغیر: ۳/۲۰۷، ط: مکتبہ حقانیہ پشاور۔

(۳) ابو داود: (۲/۵۵۹)، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، ط: مير محمد كتب خانه كراچي۔

(و) عن ام سلمة أنها سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم اتصلى المرأة في درع وخمار ليس عليها ازار؟ قال اذا كان الدرع سابغا يغطى ظهور قدميها، رواه ابو داود، مشكوة المصابيح، ص: ٧٣، باب الستر، ط: قديمي كراچي۔

فروخت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال طیب نہیں ہے۔ (۱)

ٹرانزکشن

"ٹرانزکشن" معاملہ کو کہتے ہیں۔

ٹرک بھر کر مال فروخت کرنا

☆......اگر ٹرک کے حساب سے مال فروخت کیا جاتا ہے تو مال ٹرک میں بھرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا البتہ ٹرک میں مال بھرنے کے بعد اس طرح بیع کرنا جائز ہے کہ اس ٹرک میں جتنا مال ہے اس کو مثلاً بیس ہزار میں فروخت

---

(۱) وفي المحيط: لايكره بيع الزنانير من النصراني والقلنسوة من المجوسي لان ذلک اذلال لهما وبيع المكعب المفضض للرجل ان ليلبسه يكره لانه اعانة على لبس الحرام وان كان اسكافا امره انسان ان يتخذ له خفا على زى المجوس او الفسقة او خياطا امره ان يتخذ له ثوبا على زى الفساق يكره له ان يفعل لانه سبب التشبه بالمجوس والفسقة۔ (شامی: (۳۹۲/۶) فصل فی البیع، ط:سعید)

خانية على هامش الهندية: (۴۰۴/۳) كتاب الحظر والإباحة، ومايكره أكله ومالايكره ومايتعلق بالضيافة، ط: رشيديه۔

تبيين الحقائق: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: إمداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۱۸۸/۴) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

لكن الإعانة في ما قامت المعصية بعين فعل المعين، ولا يتحقق إلا بنية الإعانة، أو التصرح بها أو تعينها في استعمال هذا الشئ بحيث لايحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۴۵۲/۲) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكام، القسم الثاني، ط: دار العلوم كراچی)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط:سعيد)

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أوّل شرحه "فصل فيما يكره" من الهداية: لما كان دون الفاسد، أخر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي بل في عدم العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافا في الإثم" اهـ ومقتضاه أن لايطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، القسم الأوّل ما وضع لمحظور، ط: مكتبه معارف القرآن)

کر دیا اور خریدنے والے نے خرید لیا تو یہ جائز ہے کیوں کہ اشارہ سے بیچا گیا مال متعین ہو جاتا ہے اور مبیع (بیچی گئی چیز/ مال) متعین ہونے کے بعد بیع صحیح ہو جاتی ہے۔

☆......اور اگر ٹرک میں کتنا مال آتا ہے پہلے سے معلوم ہے تو فی ٹرک کے حساب سے مال خریدنا جائز ہوگا اور یہ پیمانے کے قائم مقام ہوگا۔ (۱)

ٹریڈ مارک (Trade Mark)

''ٹریڈ مارک'' مادی چیز نہیں ہے اس لیے تنہا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے البتہ سامان کے ساتھ قیمت بڑھا کر فروخت کر دے اور بعد میں اس نام کو استعمال کرنے کی اجازت دے تو جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) المشار إليه بيعاً أو ثمناً لايحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه من الأرز والشاشات، وهو مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك وهي مرئية له، فقبل جاز ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لايضر إذ لايمنع من التسليم والتسلم۔ (البحر الرائق: (۵/ ۴۷۴، ۴۷۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/ ۲۳۰) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۴/ ۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد۔

كما يصح بيع المكيلات والموزونات والعدديات والمذروعات كيلاً ووزناً وعدداً وذرعاً يصح بيعها جزافاً أيضاً مثلاً: لو باع صبرة حنطة أو كوم تبن أو آجر أو حمل قماش جزافاً صح البيع) ويشترط لصحة بيع هذه الأشياء مجازفة، أولاً: أن تكون مميزة مشار إليها۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۸۵) المادة: ۲۱۷، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الثالث: في باب المسائل المتعلقة بكيفية بيع البيع، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۵۱۸) كتاب البيوع، مطلب لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۸۵) المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: مكتبه فاروقيه۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/ ۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

من اشترى شيئاً وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۶۱) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)=

ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت

(۳۹) کسی کمپنی یا کارخانہ کی مصنوعات پر تجارتی علامت یا ٹریڈ مارک رغبت یا بے رغبتی کا سبب ہوتی ہے اس لیے تاجروں کی نظر میں اس کی وقعت بڑھ جاتی ہے، چوں کہ موجودہ دور میں دھوکا اور فریب بازی عام ہوگئی ہے اس لیے حکومتوں کی جانب سے ان ٹریڈ مارکوں کی رجسٹریشن ہونے لگی ہے اور ایک تاجر کے لیے دوسرے تاجر کے ٹریڈ مارک کا استعمال قانونی طور پر جرم قرار دیا گیا ہے اس لیے تاجروں کی نظر میں اس کی بڑی قیمت ہے اور تاجر لوگ اس کی مہنگے داموں میں خرید وفروخت کرتے ہیں لیکن یہ ایک ''حق مجرد'' ہے، کوئی مادی چیز نہیں ہے اس لیے صرف تجارتی علامت یا ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس کو کارخانہ یا مصنوعات کے ساتھ قیمت بڑھا کر فروخت کردے یا خرید لے پھر جائز ہوگا۔ (۱)

= فالبيع ما شرط إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال. (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار الفكر، بيروت)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۲۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/۸) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن أفتى كثير باعتباره وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال. (الدر مع الرد: (۴/۵۱۸، ۵۱۹) كتاب البيوع، مطلب لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

أقول: وعلى ما ذكره من جواز الاعتياض عن الحقوق المجردة بمال ينبغي ان يجوز الاعتياض عن التعلي وعن حق الشرب وعن حق المسيل بمال... كما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لا سيما إذا كان صاحب حق العلو فقيرا قد عجز عن اعادة علوه، فلو لم يجز ذلك له على الوجه الذي ذكرناه يتضرر فليتأمل وليحرر. (شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۲۱) المادة: ۱۱۶] الفصل الثاني في بيع ما يجوز وما لا يجوز، ط: رشيديه)

ٹریژری بل

مرکزی بینک، تجارتی بنکوں سے رقم وصول کرنے کے لیے ایک بل جاری کرتا ہے اس کو انگریزی میں (Treasury Bill) (ٹریژری بل) کہتے ہیں، ایک بل کی لکھی ہوئی قیمت (Face Value) مثلاً سو روپے ہوتی ہے۔

یہ بل ایک مقررہ مدت کے لیے جاری ہوتے ہیں، عام طور پر چھ ماہ کی مدت کے لیے جاری ہوتے ہیں اور یہ بل نیلام کے ذریعے بیچے جاتے ہیں اور ان کے ابتدائی خریدار صرف تجارتی بینک ہی ہوتے ہیں، دوسرے لوگ کبھی بینکوں سے خرید لیتے ہیں۔

نیلام کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مرکزی بینک اعلان کر دیتا ہے کہ اتنی رقم مثلاً دس ارب روپے کے ٹریژری بل جاری کیے جا رہے ہیں اور بینک اپنی اپنی طلب بتاتے ہیں ہر بینک بتاتا ہے کہ میں اتنی قیمت پر اتنے بل خریدنا چاہتا ہوں آج کل اس کا ریٹ عام طور پر تیرہ یا چودہ فی صد کم ہے یعنی سو روپے کا بل عام طور پر چھیاسی یا ستاسی روپے میں فروخت ہوتا ہے، جس جس بینک کی بولی قبول ہوتی جاتی ہے اس کو اس کی طلب کے مطابق بل دے کر رقم اس سے وصول کر لی جاتی ہے، اب جس بینک نے یہ بل مثلاً چھیاسی روپے میں خریدا وہ چھ ماہ کے بعد اس کے پورے سو روپے وصول کرے گا اور چودہ روپے اس کے سود یا نفع کے ہوں گے، اس بل کی مدت آنے سے پہلے اسٹیٹ بینک ہی میں یا بازار حصص (Stock Exchange) میں اس بل کی ہنڈی کی طرح ڈسکاؤنٹنگ (بٹہ لگانا) بھی ہو سکتی ہے۔

واضح رہے کہ جب حکومت کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو رقم حاصل کرنے کے لیے بہت سارے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی اختیار کرتی ہے اور

طریقہ بھی سودی ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ قرض پر سود لینا ہے اور قرض دے کر سود لینا جائز نہیں ہے۔[۱]

ٹریول چیک کی خرید وفروخت

''ڈرافٹ کی رسید کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۷/۳)

ٹمبر مارکیٹ

ٹمبر مارکیٹ میں تاجر لوگ مزدور رکھتے ہیں، جب مزدور عمارت بنانے کی لکڑیاں یا شہتیر وغیرہ نکال کر گاہک کو دکھاتے ہیں، اور گاہک ان میں سے کوئی چیز خریدتا ہے تو تاجر حضرات، مال دکھانے والے مزدور کی اجرت گاہک پر ڈال دیتے ہیں تو یہ درست نہیں بلکہ مال دکھانے والے مزدور کی اجرت ادا کرنا بائع (سیلر/تاجر) کے ذمہ ہے۔[۲]

---

(۱) قال علیه الصلاة والسلام: کل قرض جز منفعة فهو ربا۔ (فیض القدیر للمناوي: (۲۸۲/٦) رقم الحدیث: ٦۳۳٦، حرف الکاف، ط: دار الحدیث القاهرة)

کل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الکبری: (۳۵۰/۵) کتاب البیوع، باب کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تالیفات اشرفیه)

تکملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) کتاب المساقاة والمزارعة، ط: دار العلوم کراچی۔

عن علی أمیر المؤمنین رضي الله تعالی عنه مرفوعا: : کل قرض جر منفعة فهو ربا، وکل قرض شرط فیه الزیادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) کتاب الحوالة، باب کل قرض جز منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

أحکام القرآن للجصاص: (٦۴۱/۱) باب البیع، ط: قدیمی۔

کل قرض جز نفعا، فهو حرام۔ (الشامیة: (۱٦٦/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: في القرض، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، کتاب المداینات، ط: قدیمی۔

(۲) عن عثمان أن النبي صلی الله علیه وسلم قال له: إذا بعت فکل، واذا ابتعت فاکتل بخاري: (۱/ص۲۸۵)، کتاب البیوع، باب الکیل علی البائع والمعطي، ط: قدیمي.

وقال الفقهاء: إن الکیل والوزن فیما یکال ویوزن من المبیعات علی البائع، ومن علیه الکیل =

ٹوٹ جائے سامان گاہک کے ہاتھ سے

''گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ٹوکری

☆......اگر ایک ٹوکری کے سب کیلے یا مالٹے وغیرہ سو روپے میں خرید لیے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بھی بیع درست ہے اور ٹوکری میں جتنے کیلے یا مالٹے وغیرہ ہیں سب خریدار کے ہیں چاہے کم نکلیں یا زیادہ، اس سے بیع میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (۱)

☆......مالٹے، کینو یا کیلے وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک سو روپے میں اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو مالٹے یا کینو یا کیلے ہیں پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے تو لینے والے کو اختیار ہوگا چاہے لے لے چاہے نہ لے، اگر لے گا تو پورے ایک سو روپے نہیں دینے پڑیں گے، بلکہ اس سے سو مالٹے وغیرہ کی قیمت کم کر کے بقیہ تین سو مالٹے وغیرہ کے صرف پچھتر روپے ادا کرے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں تو ساڑھے ستاسی روپے، غرض کہ جتنے مالٹے وغیرہ کم ہوں گے اتنے دام بھی کم ہوجائیں گے، اور اگر اس ٹوکرے میں چار سو سے زیادہ مالٹے وغیرہ ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والے کے ہیں خریدار کو چار سو سے زیادہ مالٹے وغیرہ لینے کا حق نہیں ہوگا، ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے مالٹے وغیرہ ہیں تو

= والوزن فعليه أجرة ذلك, وهو قول مالك وأبي حنيفة والشافعي وأبي ثور. (عمدة القاري: (۲۴۸/۱۱) كتاب البيوع, باب الكيل على البائع والمعطي, ط: دار الكتب العلمية)

وأجرة الكيل وعد المبيع ووزنه وزرعه على البائع) فيما بيع بشرط الكيل والعد والوزن, والزرع, لأنه من تمام التسليم وتسليم المبيع عليه, وكذا ما كان من تمامه. (مجمع الأنهر: (۳۶/۳) كتاب البيوع, فصل, ط: دار الكتب العلمية)

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱ على الصفحة الآتية۔

جو کچھ نکلیں سب خریدار کے ہوں گے چاہے کم نکلیں یا زیادہ، اس سے بیع میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیوں کہ مبیع میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے نہ کہ وصف کے مقابلے میں۔ (1)

ٹوکری کے حساب سے خرید و فروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۶)

ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا

آج کل پھل اور سبزی وغیرہ بیچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پیکنگ کر کے بیچتے ہیں اور پیکنگ کرتے وقت خراب، چھوٹا اور ردی قسم کا پھل یا سبزی ٹوکری یا کارٹنوں میں نیچے رکھتے ہیں اور عمدہ، بڑا اور پکا ہوا پھل یا سبزی ٹوکری یا کارٹنوں میں اوپر

---

(۱) ومن ابتاع صبرة طعام على أنها مائة قفيز بمائة درهم، فوجدها أقل كان المشتري بالخيار إن شاء أخذ الموجود بحصته من الثمن، وإن شاء فسخ البيع... وإن وجدها أكثر فالزيادة للبائع لأن البيع وقع على مقدار معين والقدر ليس بوصف. ومن اشترى ثوبا على أنه عشرة أذرع بعشرة دراهم أو أرضا على أنها مائة ذراع بمائة درهم فوجدها أقل فالمشتري بالخيار، إن شاء أخذها بجملة الثمن، وإن شاء ترك)؛ لأن الذراع وصف في الثوب... والوصف لايقابله شيء من الثمن كأطراف الحيوان فلهذا يأخذه بكل الثمن، بخلاف الفصل الأول؛ لأن المقدار يقابله الثمن فلهذا يأخذه بحصته... وإن وجدها أكثر من الذراع الذي سماه فهو للمشتري ولا خيار للبائع). (الهداية: (۳/ ۲۳، ۲۴) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

🗀 البحر الرائق: (۵/ ۲۸۷، ۲۹۰) كتاب البيوع، ط: سعيد.

🗀 إنما المعتبر القدر الذي يقع عليه عقد البيع لا غيره) فما زاد على القدر المعين في عقد البيع لا يدخل في العقد، فيكون للبائع (طحطاوي وبحر)... ومفاده أن المعتبر ما وقع عليه العقد من العدد، وإن كان ظن البائع أو المشتري أنه أقل أو أكثر. ولذا قال في القنية: عد الكواغد فظنها أربعة وعشرين وأخبر البائع به، ثم أضاف العقد إلى عينها ولم يذكر العقد، ثم زادت ما ظنه فهي حلال للمشتري. (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/ ۱۲۶) المادة: ۲۲۲، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بكيفية بيع المبيع، ط: رشيديه)

🗀 البحر الرائق: (۵/ ۲۹۰) كتاب البيوع، ط: سعيد.=

رکھتے ہیں، تاکہ خریدار صرف اوپر سے دیکھ کر ہی یہ اندازہ لگالے کہ سارا پھل اور سبزی اسی طرح کی ہے، یہ بھی ملاوٹ اور دھوکہ کی ایک ناجائز صورت ہے، اس سے بچنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا جس کا برداشت کرنا مشکل ہوگا۔

پھل اور سبزی وغیرہ بیچنے کی دو ہی صورتیں ہیں:

❶ خراب، صحیح، ردی، عمدہ، چھوٹے اور بڑے سب ملا کر ٹوکری میں اوپر نیچے درمیان میں ملی جلی حالت میں ڈال دے تاکہ خریدار کو ایک نظر دیکھنے ہی سے معلوم ہوجائے کہ یہ کس معیار کا پھل یا سبزی ہے۔

❷ خراب، صحیح، چھوٹا اور بڑا پھل یا سبزی علیحدہ علیحدہ پیک کیا جائے اور سب کا الگ الگ ریٹ مقرر کرے تاکہ خریدار نقصان سے بچ جائے اور کسی قسم کے دھوکے کا شکار نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دھوکا دیا تو وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

واضح رہے کہ کسی چیز کی پیکنگ کرتے وقت خراب کو نیچے رکھنا اور عمدہ اور صحیح چیز کو اوپر رکھنا دھوکہ کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

= الشامية: (۵۳۴/۴) كتاب البيوع، مطلب: المعتبر ما وقع عليه العقد وإن ظن البائع أو المشتري أنه أقل أو أكثر، ط: سعيد.

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها فنالت اصابعه بللاً، فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس من غش فليس مني. (الصحيح لمسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

قوله: (ليس منا) بمعني: ليس على سيرتنا، أو ليس بمهتد بهدينا، ولا بمتخلق بأخلاقنا. (شرح سنن أبي داؤد للعيني: (۳۸۵/۵) كتاب الصلاة، باب كيف يستحب الترسل في القرآن؟ ط: مكتبه الرشد)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶۹/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من حمل علينا السلاح فليس منا، ط: قديمي) =

ٹوکرے کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو

☆......اگر ٹوکرے یا کریٹ کے اوپر اچھی اچھی چیزیں تھیں، ان کو دیکھ کر خریدار نے پورا ٹوکرا یا کریٹ لے لیا لیکن خریدنے کے بعد جب نیچے دیکھا تو چیز خراب تھی، تو اب خریدار کو اس عیب کی وجہ سے اس کو واپس کردینے کا اختیار ہوگا، ہاں اگر تمام چیزیں ٹوکری یا کریٹ کے اوپر نیچے ایک جیسی ہیں تو اس صورت میں اوپر سے تھوڑی سی چیز دیکھ لینے سے واپس کرنے کا اختیار ختم ہوجائے گا۔

☆......اگر امرود، انار، کینو یا فروٹ وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب ایک جیسے سائز کی نہیں ہوا کرتیں تو اس صورت میں جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار باقی رہتا ہے، تھوڑا بہت دیکھ لینے سے اختیار ختم نہیں ہوگا۔ [1]

= قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهو الغش، وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي: (۱/ ۲٤٥) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

وأما بيان نفس العيب فواجب، لأن الغش حرام. شامي: (٥/ ١٤٠) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب اشتري من شريكه سلعة، ط: سعيد.

(۱) (قوله: وكفت رؤية وجه الصبرة ... الخ) لأنّ الأصل فيه أنّ رؤية جميع المبيع غير مشروط لتعذر، فيكتفي برؤية مايدلّ على العلم بالمقصود، فرؤية الصبرة معرفة للبقية لكونه مكيلاً يعرض = بالنموذج، وهو المكيلات والموزونات فيكتفي برؤية بعضه إلاّ إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار أي خيار العيب لا خيار الرؤية كما في الينابيع ... وأما إذا كان متفاوت الأحاد كالبطاطيخ والرمان، فلاتكفي رؤية البعض في سقوط خياره۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۹) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/ ۳۱۵، ۳۱۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية۔

إذا اشترى البطيخ في السريجة والرمان في القفة فرأى البعض فله الخيار؛ لأنّ البعض منها ليس تبعًا للبعض بل كل واحد منها مقصود فرؤية البعض منها لاتفيد العلم بالباقي لكونها متفاوتة تفاوتًا فاحشًا فكان له الخيار۔ (بدائع الصنائع: (٥/ ۲۹۳) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

ٹوکن منی

(۵٦) بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان سودا مکمل ہونے کے بعد بیعانہ (ٹوکن منی) کے طور پر بائع کو کچھ رقم دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد ایک ماہ، تین ماہ یا اس سے کم وبیش کوئی مدت مقرر کی جاتی ہے اگر مشتری (خریدار) اس مدت کے اندر بقیہ رقم ادا کر کے چیز لے لیتا ہے بہتر ورنہ بائع بیعانہ کی رقم ضبط کر لیتا ہے اور مشتری کو واپس نہیں کرتا، دین اسلام میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں بیعانہ کی رقم واپس کر دینا لازم ہے۔[۱] اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں دینی پڑے گی اور آخرت میں دینا بے انتہا مشکل ہوگا۔[۲] اور مشتری سودا کر کے پھر

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع العربان، قال مالك: وذلك فيما نرى، والله أعلم، يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكار الدابة، ثم يقول: للذي اشترى منه أو تكارى منه، أعطيتك دينارا أو درهما أو أكثر من ذلك أو أقل على أني أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منك، فالذي أعطيتك من ثمن السلعة أو من كراء الدابة، وإن تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة، فما أعطيتك لك، باطل بغير شيء۔ (إعلاء السنن: (١٦٦/١٤) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن)

ونهى عن بيع العربان، أن يقدم إليه شيئ من الثمن، فإن اشترى حسب من الثمن وإلا فهو له مجانا، وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة۔ (٢٨٨/٢) بيوع فيها معنى الميسر، ط: قديمى)

بيع العربان وصورته: أن يشتري الرجل شيئا فيدفع إلى المبتاع من ثمن ذلك المبيع شيئا على أنه إن نفذ البيع بينهما كان ذلك المدفوع من ثمن السلعة، وإن لم ينفذ ترك المشتري بذلك الجزء من الثمن عند البائع، ولم يطالبه به، وإنما صار الجمهور إلى منعه؛ لأنه من باب الغرر والمخاطرة وأكل مال بغير عوض۔ (بداية المجتهد ونهاية المقتصد: (٨/٥) الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية)

(٢) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء، فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٣٥) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمى)

صحيح البخاري: (٣٣١/١) كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... الخ، ط: قديمى۔

جامع الترمذي: (٦٧/٢) أبواب صفة القيامة، باب ما جاء في شأن الحساب والقصاص، ط: سعيد۔

جانے کی وجہ سے سخت گناہ گار ہوگا۔ (۱)

اور اگر بائع نے سودا دینے سے انکار کر دیا تو خریدار کے لیے بیعانہ کی رقم واپس لینا صحیح ہے، باقی ڈبل کر کے لینا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ سود ہے اور سود لینا حرام ہے۔ (۲)

ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا

بعض ٹھیکہ دار کاموں کے ٹھیکے حاصل کرنے کے لیے بسا اوقات اعلی حکام

---

(۱) وعن زيد بن ارقم رضي اللّٰہ تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له، فلم يف ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۱۶) كتاب الأدب، باب الوعد، الفصل الثاني، ط: قديمي)

ومفهومه أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعليه الإثم، سواء وفى به أو لم يف، لأنه من أخلاق المنافقين۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۰۳/۹) كتاب الأدب، باب الوعد، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

قال النووي: أجمعوا على أن من وعد إنسانا شيئا ليس بمنهي عنه، فينبغي أن يفي بوعده وهل ذلك واجب، أو مستحب فيه خلاف ذهب الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف الوعد وإن كان يأثم إن قصد به الأذى ... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلابد من الوفاء إلا أن يتعذر۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۱۴/۹) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

(۲) قال عليه الصلاة والسلام: من قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (۲۸۲/۶) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفية)

تكملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم كراچی۔

عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالى مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا، وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

كل قرض جر نفعا فهو حرام۔ (الشامية: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في القرض، ط: سعيد)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: ...

وغیرہ کو رشوت دیتے ہیں اور بعض حکام خود بھی رشوت مانگتے ہیں، رشوت کے بغیر ٹھیکہ کی منظوری نہیں دیتے پھر بلوں کو پاس کرانے پر رشوت طلب کرتے ہیں تو اس طرح ٹھیکہ داروں کا افسروں سے رشوت کا لین دین کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ ٹھیکیداری کا کام اگر چہ جائز ہے مگر جس کام کے لیے ناجائز کام کا ارتکاب کرنا پڑے ایسا کام کرنا جائز نہیں لہٰذا اگر رشوت دیے بغیر ٹھیکہ نہ ملے اور ٹھیکہ لینے کے بعد بھی بل پاس کرنے کے لیے رشوت دینی پڑے تو ایسا ٹھیکہ لینا جائز نہیں ہے، کسی دوسرے جائز کاروبار کو اختیار کرنا چاہیے۔

رشوت سے دنیا آخرت ملک سب کا نقصان ہے، دنیا کے چند روپے کے عوض آخرت کے ناقابل برداشت سخت عذاب کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہے۔ (۱)

ٹھیکہ کی ایک صورت

مثلاً ایک ایکڑ زمین کسی کو بیس ہزار کے عوض میں بیس سال کے لیے دے دی اور طے یہ ہوا کہ سالانہ ایک ہزار روپے منہا کیے جائیں گے اور ٹھیکہ پر لینے والا اس سے نفع حاصل کرتا رہے گا، اگر اس دوران زمین کے مالک کو زمین کی ضرورت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي في الحكم۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۸) أبواب الأحكام، باب الراشي والمرتشي، ط: سعيد)

فيض القدير: (۷/ ۳۴) رقم الحديث: ۷۲۵۴، حرف اللام، ط: دار الحديث القاهرة۔

عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعة فأهدى له عليها هدية، فقبلها فقد أتى بابا عظيما من أبواب الربا۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

الرشوة منها ما هو حرام من الجانبين، وذلك في موضعين: أحدهما: إذا تقلّد القضاء بالرشوة حرم على المعطي والآخذ. الثاني: إذا دفع رشوة إلى القاضي ليقضي له حرم من الجانبين سواء كان القضاء بحق أو بغير حق۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/ ۱۷۷) كتاب القضاء، ط: دار المعرفة بيروت)

الشامية: (۵/ ۳۶۲) كتاب القضاء، مطلب: في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۷/ ۲۳۶) كتاب أدب القاضي، ط: دار الكتب العلمية۔

پڑے تو منہا شدہ رقم کے علاوہ باقی رقم ادا کر کے مالک کو اپنی زمین واپس لینے کا حق ہوگا یہ صورت کرایہ اور ٹھیکہ کی ہے، جائز ہے، رہن کی صورت نہیں ہے [١] اس لیے ٹھیکہ پر لینے والے کے لیے سالانہ اس زمین سے پیداوار حاصل کرنا اور نفع اٹھانا جائز ہے، ضرورت کے وقت ایسے حیلے پر عمل کرنا جائز ہے۔ [٢]

ٹھیکہ لینا باغوں کا

''باغوں کو کئی کئی سال کے لئے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٥/٢)

ٹھیلہ لگانا

''فٹ پاتھ پر کاروبار کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٨٩/٥)

ٹیپ ریکارڈ کی تجارت

''ریڈیو کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٧/٤)

---

١) هی (ای الاجارة) بیع منفعة معلومة بعوض معلوم دین او عین وماصلح ثمنا صلح اجرة۔ (ملتقی
بحر: (٥١١/٣) کتاب الاجارة، ط: غفاریة کوئٹه)
هی تملیک نفع بعوض وکل ماصلح ثمنا صلح اجرة۔ (الدرمع الرد: (٦/٤) کتاب الاجارة،
سعید)
تبیین الحقائق: (١٠٥/٥) کتاب الإجارة، ط: امدادیه ملتان۔
) وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فهی حسنة۔ (الهندیة:
/ ٣٩٠) کتاب الحیل، الفصل الاول فی بیان جواز الحیل وعدم جوازها، ط: رشیدیه)
المبسوط: (٢١٠/٣٠) کتاب الحیل، ط: دار المعرفة۔
إعلاء السنن: (٤٢٣/١٨) کتاب الحیل، ط: إدارة القرآن۔
الضرورات تبیح المحظورات۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص: ٢٩) [رقم المادة: ٢١]
ار الکتب العلمیة بیروت)
الأشباه والنظائر: (ص: ٨٧) القاعدة الخامسة، ط: قدیمی۔
الدر المختار مع رد المحتار: (٥٣٠/٣) کتاب النکاح، باب العدة، فصل فی الحداد، ط: سعید
می۔

ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے

"ایکسرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۱)

ٹیکس

موجودہ دور میں حکومت کی جانب سے عائد کیے ہوئے ضلع ٹیکس، پل ٹیکس، راہ داری اور محصول چونگی وغیرہ ظالمانہ اور جابرانہ صورت اختیار کر چکے ہیں ان اضافی اخراجات کو مبیع کی قیمت خرید میں ملانا یا نہ ملانا تاجروں کی عادت اور عرف پر موقوف ہے اگر ان اضافی اخراجات کو قیمت خرید کے ساتھ ملانے کی عادت اور عرف ہے تو ملانا جائز ہوگا ورنہ اضافی اخراجات کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہوگا اس لیے مرابحہ کرتے وقت جب قیمت خرید بتائیں تو ان اضافی اخراجات کو ملا کر نہ بتائیں بلکہ یوں کہیں کہ اتنے میں پڑی ہے یا اصل قیمت خرید بتا کر یہ کہیں کہ اس میں اتنے اضافی اخراجات بھی لگے ہیں تا کہ خیانت کا شبہ باقی نہ رہے۔ (۱)

---

(۱) لایضم أجر الطبیب . . . ومایؤخذ في الطریق من الظلم إلا إذا جرت العادة بضمه هذا هو الأصل کما علمت فلیکن المعول علیه۔ (الدر المختار مع رد المختار: (۱۳۶/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

والذي یؤخذ في الطریق من الظلم لایضم إلا في موضع جرت العادة فیه بینهم بالضم۔ (البحر الرائق: (۱۱۰/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

الفتاوی الهندیة: (۱۶۲/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط: رشیدیه۔

من اشتری شیئا وأغلی في ثمنه، فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط: رشیدیه)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي یقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) کتاب البیوع، ط: دار الفکر، بیروت)

لأن الثمن حق العاقد فإلیه تقدیره۔ (الجوهرة النیرة: (۳۸۷/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه)=

باقی مرابحہ کے علاوہ عام بیع میں ان تمام اضافی اخراجات اور نفع وغیرہ کو ملا کر قیمت بتانا درست ہے۔[۱]

مزید ''محصول چنگی''، ''کسٹم ڈیوٹی'' اور ''تجارت کے محصولات کے بارے میں مشہور عالم کی رائے'' عنوانات کے تحت بھی دیکھیں۔

ٹیکس سود سے ادا کرنا

''بینک کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۲)

ٹیکس کی رقم ظلم کے طور پر لی

''بجلی کا بل زیادہ لے لیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۴/۲)

ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا

ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔[۲] کیوں کہ ڈرائیور پر حکومت کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی پابندی کرنا لازم ہے اس کے

= وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائمًا وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۸/۱) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچى)

(۱) تخریج کے لیے ''سیل ٹیکس قیمت خرید میں ملانے کا حکم'' عنوان کے تحت حاشیہ میں دیکھیں۔

(۲) {يأيها الذين امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم}۔ (النساء: ۲۹)۔

قوله تعالى: {يأيها الذين امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل} بالحرام، يعني: الربا والقمار، والغصب والسرقة والخيانة ونحوها۔ (تفسير معالم التنزيل: (۳۱۷/۱) الآية: ۲۹، ط: إدارة تاليفات اشرفية)

أحكام القرآن للجصاص: (۳۳۳/۱) باب ما يحله حكم الحاكم وما لا يحله، ط: قديمى۔

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمى)

خلاف کرنا گناہ ہے۔[۱] مگر اس کے باوجود اگر میٹر سے زیادہ کرایہ لینے کی بات
پہلے سے طے کر لی گئی ہے تو طے شدہ اجرت حلال ہوگی۔[۲]

البتہ میٹر کو تیز کر کے دھوکے سے زیادہ اجرت لینا جائز نہیں۔[۳] اگر کسی
نے ایسا کیا تو میٹر تیز کرنے کی وجہ سے جتنی اجرت زیادہ حاصل ہوئی ہے وہ حرام ہے
وہ رقم مالک کو واپس کر دینا فرض ہے اگر بعد میں خیال آیا کہ یہ زائد رقم حرام ہے اور
اب مالک تک پہنچانا ممکن نہیں رہا تو مساکین پر صدقہ کرنا فرض ہے۔[۴]

---

(۱) {یٰأیها الّذین اٰمنوا أوفوا بالعقود}۔(المائدة: ۱)

لأنّ طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة فرض، فکیف فیما هو طاعة۔ (الدر مع الرد: (۲۶۴/۴) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۱۴۰/۷) کتاب السیر، فصل: وأما بیان أحکام البغاة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۳۱/۵) کتاب السیر، باب البغاة، ط: سعید۔

(۲) أما الّذي یرجع إلی العاقد، فرضا المتعاقدین لقوله عزّ وجلّ: {یٰأیها الّذین اٰمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلاّ أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم} والإجارة تجارة؛ لأنّ التجارة تبادل المال بالمال والإجارة کذلک، ولهٰذا یملکها المأذون، وإنّه لایملک مالیس بتجارة، فثبت أنّ الإجارة تجارة فدخلت تحت النص، وقال النبي صلی الله علیه وسلم: لایحلّ مال امرئ مسلم إلاّ بطیبة من نفسه، فلا یصح مع الکراهة والهزل والخطأ؛ لأنّ هٰذه العوارض تنافي الرضا، فتمنع صحة الإجارة۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۹/۴) کتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

الإجارة عقد یرد علی المنافع ... ولایصح حتی تکون المنافع معلومة والأجرة معلومة۔ (الهدایة: (۲۹۶/۳) کتاب الإجارات، ط: رحمانیه)

بدل الإجارة یکون معلوما بتعین مقداره إن کان نقدًا کثمن المبیع۔ (شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۵۴۷/۲) المادة: ۴۶۳، الکتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثالث، الفصل الأوّل: في بدل الإجارة، ط: رشیدیه)

(۳) انظر رقم الحاشیة: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۴) والحاصل أنّه إن علم أرباب الأموال وجب رده علیهم، وإلاّ فإن علم عین الحرام لایحل له ویتصدّق به بنیة صاحبه۔ (الشامیة: (۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالاً حرامًا، ط: سعید)

الفتاوی الهندیة: (۳۴۹/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر في الکسب، ط: رشیدیه =

ٹیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا

بعض کلینکس کے مالکان ٹیکنیشن اور ڈاکٹر وغیرہ کا نام استعمال کرتے ہیں اور اس کے عوض ٹیکنیشن اور ڈاکٹر کو ماہانہ ایک متعین رقم دیتے ہیں حالانکہ یہ لوگ باقاعدہ ٹیکنیکی نگرانی نہیں کرتے، تو اس طرح نام استعمال کرنے کے بدلے میں رقم دینا اور لینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے، اور ناجائز طور پر مال کھانے کی ایک صورت ہے جائز طریقہ یہ ہے کہ خود اخلاص اور خیر خواہی کے ساتھ کام کریں اور اس کے بدلے میں اجرت لیتے رہیں۔ [1]

ٹیلی فون

ٹیلی فون اور موبائل ایک آلہ ہے جسے دوسرے کی سماعت تک الفاظ پہنچانے کے لیے عرف میں معتبر آلہ سمجھا جاتا ہے باقی جہاں تک ایک دوسرے کو دیکھنے اور نہ دیکھنے کا تعلق ہے اس سے عقد (خرید وفروخت کا معاملہ) صحیح یا فاسد ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے کیوں کہ خرید وفروخت وغیرہ کے عقد کے سلسلے میں جو

= مجمع الأنهر: (۲۸۵/۱) کتاب الزکاۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

إذا كان عند رجل مال خبيث فإما إن ملكه بعقد فاسد أو حصل له بغير عقد ولا يمكنه أن يرده إلى مالكه يريد أن يدفع مظلمته عن نفسه فليس له حيلة إلا أن يدفعه إلى الفقراء۔ (بذل المجهود: (۳۷/۱) كتاب الحظر والإباحة، ط: معهد الخليل الإسلامي)

(۱) يا ايها الذي امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل) أي بالحرام، يعني بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها. (تفسير البغوي: (۱۹۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طيبة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا. (الصحيح لمسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

الترغيب والترهيب: (۲۵۴/۲) رقم الحديث: ۲۷۳۹، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

چیز مطلوب ہے وہ ایجاب وقبول کو سننا یا کسی اور ذریعے سے اس کا علم حاصل کرنا ہے جس سے دونوں جانب کی رضامندی ثابت ہوسکے۔[1]

ٹیلی فون سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے

''ریڈیو سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۶/۴)

ٹیلی فون سے بیع کرنے کا حکم

خرید وفروخت کے دوران ایجاب وقبول کی مجلس متحد ہونا ضروری ہے اور یہ اتحاد عام ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی دونوں صورتوں میں اتحاد کافی ہے، حقیقی اتحاد تو ظاہر ہے، اور حکمی اتحاد کی صورت یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایجاب ہوجائے اور مشتری کو کسی مناسب طریقے مثلاً خط یا پیغام رساں کی معرفت اطلاع دی جائے اور وہ قبول کرے تو بیع ہوجاتی ہے، موجودہ دور میں انسانی ضروریات کی وجہ سے ای میل،

---

(۱) لو تناديا وهما متباعدان وتبايعا صح البيع بلاخلاف۔ (المجموع شرح المهذب: (۱۸۱/۹) كتاب البيوع، المسألة الثالثة فيما ينقطع به خيار المجلس، ط: دار الفكر)

رجل في البيت فقال للذي في السطح بعته منك بكذا فقال: اشتريت صح إذا كان كل منهما يرى صاحبه ولا يلتبس الكلام للبعد۔ ولو تعاقد البيع وبينهما النهر المز دحصائي يصح البيع۔ قلت: وإن كان نهرًا عظيمًا تجرى فيه السفن۔ قال رضي الله عنه: وقد تقرر رأى (بح) في أمثال هذه الصورة على أنه إن كان البعد بحال لا يمنع الفهم والسماع لا يمنع۔ (البحر الرائق: (۲۷۲/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية: (۳۶۶/۴) كتاب البيوع، نوع في المجلس، ط: رشيديه)

الفتاوىٰ الهندية: (۶/۳) كتاب البيع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل فيما يرجع إلى انعقاد البيع، بالمراسلة أو بواسطة يصح اتفاقًا، ط: رشيديه۔

الفقه الإسلامي وأدلّته: (۵۰۳/۴) ثانيا، البيوع بسبب الصيغة، ط: دار الفكر۔

يصح التعاقد بالكتابة بين حاضرين أو باللفظ من حاضر والكتابة من الآخر، وكذلك ينعقد البيع إذا أوجب العاقد البيع بالكتابة إلى غائب بمثل عبارة: بعتك داري بكذا أو أرسل بذلك رسولاً فقبل المشتري بعد اطلاعه على الإيجاب من الكتاب أو الرسول صح العقد۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۳/۹) انعقاد البيع بالكتابة والمراسلة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلاميه الكويت)

فیکس، نیٹ، ٹیلی فون اور موبائل وغیرہ سے جو بیع کی جائے گی وہ بھی صحیح ہوگی۔ (۱)

ٹیلی فون سے سودا کرنا

خط وکتابت، ٹیلی فون، موبائل، فیکس ای میل اور انٹرنیٹ وغیرہ سے بھی ایجاب ہوسکتا ہے اور جس مجلس میں فون موبائل اور انٹرنیٹ سے ایجاب موصول ہوا ہے اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہوجائے۔

اسی طرح خط وکتابت، فیکس اور ای میل وغیرہ سے ایجاب کو پڑھا ہے یا پڑھا گیا ہے اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہوجائے گا بشرطیکہ تحریر پڑھنے کے بعد اسے رد نہ کیا ہو۔ (۲)

---

(۱) سئل بعد صلاة الجمعة حضر خبر الشام فی التلغراف لبعض الثغور بانه ثبت فی الشام رؤية هلال... فاجاب: ان السلاطين المسلمين وضعوا التلغراف لتبليغ الاخبار من البلاد القريبة والبعيدة في مدة يسيرة جدا او اقاموا لاعماله اشخاصا مسلمين واتفقوا على ذلک اموالا جسيمة واستغنوا به عن السعاة وارسال المكاتيب غالبا فصار قانونا فی ذلک يخاطب به السلاطين بعضهم لبعضهم فی مهمات الامور وتبعهم الناس على ذلک۔ (الفتاوی الكاملية: (ص:۲۸۵) كتاب الحظر والإباحة، مطلب هل يثبت رمضان بالتلغراف، ط: مكتبة القدس)

(۲) البيع بالمراسلة او بواسطة رسول يصح اتفاقا ويكون مجلس التعاقد هو مجلس بلوغ الرسالة من العاقد الاول الى العاقد الثانى۔ (الفقه الاسلامى وادلته: (۵۰۳/۴) ثانيا البيوع بسبب الصيغة، ط: دار الفكر)

اتحاد المجلس في العقود وغيرها على قسمين: حقيقي بأن يكون القبول في مجلس الإيجاب حكمي إذا تفرق مجلس القبول عن مجلس الإيجاب كما في الكتابة والمراسلة ويتحدان حكما۔ الموسوعة الفقهية الكويتية: (۲۰۲/۱) اتحاد المجلس، ط: دار السلاسل، الكويت)

) وكذلک الحال إذا صدر الإيجاب من شخص واحد آخر بطريق التلفون أو بأي طريق مماثل۔ فقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۲/۴) أولا في عقد البيوع، أحكام مجلس العقد، ط: دار الفكر)

يصح التعاقد بالكتابة بين حاضرين أو باللفظ من حاضر والكتابة من الاخر وكذلک ينعقد البيع أوجب العاقد البيع بالكتابة إلى غائب بمثل عبارة: بعتک داري بكذا أو أرسل بذلک رسولا فقبل شتري بعد اطلاعه على الإيجاب من الكتاب أو الرسول صح العقد۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: ۱۳/) البيع، انعقاد البيع بالكتابة والمراسلة، ط: دار السلاسل، الكويت)

فلو قال بعت فلانا الغائب فبلغه فقبل لم ينعقد اتفاقا إلا إذا كان بكتابة أو رسالة فيعتبر مجلس بلوغها۔=

ان تمام طریقوں سے سودا کرنے کے بعد مال کو آگے بیچنے کے لیے مال پر قبضہ کرنا ضروری ہے قبضہ کرنے سے پہلے مال فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ [1]

ٹیلی فون کے ذریعے ایجاب ہوا

اگر خط یا ٹیلی فون یا موبائل یا ای میل یا انٹرنیٹ کے ذریعے ایجاب ہوا ہے تو جس مجلس میں خط یا ٹیلی فون یا موبائل یا ای میل یا انٹرنیٹ کے ذریعے اطلاع ملی ہے اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہو جائے گا۔ [1]

= وفي الرد: قوله: (إلاّ إذا كان بكتابة أو رسالة) صورة الكتابة أن يكتب أمّا بعد فقد بعت عبدي فلانًا منك بكذا فلما بلغه الكتاب، قال في مجلسه ذلك اشتريت تم البيع بينهما، وصورة الإرسال أن يرسل رسولاً فيقول البائع بعت هذا فلان الغائب بألف درهم، فاذهب يا فلان وقل له، فذهب الرسول فأخبره بما قال فقبل المشتري في مجلسه ذلك۔ (قوله: فيعتبر مجلس بلوغها) أي بلوغ الرساله أو الكتابة۔ قال في الهداية: والكتابة كالخطاب وكذا الإرسال حتى اعتبر مجلس بلوغ الكتابة وأداء الرسالة اهـ (الدر مع الرد: (٥١٢/٤) كتاب البيوع، مطلب: في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

🗀 شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (٣٤/٢) رقم المادة: ١٧٢، الكتاب الأوّل: في البيوع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل فيما يتعلّق بركن البيع، ط: رشيديه۔

(١) للمشتري أن يبيع المبيع من آخر قبل قبضه إن كان عقارًا وإن كان منقولاً فلا۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (١٠٣/١) المادة: ٢٥٣، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الرابع، الفصل الأوّل في بيان حق تصرف البائع بالثمن والمشتري بالمبيع... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 لايجوز بيع المنقول قبل القبض لما روينا، ولقوله عليه السلام: إذا ابتعت طعامًا فلاتبعه حتى تستوفيه۔ (تبيين الحقائق: (٨٠/٤) كتاب البيوع، صح بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه ملتان)

🗀 لايصح بيع المنقول قبل قبضه، لنهيه عليه السلام عن بيع من لم يقبض۔ (مجمع الأنهر: (١١٣/٣) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 الهنديه: (١٣/٣) كتاب البيوع، الباب الثالث في معرفة المبيع، ط: رشيديه۔

(١) انظر رقم الحاشية: ٢، على الصفحة السابقة۔

ٹیلی فون کے ذریعے عقد صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اصول پائے جانے چاہئیں

ٹیلی فون، موبائل وغیرہ کے ذریعہ عقد (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اصول پائے جانے چاہئیں:

☆...... ٹیلی فون اور موبائل پر معاملات کرتے وقت فریقین ایک دوسرے کو سنائی دینے والی باتوں کی خوب تحقیق کرلیا کریں کیوں کہ ان آلات کے ذریعے معاملات کرنے کی صورت میں آواز بدلنے کی شکل میں جعل سازی اور دھوکا دہی کا احتمال رہتا ہے اور جھگڑے اور اختلافات رونما ہوسکتے ہیں اور یہ شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔ اور اس سے عقد فاسد ہوجاتا ہے۔[1]

☆...... اگر کوئی فریق یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف سے یہ الفاظ نہیں کہے گئے تو یہ منکر ہوگا اور دوسرا فریق مدعی ہوگا اور دوسرے فریق کے ذمہ یہ لازم ہوگا کہ وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرے کیوں کہ وہ مدعی ہے۔[2]

---

(١) وقد تقرر رأى (بح) في أمثال هذه الصورة على أنه إن كان البعد بحال يوجب التباس مايقول كل واحد منهما لصاحبه يمنع والا فلا۔ (البحر الرائق: (٥/٢٧٢) كتاب البيع، ط: سعيد)

☜ الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (٤/٣٦٦) كتاب البيوع، نوع في المجلس، ط: رشيديه)

☜ الفتاوى الهندية: (٣/٦) كتاب البيوع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يرجع إلى انعقاد البيع، والمراسلة أو بواسطة يصح اتفاقا، ط: رشيديه۔

(٢) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه۔ رواه الترمذي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٣٢٧) كتاب الإمارة والقضاء، باب الأقضية والشهادات، الفصل الثاني، ط: قديمى)

☜ جامع الترمذي: (١/٢٤٩) كتاب الأحكام، باب ماجاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه، ط: سعيد۔

☜ فيض القدير للمناوي: (٤/٦٦) رقم الحديث: (٣٢٢٦، حرف التاء، ط: دار الحديث القاهرة۔

☆......جن معاملات میں مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہے ان معاملات کو ان وسائل کے ذریعے انجام دینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

☆......اور جو عقد مجلس عقد میں قبضہ کے بغیر درست نہیں ہوتا، فون کے ذریعے سودا کرنے کی صورت میں اس کے قبضہ کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) میں سے ہر ایک کے پاس دوسرے کا وکیل موجود ہو جو عوض پر قبضہ کر سکے ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔(۲)

☆......بائع اور مشتری کے کلام میں مذاق یا غیر سنجیدگی کا عنصر شامل نہ ہو مثلاً عقد کرنا مقصود نہیں بلکہ نرخ معلوم کرنا یا کسی سودے کی مانگ معلوم کرنا ہے تو اس

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر والملح بالملح، مثلاً بمثل سواء بسواء، يدًا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف، فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۳۵/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل، ط: سعيد۔

فإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب لايجوز إلاّ مثلاً بمثل وإن اختلفت الجودة والصياغة... ولا بدّ من قبض العوضين قبل الافتراق... وإن باع الذهب بالفضة جاز التفاضل لعدم المجانسة ووجب التقابض) لقوله عليه الصلاة والسلام الذهب بالورق ربوا إلاّ هاء وهاء (فإن افترقا في الصرف قبل قبض العوضين أو احداهما بطل العقد) لفوات الشرط وهو القبض، ولهذا لايصح شرط الخيار فيه ولا الأجل؛ لأنّ بأحدهما لا يبقى القبض مستحقًا وبالثاني يفوت القبض المستحق۔ (الهداية: (۱۱۱/۳، ۱۱۲) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: رحمانيه)

(۲) ويجوز التوكيل بعقد الصرف والسلم... فإن فارق الوكيل صاحبه قبل القبض بطل العقد) لوجود الافتراق من غير قبض... (ولا تعتبر مفارقة الموكل)؛ لأنّه ليس بعاقد والمستحق بالعقد قبض العاقد وهو الوكيل فيصح قبضه۔ (الجوهرة النيرة: (۲۹۳/۱) كتاب الوكالة، ط: حقانيه)

تبيين الحقائق: (۲۹۲/۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳۲۱/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۵۱۷/۵) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد۔

سے بیع منعقد نہیں ہوگی۔ (۱)

ٹیلی فون کے ذریعے عقد کرنا

ٹیلی فون کی خصوصیت یہ ہے کہ عاقدین (معاملہ کرنے والوں) کی بات چیت کو تیزی اور صفائی کے ساتھ آگے منتقل کرتا ہے، خریدار فروخت کرنے والے کے ایجاب (آفر) کو سنتا ہے اور فروخت کرنے والے کے سامنے خریدار کے قبول کو منتقل کرتا ہے اور دونوں طرف سے بات چیت یکساں طور پر جاری رہتی ہے، چناں چہ اس طریقے سے الفاظ کے ذریعے رضامندی کا اظہار ہوتا ہے اور رضامندی کے اظہار سے بیع منعقد ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ رضامندی ایک اندرونی چیز ہے اس لیے اس کا دارومدار ایسے الفاظ پر رکھ دیا گیا ہے جو رضامندی پر واضح طور پر دلالت کریں۔ (۲)

---

(۱) ولم ینعقد مع الهزل لعدم الرضا بحكمه معه۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۰۷/۴) كتاب البيوع، مطلب: في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

والهزل يمنع جواز البيع؛ لأنه يعدم الرضا بمباشرة السبب فلم يكن هذا بيعًا منعقدًا في حق الحكم۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

منحة الخالق على البحر: (۹۲/۶) كتاب البيوع، باب أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۲۹۲/۱) كتاب الحجر، ط: حقانيه۔

(۲) البيع ينعقد بالإيجاب والقبول) يعني إذا سمع كل كلام الآخر۔ (فتح القدير: (۲۳۰/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية

صيغة العقد: هي ما صدر من المتعاقدين دالًّا على توجه إرادتهما الباطنة لإنشاء العقد وإبرامه۔ وتعريف تلك الإرادة الباطنة بواسطة اللفظ أو القول أو ما يقوم مقامه من الفعل أو الإشارة أو الكتابة۔ وهذه الصيغة هي الإيجاب والقبول۔ وقد اتفقت الشرائع على أن مدار وجود العقد وتحققه هو صدور ما يدلّ على التراضي من كلا الجانبين بإنشاء التزام بينهما۔ وهذا هو ما يعرف بصيغة العقد عند فقهائنا۔ ويسمى عند القوانين "التعبير عن الإرادة"۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۹۳/۴) العنصر الأول: صيغة العقد، ط: دار الفكر، بيروت)=

ٹیلی ویژن میں اشتہار دینا

’’ٹی وی میں اشتہار دینا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۱/۳)

ٹینڈر

فروخت کرنے والا یوں کہے کہ جو مجھے زیادہ قیمت دے گا، میں یہ چیز اس کو بیچ دوں گا یہ بھی اصل میں بیع مساومہ (جس میں بیچنے والا اپنی قیمت خرید یا لاگت ظاہر نہیں کرتا فریقین کے درمیان بھاؤ تاؤ کے ذریعہ قیمت کا تعین ہوتا ہے) کی ہی ایک قسم ہے جس میں فروخت کرنے والا ایک متعین قیمت طلب کرنے کی بجائے خریداروں کی چاہت اور طلب کو ظاہر کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے قیمت لگائیں جس کی بولی زیادہ ہوگی اس کے ساتھ بیع منعقد ہوجائے گی، اس کو ’’نیلام‘‘ کہتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں ’’ ٹینڈر‘‘ (بیع مناقصہ) پرخریداری ہے، جس میں خریدار یہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے جو کم قیمت پر مہیا کرے گا میں اس سے خریدلوں گا، یہ چیز وغیرہ خریدنے یا کوئی کام کرانے کی ایک جدید صورت ہے فقہاء کرام کی عبارات میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا، تاہم اس طرح چیز خریدنا اور کام کا ٹھیکہ دینا جائز ہے کیونکہ ٹینڈر اور نیلام دونوں کا حکم ایک ہے۔[1]

= أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين . أي أن المقصد في البيع تراضي الطرفين إلا أن تراضي الطرفين بما أنه من الأمور الباطنة فقد أقيم مقامه الإيجاب والقبول؛ لأنهما يدلان عليه ... ولذلک لاينعقد البيع إذا لم يتراض المتعاقدان ـ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۱۲۳) المادة: ۱۷۵، الباب الأول، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) ومن الطريق الشائعة لعقد البيع مايسمي (بيع المزايدة) ... ويسمي ... بالاردية (نيلام). وقد عرفه ابن جزي بقوله: ’’أن ينادي على السلعة ويزيد الناس فيها بعضهم على بعض، حتى تقف على آخر زائد فيها، فيأخذها ... وجمهور الفقهاء من الأئمة الأربعة وغيرهم، على جواز هذا البيع واستدلوا في ذلک=

ٹینڈر (Tender) کا حکم

ٹینڈر بھی بیع کی ایک قسم ہے اور یہ نیلامی کی ضد ہے، نیلامی میں قیمت کو بڑھایا جاتا ہے جو آدمی زیادہ قیمت دے کر خریدنے پر راضی ہوتا ہے، اس کو چیز بیچ دی جاتی ہے اور ٹینڈر میں جو آدمی کم سے کم قیمت پر چیز دینے پر راضی ہو اس سے چیز خریدی جاتی ہے۔

نیلامی میں بائع (سیلر) چیز بیچنا چاہتا ہے اور خریدار بولیاں لگاتے ہیں جس کی بولی زیادہ ہو چیز اس کو فروخت کردی جاتی ہے، اور ٹینڈر میں خریداروں کی طرف

=بما روي عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم باع حلسا وقدحا، وقال: من يشتري هذا الحلس والقدح؟ فقال رجل أخذتهما بدرهم. فقال: من يزيد على درهم؟ فأعطاه رجل درهمين، فباعهما منه" (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١/ ١٢٣، ١٢٥) المبحث الأول، الباب الثاني في احكام الايجاب والقبول، أحكام بيع المزايدة، ط: مكتبه معارف القرآن).

المساومة وهي التي لا يلتفت فيها إلى الثمن السابق. (تبيين الحقائق: (٤/ ٧٣) كتاب البيوع، باب التولية، ط: امداديه ملتان)

بيع المساومة وهو مبادلة المبيع بأي ثمن إتفق. (بدائع الصنائع: (٥/ ١٣٤) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

المناقصة اصطلاح حادث لطريقة تتبعها جهات تريد شراء سلع أو خدمات بأقل مايعرض عليهم من سعر. وقد عرفه قرار لمجمع الفقه الإسلامي الدولي بما يأتي:

"المناقصة: طلب الوصول إلى أرخص عطاء لشراء سلعة أو خدمة تقوم فيها الجهة الطالبة لها بدعوة الراغبين إلى تقديم عطاآتهم وفق شروط ومواصفات محدّدة"

وهو في حقيقته عكس المزايدة. فالمزايدة يجريها البائعون الذين يريدون أن يعقدوا البيع بأكثر ما يعرض عليهم من ثمن، فيطلبون العروض من المشترين والمناقصة يجريها، الراغبون في الشراء، ويطلبون العروض من الراغبين في البيع، ويرسون العطاء على من يتقدم إليهم بأقل الأسعار. والكلام في مشروعية هذه العملية مثل الكلام الذي سبق في المزايدة. وإن المناقصة وإن لم يجر لها ذكر في كتب الفقه، ولكن يمكن قياسه على المزايدة: لأنه لا فارق بينهما من حيث المبدأ، فإن العروض تقدم فيها كما تقدم في المزايدة. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١/ ١٣٢، ١٣٣) المبحث الأول، الباب الثاني في أحكام الإيجاب والقبول، أحكام المناقصة، ط: مكتبه معارف القرآن)

سے آفر ہوتی ہے اور بیچنے والے بولیاں لگاتے ہیں، جو بائع کم سے کم بولی لگائے اس سے چیز خریدی جاتی ہے۔

ٹینڈر کی صورت عام طور پر حکومت کی طرف سے پیش آتی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً حکومت کو کسی ادارہ کے لئے ایک ہزار پنکھوں کی ضرورت ہے تو حکومت اخبار وغیرہ میں ٹینڈر نوٹس دے دیتی ہے اور پنکھا فراہم کرنے والوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ فلاں قسم کے ہزار پنکھوں کی ضرورت ہے کون سی پارٹی کم سے کم قیمت پر فراہم کرسکتی ہے، او جو پارٹی کم سے کم قیمت پر مطلوبہ معیار کے پنکھے فراہم کرتی ہے اس سے معاملہ کرلیا جاتا ہے اس کو ٹینڈر دینا کہتے ہیں۔

شریعت کی رو سے ٹینڈر کی یہ صورت جائز ہے اور اس کو نیلامی بیع پر قیاس کیا گیا ہے، جب قیمت بڑھا بڑھا کر بیچنا جائز ہے تو قیمت کم سے کم کرکے لینا خریدنا بھی جائز ہے۔

اسی طرح بعض دفعہ حکومت کو راستہ یا پل یا کوئی عمارت بنانے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کا ٹینڈر بھی دیتی ہے اور جو پارٹی کم سے کم پیسے پر بنا کر دینے پر راضی ہوتی ہے اس کو وہ کام سپرد کر دیتی ہے تو یہ ایک قسم کا اجارہ ہوگا اور یہ جائز ہے۔ [1]

---

(١) عن انس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم باع حلساً وقدحاً، وقال: من يشتري هذا الحلس والقدح؟ فقال رجل: أخذتهما بدرهم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من يزيد على درهم، من يزيد على درهم؟ فأعطاه رجل درهمين فباعهما منه. (جامع الترمذي: (١/٢٣٦) أبواب البيوع، باب ماجاء في بيع من يزيد، ط: سعيد)

الثالث: قول الجمهور، وهو أن المزايدة تجوز مطلقاً، واستدلوا في ذلك بما روي عن أنس أنه صلى الله عليه وسلم باع حلساً وقدحاً، وقال: من يشتري هذا الحلس والقدح؟ فقال رجل: أخذتهما بدرهم، فقال: من يزيد على درهم، فأعطاه رجل درهمين، فباعهما منه. (تكملة فتح الملهم: (١/٣٣٦) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على أخيه وسومه على سومه وتحريم النجش، ط: دار العلوم كراچي)

ولا بأس ببيع من يزيد... وقد صح أن النبي صلى الله عليه وسلم باع قدحاً وحلساً ببيع من يزيد. (الهداية: (٣/٧٠) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: رحمانيه)=

☆......ٹینڈر دے کر کسی پارٹی سے مال لینے کا عقد ہونے کے بعد کسی ایک پارٹی کو یہ معاملہ یکطرفہ کینسل کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح راستہ وغیرہ بنانے کے لئے ٹھیکہ دینے کے بعد کوئی پارٹی یکطرفہ بلا عذر کینسل نہیں کر سکتی۔ (١)

ٹینشن کی وجہ

"مال کے پیچھے پڑنے کا انجام" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٧١/٦)

ٹیوب ویل کا پانی

ٹیوب ویل کا پانی بوتل یا برتن میں بھر کر بیچنا جائز ہے۔

= المناقصة: اصطلاح حادث بطريقة تتبعها جهات تريد شراء سلع أو خدمات بأقل مايعرض عليهم من سعر. وقد عرفه قرار لمجمع الفقه الإسلامي الدولي بما يأتي: "المناقصة: طلب الوصول إلى أرخص عطاء لشراء سلعة أو خدمة تقوم فيها الجهة الطالبة بدعوة الراغبين إلى تقديم عطاآتهم وفق شروط ومواصفات محددة"

وهو في حقيقته عكس المزايدة. فالمزايدة يجريها البائعون الذين يريدون أن يعقدوا البيع بأكثر ما يعرض عليهم من ثمن، فيطلبون العروض من المشترين. والمناقصة يجريها الراغبون في الشراء، ويطلبون العروض من الراغبين في البيع، ويرسون العطاء على من يتقدم إليهم بأقل الأسعار والكلام في مشروعية هذه العملية مثل الكلام الذي سبق في المزايدة.

وإن المناقصة، وإن لم يجر لها ذكر في كتب الفقه، ولكن يمكن قياسه على المزايدة، لأنه لا فارق بينهما من حيث المبدأ، فإن العروض تقدم فيها كما تقدم في المزايدة. (فقه المبيوع على المذاهب الأربعة: (١٣٢/١، ١٣٣) المبحث الأول، الباب الثاني: في احكام الإيجاب والقبول، أحكام المناقصة، ط: معارف القرآن)

(١) لأن أحد المتعاقدين لا ينفرد بالفسخ كما لا يترد بالعقد. (الهدايه: (١٥٤/٣) كتاب أدب القاضي، مسائل شتي من كتاب القضاء، ط: رحمانية)

تبيين الحقائق: (١٩٨/٤) كتاب القضاء، باب مسائل شتي، ط: امداديه ملتان.

لأنه لا يتمكن من فسخ الإجارة وحده بلا رضا صاحبه إلا بعذر. (شامي: (٤٣/٦) كتاب الإجارة، مطلب خوفوه من اللصوص ولم يرجع، ط: سعيد)

ٹیوب ویل کا پانی فروخت کرنا

''کنواں کھودا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۲/۵)

ٹیوشن

ٹیوشن تعلیم ہی کے حکم میں ہے، متاخرین کے نزدیک جائز ہے، استاذ پڑھانے کے لیے شاگرد کے گھر جائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر گھنٹی بجائے یہ اچھی بات تو نہیں ہے لیکن ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کو مسلسل دین سے دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور علماء کرام اور دین داروں سے بدگمان کرنے کی سازش کی جارہی ہے لہٰذا اگر ٹیوشن پڑھانے والے گھر گھر جا کر بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم نہیں دیں گے تو مسلمانوں کے یہ بچے قرآن مجید کی تعلیم سے محروم ہو جائیں گے اس لیے ٹیوشن پڑھانا جائز ہے۔ (۱)

البتہ ٹیوشن کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) وقال الشيخ الإمام شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالىٰ: إن مشائخ بلخ رحمهم الله تعالىٰ جوّزوا الإجاره على تعليم القرآن وأخذوا في ذلك بقول أهل المدينة ـ وهٰذه العبارة صريحة في أن مشائخ الحنفية الّذين أفتوا بجواز الإجارة على تعليم القرآن إنّما أفتوا بذلك على قول أهل المدينة. (تكملة فتح الملهم: (۳۳۱/۴) كتاب الطب، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ط: دار العلوم كراچى)

والفتوىٰ اليوم على جواز الاستيجار لتعليم القرآن، وهو مذهب المتأخرين من مشائخ بلخ، استحسنوا ذلك. (تبيين الحقائق: (۱۲۴/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه ملتان)

الشامية: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد.

الفتاوىٰ الهندية: (۴۴۸/۴) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيديه.

تنقيح الحامدية: (۱۲۷/۲) كتاب الإجارة ومطالبه، مطلب: الفتوىٰ على جواز الإجارة على تعليم القرآن، ط: رشيديه.

(۲) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة وعلى هٰذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف

ٹی، وی

موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن، وی۔سی۔آر اور ڈش اینٹینا چوں کہ بہت سے منکرات، معصیت اور فواحش پر مشتمل ہیں اور ان منکرات اور فواحش کے بغیر اس وقت ان چیزوں کے استعمال کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اس لیے ان چیزوں کا کاروبار اختیار کرنا جائز نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔[1]

=بالأوقاف۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجزدة، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

منحة الخالق علی البحر الرائق: (۲۳۳/۵) کتاب الوقف، ط: سعید۔

الحق المجزد أو المحض هو الذي لایترک أثرا بالتنازل صلحا أو إبراء فلایجوز الاعتیاض عنه کحق الولایة علی النفس والمال وحق الشفعة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱/۴) الحقوق المجزدة وغیر المجزدة، ط: دار الفکر)

(۱) (وضمن بکسر معزف) بکسر المیم آلة اللهو۔ وقالا لایضمن ولایصح بیعها وعلیه الفتوی ملتقی۔ (الشامیة: (۲۱۱/۶، ۲۱۲) کتاب الغصب، مطلب في ضمان منافع الغصب، ط: سعید)

(ومن کسر معزفا ضمن) وهذا قول الإمام وقالا: لایضمنها؛ لأنها معدة للمعصیة فیسقط تقومها کالخمر ... والفتوی في زماننا علی قولهما لکثرة الفساد ... (وصح بیع هذه الأشیاء) وهذا قول الإمام وقالا لایجوز بیع هذه الأشیاء؛ لأنها لیست بمال متقوم۔ (البحر الرائق: (۱۲۳/۸، ۱۲۵) کتاب الغصب، قبیل کتاب الشفعة، ط: سعید)

قال في البدائع: ومنها أن تکون المنافع مباحة الاستیفاء فإن کانت محظورة الاستیفاء لم تجز الإجارة۔ وقال في الملتقی بعد ذکره کسر آلة اللهو: ویصح بیع هذه الأشیاء۔ وقالا: لایضمن ولایجوز بیعها وعلیه الفتوی اهـ۔ قال في الکافي: لهما أن هذه الأشیاء أعدت للمعصیة فبطل تقومها کالخمر والفتوی علی قولهما لکثرة الفساد فیما بین الناس۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۳۵۴/۲) مسائل و فوائد شتی من الحظر والإباحة، ط: رشیدیه)

الفتاوی الهندیة: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس في بیع المحرم الصید وفي بیع المحرمات، ط: رشیدیه۔

وما کان الغالب علیه الحرام لم یجز بیعه ولا هبته۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس في بیع المحرم الصید وفي بیع المحرمات، ط: رشیدیه)=

واضح رہے کہ ان چیزوں نے اسلامی تمدن وتہذیب کو تباہ کیا ہے اور غیر مسلموں کے تمدن وتہذیب اور کلچر کو گھر گھر پہنچایا ہے اور مسلمانوں کے دل سے اسلام کو نکال کر غیر مسلموں کے رعب کو دلوں میں بٹھایا ہے اور نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

ٹی، وی کا استعمال

ٹی، وی کی ایجاد کے زمانے سے آج تک عام طور پر اس کا استعمال ناجائز طریقوں سے ہو رہا ہے اور وہ اس وقت بے شمار دینی اور دنیوی خرابیوں اور مفاسد پر مشتمل ہے اس لیے اس کو گھر میں رکھنا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

= ما وضع لغرض محظور، ومادته مباحة، فلا يستعمل في مباح إلا بتكلف، أو إحداث تغيير فيه. وذكر فيه الفقهاء آلات الملاهي المحظورة، ويقصدون بها آلات الموسيقى الممنوعة في المذاهب الأربعة: فالمختار من مذهب الحنابلة أنها غير متقومة شرعًا، فلا يصح بيعها. ومعناه أن بيعها باطل لا ينعقد عندهم مثل الخنزير. وهو قول في مذهب المالكية ... أما الحنفية والشافعية، فبيع هذه الآلات صحيح منعقد عندهم؛ لأنه يمكن استعمالها في مباح، ولو بعد تغييرها، ولكن يكره البيع في حالتها الموجودة. قال الكاساني رحمه الله تعالى:

"ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبي حنيفة، لكنه يكره. وعند أبي يوسف ومحمد لا ينعقد بيع هذه الأشياء؛ لأنها آلات معدة للتلهي بها موضوعة للفسق والفساد، فلا تكون أموالا، فلا يجوز بيعها. ولأبي حنيفة رحمه الله أنه يمكن الانتفاع بها شرعًا من جهة أخرى بأن تجعل ظروفًا لأشياء ونحو ذلك من المصالح، فلا تخرج من كونها أموالا اهـ".

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أول شرحه لـ"فصل فيما يكره" من الهداية:

"لما كان دون الفاسد، أخر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي، بل في عدم فساد العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافًا في الإثم اهـ"

ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۳۱۶، ۳۱۸) الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، القسم الأول: ما وضع لمحظور، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۱) (وكره كل لهو) لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة: ملاعبته أهله وتأديبه لفرسه، ومناضلته بقوسه. وفي الرد: (قوله: وكره كل لهو) أي كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد =

ہاں اگر اس کو غیر جان دار اشیاء جیسے عمارت، مقامات، پارک، سمندر، پہاڑ، جنگلات، طلوع وغروب وغیرہ کے مناظر اور تصاویر دیکھنے کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز ہوگا۔(۱) لیکن ایسا کرتے نہیں اس لیے اس کی تجارت وغیرہ جائز نہیں ہے۔(۲)

= كما في شرح التاويلات والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. (الدر مع الرد: (۳۹۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

أما التلفزيون والفديو، فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخدعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذلك من أسباب الفسوق. (تكملة فتح الملهم: (۱۶۴/۴) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: دار العلوم كراچی)

ومما ذكرنا يعلم في الاستدلال بها على حرمة الملاهي كالرباب والجنك والسنطير والكمنجة والمزمار وغيرها من الآلات المطربة بناء على ما روي عن ابن عباس والحسن أنهما فسرا لهو الحديث بها، نعم أنه يحرم استعمالها وإستماعها لغير ما ذكر ... أنه صلى الله عليه وسلم قال: ليكونن في أمتي قوم يستحلون الخنز والخمر والمعازف. وهو صريح في تحريم جميع آلات اللهو المطربة. (روح المعاني: (۱۰۳/۲۱، ۱۰۴) سورة لقمان: ٦، ط: رشيديه)

وانظر أيضاً: الهامش السابق، رقم: ۱۔

(۱) قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها وأما تصوير صورة الشجر و رحال الإبل وغير ذلك مما ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمی)

فتح الباري: (۴۷۰/۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: قديمی۔

مرقاة المفاتيح: (۳۲۳/۸) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

(۲) ايضاً۔

ٹی وی کی تجارت

(۷۸) ٹی وی کی تجارت فواحش کی اشاعت اور کبیرہ گناہوں پر مدد اور اعانت ہے

جس قدر لوگ دکان سے خرید کر لے جائیں گے، اور اس کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے یہ فروخت کرنے والا دکاندار اس کا ذریعہ بنے گا اور گناہوں میں شریک رہے گا۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ گناہ اور حکم عدولی میں ایک دوسرے کی مدومت کرو۔ [۱]

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ... الخ کی آیت جس میں "لھو الحدیث" کا یقینی مصداق اس دور میں "ٹی وی" ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے خریدنے پر جہنم کے رسوا کن عذاب کی وعید بیان کی ہے۔ [۲]

آج کل دکاندار حضرات "ٹی وی"، "وی سی آر" وغیرہ کو آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں، حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے جب اس دکاندار کی گردن پر ڈالا جائے گا اور سزا ملے گی، تب اس کو آمدنی کا حال معلوم ہوگا۔ [۳]

---

(۱) قال اللہ تعالی: وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدہ:۲)

(۲) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ. (سورۃ لقمان:۶)

وقال مجاهد: يعني شراء القيان والمغنيين. (معالم التنزيل للبغوي: (۲۸۴/۶) سورۃ لقمان:۶، ط: دار طيبة)

(۳) وأما إنفاق زيف فهو معصية مستمرة يعمل بها مادام ذلك الزيف يدور في أيدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته إثم مافسد ونقص من أموال الناس بسببه إلى آخر فناء ذلك الزيف وانقراضه... وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه... ترويج الزيوف من النقود فإنه ظلم عام يتضرر به الناس لأن من يروج شيئاً منها إلى غيره وغيره إلى غيره... وهكذا لايزول يتردد في أيدي الناس ويعم ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من الكل من حين ترويجه إلى وقت انقراضه راجعًا إليه بمقتضى قوله عليه الصلاة والسلام: من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا ينقص من أوزارهم شيء... فيكون تسليطاً إليه تسليطاً على الفساد وإعانة له على الشر ومشاركة معه في الإثم. (مجالس الأبرار (ص: ۵۶۷، ۵۶۶) المجلس الحادي والسبعون في بيان أي تاجر يحشر يوم القيامة فاجراً أو أي صادقاً، ط: سہیل اکیڈمی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والیوں کومت فروخت کرواور نہ انہیں خریدو، ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں اوران کی قیمت حرام ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ گانے والیوں کی خرید وفروخت نہ کرو، اوران کی تعلیم نہ دو، اوران کی تجارت میں کوئی خیر نہیں ہے، اور اس کی قیمت حرام ہے۔ [1]

ٹی، وی کی خرید وفروخت

☆...... ٹی وی آلہ معصیت ہے، بے شمار دینی اور دنیوی مفاسد پر مشتمل ہے اس کے ذریعے عقائد کوخراب کیا گیا ہے اور دین کو بگاڑا گیا ہے اور اخلاق کو تباہ و برباد کیا گیا ہے، مسلمانوں کے گھروں سے اسلامی تہذیب کو ختم کر کے یہودی، عیسائی اور ہندوانہ تہذیب کو مسلمانوں کے گھروں اور معاشرہ میں داخل کیا گیا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ اب مسلمانوں کو نماز کی فکر نہیں، تہجد کا جذبہ نہیں، قرآن مجید کی تلاوت نہیں ہے، سنت کی پابندی نہیں، اسلام کی تہذیب نہیں، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کا جذبہ نہیں اور عام مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ختم ہوگئی: قتل وقتال، چوری، ڈاکہ، اغوا اور عصمت دری عام ہوگئی، جو آئے دن عام ہوتے جارہے ہیں اور

---

(1) عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا تجارة فيهن وأكل أثمانهن حرام. وفي رواية بكر بن مضر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتبيعوا المغنيات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام. (السنن الكبرى للبيهقي: (٦/١٥) كتاب البيوع، باب ماجاء في بيع المغنيات، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

كنز العمال: (٤/٣٩) رقم الحديث: ٩٣٩٣، ٩٣٩٤، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الرابع، في المكاسب المحظورة، ط: مؤسسة الرسالة.

مجمع الزوائد: (٨/ ١٢١) رقم الحديث: ١٣٣٦٤، كتاب الأدب، باب ماجاء في الشعر والشعراء، ط: مكتبة القدس.

یہ سب کچھ نئے نئے طریقے اور جدید انداز کے ساتھ سکھایا جارہا ہے یہ سب ٹی وی اور چینلوں کی کارستانی ہے، غرض کہ اس کی برائی اور خرابی کو کہاں تک گنا جائے، پورا جسم داغ داغ ہے پٹی کہاں کہاں لگائیں۔

لہٰذا ٹی وی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور اس کی آمدنی حرام ہے۔ (۱)

☆...... اگر کوئی آدمی غریب ہے اور لاعلمی میں حلال رقم سے ٹی وی خرید لیا ہے اور اب اس کو اس گناہ سے توبہ کرنے کی توفیق ہوئی تو اگر اس کو توڑ کر ختم کر سکتا ہے تو کرے تاکہ آخرت آباد رہے، جیسا کہ بڑے بڑے میزائل اور بم گرائے جاتے ہیں حکومت کو قائم رکھنے کے لیے تو آخرت کو آباد رکھنے کے لیے اگر ایک ٹی وی تباہ کر دے تو یہ کون سا عقل کے خلاف ہے۔ (۲)

---

(۱) {ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوًا أولئك لهم عذاب مهين} فيها ثلاث مسائل: المسألة الأولى: "لهو الحديث": هو الغناء وما اتصل به: فروى الترمذي والطبري وغيرهما عن أبي أمامة الباهلي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا التجارة فيهن، ولا أثمانهن، وفيهن أنزل الله تعالى: {ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم...} المسألة الثانية:... وقد بينا جواز الزمر في العرس بما تقدم من قول أبي بكر: أمزمار الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال: دعها يا أبابكر فإنه يوم عيد، ولكن لا يجوز انكشاف النساء للرجال ولا هتك الأستار، ولا سماع الرفث، فإذا خرج ذلك إلى ما لا يجوز منع من أوله، واجتنب من أصله. (أحكام القرآن للعربي: (۳/۱۲۳، ۱۲۵) سورة لقمان: ٦، ط: دار الكتب العلمية)

☜ {ليضل عن سبيل الله...} أي ليصرف الناس عن الإسلام ويبعدهم عنه فيضلوا. (أيسر التفاسير: (۲/۱۱۷۳) سورة لقمان: ٦، ط: مكتبة العلوم والحكم)

☜ {ليضل عن سبيل الله} وهو كما ترى، والمراد بسبيله تعالى: دينه عز وجل أو قراءة كتابه سبحانه أو مايعمهما. (روح المعاني: (۲۱/۱۰۷) سورة لقمان: ٦، ط: رشيديه)

☜ وانظر أيضا رقم الحاشيتين: ۳، ۱ على الصفحة السابقة.

(۲) وفي الحديث: "بعثت لكسر المزامير وقتل الخنازير". المزامير جمع مزمار وهو الذي يزمر وقد يضرب بها ولعل المراد الآت الغناء كلها تغليبا. (تفسير روح المعاني: (۵/۱۳۹) سورة الإسراء: ٦٣، ط: دار إحياء التراث العربي)

☜ تبيين الحقائق: (۵/۲۳۷) كتاب الغصب، فصل: غيب المغصوب، ط: إمداديه ملتان.

☜ البحر الرائق: (۸/۱۳۲) كتاب الغصب، ط: دار المعرفة.

اور اگر غریب کو ٹی وی تباہ کرنے کی ہمت نہیں تو مجبوراً کسی غیر مسلم کو فروخت کر دے۔ (۱)

”مزید ٹی وی کا استعمال“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۶/۳)

ٹی وی کی سروس

جس طرح ”ٹی وی“ کی خرید [illegible] ن گناہ ہے اسی طرح ٹی وی کمپنی میں سروس کرنا ٹی وی کو درست اور مرمت کرنا اور اس کام کے لئے ملازمت کرنا بھی درست نہیں۔ (۲)

ٹی، وی میں اشتہار دینا

اپنی تجارتی چیز کو مشہور کرنے کے لیے معصیت کی جڑ اور شیطانی آلہ ٹی، وی میں سلائڈ دینا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ ٹی، وی والوں کی مدد ہے اور ٹی، وی والوں

---

(۱) ولا بأس ببيع الزنار من النصارى والقلنسوة من اليهود۔ وفي جامع الجوامع عن الثاني: باع ثوراً من المجوس لينحره في عيدهم يقتلوه بالعصا لا بأس به۔ (البحر الرائق: (۲۲۶/۸) كتاب الكراهة، فصل: في البيع، ط: دار المعرفة)

مجمع الأنهر: (۱۸۸/۴) كتاب البيوع، فصل: في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

الشامية: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

(۲) أنظر حواشي السابقة.

عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا تجارة فيهن وأكل أثمانهن حرام. وفي رواية بكر بن مضر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا المغنيات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام. (السنن الكبرى للبيهقي: (۱۵/۶) كتاب البيوع، باب ما جاء في بيع المغنيات، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

كنز العمال: (۳۹/۴) رقم الحديث: ۹۳۹۳، ۹۳۹٤، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الرابع، في المكاسب المحظورة، ط: مؤسسة الرسالة.

مجمع الزوائد: (۱۲۱/۸) رقم الحديث: ۱۳۳٦٤، كتاب الأدب، باب ما جاء في الشعر والشعراء، ط: مكتبة القدس.

کی مدد کرنا گناہ، معصیت اور شیطانی کام میں مدد کرنا ہے، جو درست نہیں ہے۔ [1]

(۱) {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفكر)

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، شرح الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيديه)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ثابت قدم رہنا

کسی بھی کاروبار کے آغاز میں مشکلات پیش آنا ایک قدرتی بات ہے کیوں کہ کاروبار شروع کرتے ہی مطلوبہ ہدف حاصل ہونا ضروری نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتے ہوئے ثابت قدم رہنا چاہیے، دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے اور صدقہ خیرات کرتے رہنا چاہیے۔ (۱)

ثمن

''ثمن'' (Price)، خریدار مبیع (بیچی گئی چیز) کے عوض جو چیز ادا کرنے کا معاہدہ کرے چاہے وہ کرنسی ہو یا کرنسی کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔ (۲)

نیز ''ذرائع ادائیگی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۸/۳)

---

(۱) {فإذا عزمت فتوكل على إن الله يحب المتوكلين} أي فإذا عقدت نيتک على إتمام أمر وإمضائه بعد المشاورة السليمة وبعد أن تبين لک وجه السداد فيما يجب أن تسلكه فبادر بتنفيذ ما عقدت العزم على تنفيذه، و (توكل على الله) أي اعتمد عليه في الوصول إلى غايتک، فإن الله تعالى يحب المعتمدين عليه، المفوضين أمورهم إليه مع مباشرة الأسباب التي شرعها لهم لكي يصلوا إلى مطلوبهم۔ (الوسيط لسيد طنطاوي: (۳۱۹/۲) سورة آل عمران: ۱۵۹، ط: دار نهضة مصر)

عن قيس بن أبي عروة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نسمى السماسرة فقال: يا معشر التجار! إن الشيطان والإثم يحضران البيع فشوبوا بيعكم بالصدقة۔ (جامع الترمذي: (۲۲۹/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد)

كنز العمال: (۴۷/۴) كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفرع الثاني في آدابه، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

(۲) الثمن ما يكون بدلاً للمبيع ويتعلق بالذمة۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۳۳/۱) المادة: ۱۵۲، المقنعة في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: نور محمد، آرام باغ كراچى)

والعوض المالي الآخر المتفق عليه ويبذله المشتري في مقابل امتلاک المبيع يسمى ''ثمنا''۔ (حاشية جوهرة النيرة: (۲۳۱/۱) كتاب البيوع، ط: قديمى)=

ثمن ادا کرنے کا وقت متعین نہ ہو

(۸۳)

"قیمت ادا کرنے کے لیے غیر متعین وقت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ثمن ادا نہ کرنے پر بائع کا یک طرفہ فسخ کرنا

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) ثمن (مقررہ قیمت) بھی ادا نہیں کرتا اور اقالہ بھی نہیں کرتا تو بعض علماء کے نزدیک بائع (سیلر) یک طرفہ طور پر معاملہ فسخ (ختم) کر سکتا ہے اور اگر غیر منقولی چیز ہے مثلاً زمین، دکان اور مکان تو فسخ کر کے کسی اور کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے، موجودہ زمانے میں یہ آسان قول ہے، اس پر فتویٰ دینا زیادہ مناسب ہے۔

واضح رہے کہ پرانے زمانے میں اسلامی قانون نافذ تھا، مظلوم کی دادرسی آسانی کے ساتھ ہو سکتی تھی تو ثمن وصول ہو سکتا تھا لیکن موجودہ دور میں تاریخ پر تاریخ، وکیل کی فیس، اوقات کے ضیاع کی وجہ سے بہت تکلیف ہے اور ثمن کی وصولی آسانی سے نہیں ہوتی اس لیے موجودہ زمانے کو پرانے زمانے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔[1]

= وفي السراج الوهاج: والفرق بين الثمن والقيمة أن الثمن ما تراضى عليه المتعاقدان سواء زاد على القيمة أو نقص۔ (البحر الرائق: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

الشامية: (۵۷۵/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد

الجوهرة: (۲۳۶/۱) كتاب البيوع، باب الخيار الشرط، ط: حقانيه۔

(۱) ولأنه لما تعذر استيفاء الثمن من المشتري فات رضا البائع فيستبد بفسخه۔ (الهداية: (۱۵۳/۳) كتاب أدب القاضي، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)

لما تعذر استيفاء الثمن يستبد وههنا لما أقر المشتري في مكاتبه بالشراء لم يتعذر الاستيفاء فلا يستبد بالفسخ۔ (العناية على هامش فتح القدير: (۳۳۳/۷) ط: دار الفكر)

البحر الرائق: (۳۶/۷) مسائل شتى، باب التحكيم، ط: دار المعرفة۔

تكملة رد المحتار: (۲۶/۷) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب: إذا أقر باستيفاء الحق أو الأجرة، ط: سعيد۔

ثمن ادا نہ کرنے پر مبیع واپس لینا

☆......قسط وار بیع ہونے کے بعد بھی خریدار مبیع کا مالک ہوجاتا ہے، اگر خریدار کچھ مدت تک قسطیں ادا کرتا رہا پھر بعد میں ادا کرنا چھوڑ دیا تو بائع کے لیے خریدار کی رضامندی کے بغیر اس سے مبیع واپس لینا جائز نہیں ہے[1] اور اگر بائع نے مشتری کی اجازت سے واپس لی ہے تو یہ اقالہ کے حکم میں ہوگا۔[2] اور اقالہ میں مبیع (خریدی گئی چیز) واپس کرنے پر ثمن بھی واپس کرنا لازم اور ضروری ہوگا ورنہ مبیع اور ثمن دونوں بدلوں کا ایک شخص کی ملک میں جمع ہونا لازم آئے گا اور یہ شرعی قانون کے خلاف ہے۔

☆......اگر مشتری ثمن بھی ادا نہیں کرتا ہے اور بیع فسخ بھی نہیں کرتا تو بعض علماء کے نزدیک بائع یک طرفہ عقد بیع فسخ (ختم) کر کے مبیع واپس لے سکتا ہے،

---

(۱) البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطه صحیح) ای والتاجیل لازم، فلیس للبائع حبس المبیع حتی یقبضه ولا المطالبة به قبل حلول الأجل۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسی: (۲/۱۶۶)، المادة: ۲۴۵، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشیدیه)

تبيين الحقائق: (۴/۱۴) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: امدادیه ملتان۔

وإذا رضي البائع بالتأجيل فقد أسقط حقه في حبس المبيع (۵/۲۸۰) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد)

(۲) الإقالة جائزة فی البیع بمثل الثمن الاول... فان شرطا أكثر منه او اقل فالشرط باطل ويرد مثل الثمن الاول۔ (الهداية: (۳/۷۲) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رحمانیه)

الدر مع الرد: (۵/۱۲۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب: تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعید۔

الجوهرة النيرة: (۱/۲۵۲) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمی۔

موجودہ زمانے میں اس قول پر فتویٰ دینا زیادہ مناسب ہے۔ (۱)

(۸۶) ثمن حرام ہے

ہر وہ بیع جس کا ثمن شریعت کی رو سے حرام ہے، ایسی بیع فاسد ہے مثلاً مبیع کا ثمن شراب یا خنزیر یا مردار مقرر کیا گیا ہے، تو یہ بیع فاسد ہے کیونکہ شراب، خنزیر اور مردار شریعت کی رو سے قیمتی مال نہیں ہے لہٰذا اس بیع کو کینسل کر کے دوبارہ حلال ثمن کے عوض میں سودا کرے اور اگر خریدار نے مبیع پر قبضہ کر لیا تو اس کی ملکیت میں آجائے گی، لیکن اس کے ذمہ حلال چیزوں سے یا کرنسی کے ذریعہ بیع کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، شراب، خنزیر یا مردار ادا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ومن قال لآخر اشتريت مني هذه الجارية فانكر الآخر ان اجمع البائع على ترک الخصومة وسعه ان يطأها لان المشترى لما جحد كان فسخا من جهته اذا الفسخ يثبت به كما اذا تجاحدا فاذا عزم البائع على ترک الخصومة تم الفسخ وبمجرد العزم وان كان لايثبت الفسخ فقد اقترن بالفعل وهو امساک الجارية ونقلها ومايضاهيه ولانه لما تعذر استيفاء الثمن من المشترى فات رضاء البائع فيستبد بفسخه. (الهداية: (۱۵۳/۳) كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع رد المحتار: (۴۵۱/۵) كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي، مطلب: اقتسموا دارا وأراد كل منهم فتح باب لهم ذلک، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۶/۷) كتاب القضاء، باب التحكيم، ط: دار المعرفة۔

(۲) أما إذا جعل الخمر ثمنا، فهو باطل عند الأئمة الثلاثة الذين لا يفرقون بين الباطل والفاسد في البيع، أما عند جمهور الحنفية، فالبيع فاسد لا باطل فيما إذا كان الخمر ثمنا ويجب على المشتري قيمة الخمر المتعارفة بين غير المسلمين، والفرق كما ذكره ابن عابدين عن التلويح أن الثمن غير مقصود بل هو وسيلة إلى المقصود إذ لا انتفاع بالأعيان لا بالأثمان (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۹۱/۱) المبحث الثالث الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، ط: معارف القرآن)

الدر المختار مع الرد: (۵۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

وأما بيع الخمر والخنزير ان كان قوبل بالدين كالدراهم والدنانير، فالبيع باطل، وإن كان قوبل بعين فالبيع فاسد حتى يملك مايقابله وإن كان لايملك عين الخمر والخنزير... ولكل واحد من المتعاقدين فسخه) رفعا للفساد. (الهداية: (۵۱/۳، ۶۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

ثمن خرچ ہو جانے سے اقالہ کا حکم

''ثمن''، یعنی قیمت کی رقم تلف یا ختم ہو جانے کی صورت میں بھی اقالہ کرنا درست ہے کیوں کہ بائع اور مشتری کی باہمی رضامندی سے اقالہ کرنا جائز ہے اور مشتری (خریدار) کی رقم کو فوری واپس کرنا ضروری نہیں ہے اور بعد میں واپس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لہٰذا اگر بائع اور مشتری کے اقالہ کرنے کے بعد بائع نے مشتری سے کہا کہ آپ مجھے مبیع ابھی واپس کر دیں اور پیسے مثلاً ایک ماہ کے بعد ملیں گے تب بھی اقالہ صحیح ہوگا۔ [1]

ثمن وقت متعین پر ادا نہ کرنے کی صورت میں بیع ختم کرنے کی شرط رکھنا

''بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۲)

---

(۱) هلاک الثمن ای تلفه لایمنع صحة الإقالة... وذلک لأن الاقالة رفع البیع والاصل فی البیع المبیع لاالثمن ولهذا لوهلک المبیع قبل القبض یبطل البیع بخلاف هلاک الثمن۔ (شرح مجلة الاحکام، لسلیم رستم باز: (۱/۷۷) الفصل الخامس في إقالة البیع، ط: مکتبه فاروقیه)

▭ تبیین الحقائق: (۴/۷۲، ۷۳) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: إمدادیة ملتان۔

▭ مجمع الأنهر: (۳/۱۰۶) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: دار الکتب العلمیة۔

جادو کے سامان کی تجارت

عام طور پر جادو اور سحر کے لیے ہڈی، بال اور ناخن وغیرہ استعمال کرتے ہیں، اگر یہ ہڈیاں، بال اور ناخن انسان کے ہیں تو ان کی تجارت بالکل ہی جائز نہیں ہے اور اگر انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے ہیں اور بائع (بیچنے والے) کو یقین ہے کہ یہ چیزیں سحر اور جادو میں استعمال ہوں گی تو پھر ان چیزوں کی تجارت مکروہ ہوگی۔ [1]

---

(۱) قوله وشعر الانسان والانتفاع به ای لم یجز بیعه والانتفاع به لان الآدمی مکرم غیر مبتذل فلایجوز ان یکون شیء من اجزائه مهانامبتذلا وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم لعن الله الواصلة والمستوصلة۔ (البحر الرائق: (۸۱/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

فتح القدیر: (۴۲۵/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:دار الفکر۔

تبیین الحقائق: (۲۶/۱) کتاب الطهارة، ط:امدادیه ملتان۔

ولابأس ببیع عظام المیتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلک کله لانها طاهرة لایحلها الموت لعدم الحیاة۔ (الهدایة: (۵۷/۳) باب البیع الفاسد، ط:رشیدیه)

هندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس في بیع المحرم الصید وفي بیع المحرمات، ط:رشیدیه۔

قاضی خان علی هامش الهندیه: (۱۳۳/۲) کتاب البیوع، فصل في البیع الباطل، ط:رشیدیه۔

وکره بیع السلاح من اهل الفتنة لانه اعانة علی المعصیة قال الله تعالی: {وتعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان}، وانمایکره بیع نفس السلاح دون مالایقاتل به الابصنعه کالحدید لان المعصیة تقع بعین السلاح بخلاف الحدید الاتری ان العصیر والخشب الذی یتخذ منه المعازف لایکره بیعه لانه لامعصیة فی عینها۔ (تبیین الحقائق: (۲۹۶/۳، ۲۹۷) کتاب السیر، باب البغاة، ط: إمدادیه ملتان)

الدرمع الرد: (۲۶۸/۴) کتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب: في کراهة بیع مالقوم المعصیة بعینة، ط:سعید۔=

جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم

جانبین سے موزونی اشیاء یا مکیلی اور موزونی اشیاء میں بیع سلم کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا فریقین پر لازم ہے کہ اس عقد کو ختم کر کے اپنا اپنا مال اور اگر عین مال موجود نہ ہو تو اس کا مثل واپس لے لیں۔

اور اگر اس میں عقد سلم کی تمام شرائط بھی موجود ہوں تب بھی جائز نہیں ہوگا کیوں کہ یہ عقد ربو (سود) ہے اور عقد ربوٰ بیع فاسد کے حکم میں ہے۔ (۱)

مثلاً رأس المال چینی کی بوری ہو اور مسلم فیہ سرسوں تو یہ بیع سلم جائز نہیں ہے۔

جانبین سے وکالہ کا حکم

ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کی طرف سے وکیل نہیں بن سکتا کیوں کہ

= بدائع الصنائع: (۱۴۲/۷) کتاب السیر، فصل: أقابیان أحکام البغاۃ، ط: سعید۔

فإن باعها (ای آلات المزامیر) ممن یستعملها او یبیعها هذا المشتری ممن یستعملها لایجوز بیعها قبل الکسر۔ (هندیة: (۱۱٦/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الرابع: فی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

أقول: الاعانة علی المعصیة، ترویجها وتقریب الناس الیها معصیة وفساد فی الارض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البیوع المنهی عنها، ط: قدیمی)

(۱) ثم اعلم ان اسلام الموزون فی الموزون والمکیل فی الموزون لایصح لوجود علتي الربوا أو احدهما۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۳۸۷/۲) باب السلم، شرح المادة: ۳۸۲، ط: رشیدیه)

العاشر ان لایشمل البدلین احد وصفی علة ربا الفضل وهو القدر او الجنس وهذا مطرد الا فی الاثمان فانه یجوز اسلامها فی الموزونات لحاجة الناس۔ (هندیة: (۱۸۰/۳، ۱۸۱) کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

من جملة صور البیع الفاسد جملة العقود الربویة۔ (شامی: (۱٦۹/۵) کتاب البیوع، باب الربو، مطلب فی الإبراء عن الربا، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۳۲) کتاب القضاء والشهادات والدعاوي، ط: قدیمی۔

البحر الرائق: (۱۲۵/٦) کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید۔

ایک ہی آدمی بائع اور مشتری نہیں بن سکتا۔ (۱)

(۹۰) جانبین سے موزونی اشیاء اور مکیلی اشیا میں بیع سلم کا حکم

"جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

جان دار اشیاء کے مجسمے

اگر کھلونوں کو مرغ، بطخ، کبوتر، کتے، بھالو، گڑیا اور دیگر جانوروں اور پرندوں کی شکل پر بنایا جائے تو ایسے کھلونوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور آمدنی حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) قال في البزازية: الوكيل بالبيع لايملك شراءه لنفسه لان الواحد لايكون مشتريا و بائعا فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه وان امره الموكل ان يبيعه من نفسه او اولاده الصغار او ممن لاتقبل شهادته فباع منهم جاز۔ (البحر الرائق: (۷/۱۶۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار المعرفة)

وفي وكالة الطحاوي: لايجوز بيع الوكيل من نفسه او ابن صغيرله او عبدله غير مديون وان امره الموكل بالبيع من هولاء او اجازله ماصنع جاز۔ (تكملة ردالمحتار: (۷/۳۳۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لايعقد وكيل البيع والشراء مع من ترد شهادته، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳/۵۸۹) كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه۔

(۲) فقال ابن عباس لا احدثك إلا ماسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته يقول: "من صور صورة فان الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها ابدا" فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك ان ابيت الا ان تصنع فعليك بهذا الشجر كل شيء ليس فيه روح۔ (البخاري: (۱/۲۹۶) كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح ومايكره من ذلك، ط: قديمي)

اذا ثبت كراهة لبسها ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الاعانة على ما لايجوز و كل ما ادى الى مالايجوز لايجوز۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

عمدة القاري: (۱۲/۳۸) باب بيع التصاوير، ط: دار إحياء التراث العربي۔

لايحل عمل شيء من هذه الصور ولايجوز بيعها ولا للتجارة لها والواجب ان يمنعوا من ذلك۔ (بلوغ القصد والمرام، (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، ص: ۸۹ "تصاویر کی تجارت"، ط: إدارة المعارف)

جواهر الفقه، (۷/۲۶۳) ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

مالامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)=

جان دار کی تصویر

☆...... جان دار کی تصویر کشی کا پیشہ اور ذریعہ معاش اختیار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... جان دار کی تصویر خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کی صنعت وحرفت ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... ہر قسم کے حیوانات ، درندے ، پرندے خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے کسی کی بھی تصویر بنانا خواہ کسی مقصد سے ہو اپنے لیے ہو یا کسی دوسرے مقصد کے لیے ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... جان دار کی تصویر کا چھاپنا خواہ درہم ودنانیر اور سکہ رائج الوقت کے نوٹوں میں ہو یا دوسری کتابوں اور کاپیوں میں یا اشتہاروں میں ہو سب ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... جان دار کی تصویر ہر قسم کے برتنوں اور پلیٹوں میں چھاپنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... جان دار کی کسی قسم کی تصویر گھر، دفتر، دکان کی دیوار یا عمارت میں لگانا ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... صرف بے جان چیزوں کی تصویروں مثلاً مکانات اور ہر قسم کی عمارات، درختوں، پتھروں کی تصویریں جائز اور حلال ہیں، ان کی خرید وفروخت اور اس کا پیشہ اختیار کرنا بھی جائز ہے۔

☆...... موجودہ زمانے میں جس طرح جان دار کی تصویروں کا چھاپنا، چھپوانا، کھینچنا، کھنچوانا عام ہو گیا ہے اور لوگ اسے کسی قسم کا گناہ اور معصیت نہیں سمجھ

= البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱) کتاب الکراھیۃ

رہے ہیں یہ دین سے دوری اور عقل میں خرابی کی علامت ہے اور ان چیزوں کا ارتکاب کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ (۱)

جاندار کی تصویر والے کھلونے

جاندارو کی تصویر والے کھلونوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اس

---

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو إناء أو حائط وأما ما ليس فيه صورة الحيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام و سواء كان في هذا كله ماله ظل و مالا ظل له و بمعناه قال جماعة العلماء مالک والثوري وأبو حنيفة۔ (عمدة القاري: (۱۵/۱۲۲) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الفكر)

وظاهر كلام النووى فى شرح مسلم الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان فى ثوب أو بساط أو درهم واناء وحائط وغيرها اه ـــ أن التصوير يحرم ولو كانت الصورة صغيرة كالتى على الدرهم أو كانت فى اليد أو مسترة أو مهانة ـــ لأن علة حرمة التصوير المضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وهى موجودة فى كل ما ذكر۔ (شامى (۱/۶۴۷) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ، ط: سعيد)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۱۹۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمى۔

فتح الباري: (۱۰/۴۷۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: قديمى۔

مرقاة المفاتيح: (۸/۳۲۳) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

وقال الجمهور من الفقهاء وأهل الحديث كل صورة لا تشبه صورة الحيوان كصورة الشجر والحجر والجبل ونحو ذلک فلا بأس بها واحتجوا في ذلک بما رواه مسلم، قال: قرأت على نضر بن على الجهمضي عن عبد الأعلى قال حدثنا يحيى بن اسحاق عن سعيد بن أبي الحسن قال: جاء رجل إلى ابن عباس فقال: إني رجل أصور هذه الصور فافتني فيها، فقال: ادن مني ثم قال: ادن مني فدنا منه حتى وضع يده على رأسه قال: انبئک بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كل مصور فى النار يجعل له بكل صورة صورها نفسا فيعذبه في جهنم، وقال: إن كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر ومالا نفس له فأقر به نضر بن على۔ (عمدة القاري: (۱۱/۳۱۹) كتاب البيوع، باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء، ط: دار الكتب العلمية)

کی آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔[1]

جانور بائع کے پاس مرگیا

جانور خریدنے کے بعد مشتری (خریدار) نے ابھی تک جانور پر قبضہ نہیں کیا، بائع (بیچنے والے) کے پاس ہی مرگیا تو بیع فاسد ہوجائے گی، اگر بائع نے مشتری سے رقم لی ہے تو وہ واپس کردینا لازم ہوگا۔[2]

جانور بٹائی پر دینا

"جانور چرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) اقتناء واستعمال صور الإنسان والحيوان: يجمع العلماء على تحريم استعمال نوع من الصور، وهو ما كان صنما يعبد من دون الله تعالى۔ وأما ما عدا ذلك فإنه لايخلو شيء منه من خلاف، إلا أن الذى تكاد تتفق كلمة الفقهاء على منعه: أن يكون صورة لذى روح إن كانت الصورة مجسمة۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۱٦/۱۲)، المادة: تصوير، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية كويت)۔

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام۔۔۔ الحديث۔ (صحيح بخارى: (۱/۲۹۸)، كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمى)

صحيح مسلم: (۲/۲۳)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: قديمى)

عن ابن عباس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (سنن الدارقطنى: (۳/۳۸۸)، رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت)۔

إعلاء السنن: (۱۴/۱۱۳)، كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن۔

(۲) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل قبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شئ على المشتري) نقل في رد المحتار عن الفتح والدر المنتقى ما نصه: لو هلك المبيع بفعل البائع أو بأمر سماوي بطل البيع ورجع بالثمن لو مقبوضا۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/۲۲۳) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: رشيديه)

الشامية: (۴/۵٦۰) كتاب البيوع، مطلب: فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد۔

فتح القدير: (٦/۲۷۳) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

جانور بیمار ہے

''بیمار جانوروں کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۶/۲)

جانور چرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا

زید نے بکر کو ایک گائے نصف بٹائی پر دی کہ اس کو کھلاتے رہو جب یہ بچہ دے گی تو بچہ آپ کا اور گائے میری ہوگی تو اس کو نصف بٹائی کہا جاتا ہے، اسی طرح کی بہت سی صورتیں مختلف علاقوں میں رائج ہیں جن میں اجرت مجہول ہوتی ہے اور مدت بھی اکثر مجہول ہوتی ہے حالاں کہ اجارہ صحیح ہونے کے لیے دونوں چیزوں کا معلوم ہونا ضروری ہے اس لیے یہ اجارہ فاسد ہے اور چرانے والے کو اجر مثل (مارکیٹ میں رائج اجرت) ملے گا اور بچہ گائے کے مالک کا ہوگا۔ [۱]

البتہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ''امداد الفتاویٰ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ: حنفیہ کے قواعد پر یہ عقد ناجائز ہے البتہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں جواز کی گنجائش ہے اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے بچا جائے اور جہاں ابتلا شدید ہو تو توسع کیا جا سکتا ہے یعنی جائز ہونے کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ [۲]

---

(۱) فکل ما افسد البیع مما مر یفسدھا کجھالۃ ماجور واجرۃ او مدۃ او عمل وکشرط طعام عبد وعلف دابۃ ومرمۃ الدار۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴۶/۵، ۴۷) کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ط: سعید)

بخلاف دفع الغنم والدجاج ودود القز معاملۃ بنصف الزوائد لانہ لا اثر ھناک للعمل فی تحصیلھا فلم یتحقق الشرکۃ۔ (الھدایۃ: (۴۲۴/۴) کتاب المزارعۃ، ط: رحمانیہ)

ولا تجوز اجارۃ الشجر علی ان الثمر للمستأجر وکذلک لو استأجر بقرۃ او شاۃ لیکون اللبن او الولد لہ کذا فی محیط السرخسی۔ (الھندیۃ: (۴۴۲/۴) کتاب الإجارۃ، الباب الرابع عشر، الفصل الثانی فیما یفسد العقد فیہ لمکان الشرط، ط: رشیدیہ)

(۲) پس حنفیہ کے قواعد پر یہ عقد ناجائز ہے ''کما نقل عن العالمکیریۃ'' لیکن بنابر نقل بعض اصحاب امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں جواز کی گنجائش ہے پس تحرز احوط ہے اور جہاں ابتلا شدید ہو تو توسع کیا جا سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ: (۳/ ۳۴۳) سوال نمبر: ۴۹۳، ط: دار العلوم کراچی)

جانور کو دودھ روک کر بیچنا

''دودھ روک کر جانور بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۸/۳)

جانور کے بدلے جانور کی خرید وفروخت

جانور کے بدلے جانور کی خرید وفروخت ادھار کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ (۱)

جانور موزونی نہیں ہے

زندہ جانور کو دوسری موزونی اشیاء کی طرح اپنی مرضی کے مطابق کم یا زیادہ کر کے وزن کرنا ممکن نہیں ہے کیوں کہ دیگر موزونی اشیاء کو جس طرح جتنی مقدار مطلوب ہوتی ہے اتنی مقدار کو بلا تکلف وزن کر کے الگ کیا جا سکتا ہے مثلاً چینی بیس کلو پندرہ گرام کی ضرورت ہے تو بلا تکلف چینی کی یہ مقدار وزن کر کے الگ کی جاسکتی ہے البتہ زندہ جانوروں میں یہ بات ممکن نہیں مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ بیس کلو پندرہ گرام کا بکرا چاہیے کچھ کم زیادہ نہ ہو تو یہ بظاہر محال ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ زندہ جانور موزونی نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن سمرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهي عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة. (سنن ابي داؤد: (۱۳۲/۲) كتاب البيوع، باب في الحيوان بالحيوان نسيئة، ط: رحمانيه)

قال الشوكاني: ذهب الجمهور إلى جواز البيع بالحيوان نسيئة متفاضلاً مطلقاً وشرط مالك أن يختلف الجنس، ومنع من ذلك مطلقاً مع النسيئة أحمد بن حنبل وأبو حنيفة وغير من الكوفيين والهادوية. (بذل المجهود: (۱۵/ ۱۳) كتاب البيوع، باب بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ط: دار الكتب العلمية)

وقال محمد في (الحجج) له عن أبي حنيفة: قال: لايجوز بيع شئ من الحيوان من الرقيق ولا غيره بشئ من الحيوانات الرقيق ولا غيره نسيئة، لأن الحيوان لايجوز فيه السلم. (أي التأجيل). (اعلاء السنن: (۳۸۵/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ط: إدارة القرآن)

(۲) لأن الحيوان لا يوزن عادة ولا يمكن معرفة ثقله بالوزن، لأنه يخفف نفسه مرة ويثقل أخرى. (الهداية (۸۷/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانية)

لأن الموزون حقيقة ما يمكن معرفة مقدار ثقله بالوزن، وهذا لايستحق في لحم الشاة الحية۔ =

جانور میں حمل عیب نہیں

''قربانی کے لیے جانور خریدنے کے بعد معلوم ہوا حاملہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانوروں کی خوراک کی تجارت

☆...... موجودہ دور میں اکثر جانوروں کی خوراک ایک خاص طریقے پر تیار کی جاتی ہے اور بازاروں میں فروخت ہوتی ہے جس میں مردہ کیڑے مکوڑے وغیرہ بھی استعمال کیے جاتے ہیں اور وہ دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر جانوروں کے کھانے کے کام آتے ہیں۔ چونکہ ان سے نفع حاصل کرنا ممکن ہے اس لیے ان کی تجارت کی گنجائش ہے۔ (١)

= (البناية شرح الهداية (٣٦٨/٧) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الفكر)

الحيوان عددي متفاوت ولهذا لايجوز السلم فيها۔ (المبسوط للسرخسي: (١٨٠/١٢) كتاب البيوع، بيع السويق بالدقيق، ط: دار المعرفة)

الجوهرة النيرة: (٢٦٣/١) كتاب البيوع، باب السلم، ط: حقانيه۔

وهذا لأنّ الحيوان ليس بموزون بل هو عددي متفاوت۔ (شرح الوقاية لعلي الحنفي: (١٥٧/٣) كتاب البيوع، فصل: في الربا، ط: شبكة مشكاة الإسلامي)

فتح القدير: (٢٦/٦، ٢٧) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

(١) لم يذكروا حكم دودة القرمز: اما اذا كانت حية فينبغي جريان الخلاف الاتي في دود القز وبزره وبيضه واما اذا كانت ميتة وهو الغالب فانها على مابلغنا تخنق في الكلس او الخل، فمقتضى مامر بطلان بيعها بالدراهم لانها ميتة. وقد ذكر سيدى عبدالغنى النابلسى فى رسالته ان بيعها باطل وانه لايضمن متلفها لانها غير مال۔ قلت: وفيه انها من اعز الاموال اليوم ويصدق عليها تعريف المال المتقدم ويحتاج اليها الناس كثيرا فى الصباغ وغيره فينبغي جواز بيعها كبيع السرقين والعذرة المختلطة بالتراب مع ان هذه الدودة ان لم يكن لها نفس سائلة تكون ميتتها طاهرة كالذباب والبعوض وان لم يجز اكلها وسياتى ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع وانه يجوز بيع العلق للحاجة مع انه من الهوام وبيعها باطل وكذا بيع الحيات للتداوى. وفى القنية: وبيع غير السمك من دواب البحر لوله ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز والافلا وجمل الماء قيل يجوز حيا لاميتا۔ والحسن اطلق الجواز۔ (شامي: (٥١/٥) ط: مطلب في تعريف المال، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (١٥١/٣) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔=

☆......ناجائز چیز مثلاً مردار اور نجس چیزیں جانوروں کے پاس نہیں لے جانا چاہیے بلکہ جانوروں کو ناجائز چیزوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔ (۱)

☆......ناپاک پانی جانوروں کو پلانے کی گنجائش ہے۔ (۲)

جانوروں کے بال

"بال جانوروں کے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۹/۲)

جانور وزن کر کے بیچنا

"وزن کر کے جانور فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۴/۶)

= المحیط البرهاني: (۳۳۱/۹) کتاب البیوع، الفصل السادس: مایجوز بیعه ومالا یجوز، نوع آخر في بیع الحیوانات، ط: إدارة القرآن۔

(۱) ولایحمل الجیفة الی الهرة ویحمل الهرة الی الجیفة۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۳/ ۸۲) کتاب الصلاة، فصل فی حکم المسجد، السادس والعشرون، ط: رشیدیه)

ثم ان کان لابد من سقی الخمر فرسا لایشربه بل یضع الخمر بین یدیه لیشربه کما ان لاینبغی ان یوکل المیتة الکلب الا بان یضع المیتة بین یدی الکلب فیا کله بنفسه کما فی مطالب المومنین۔ (نفع المفتی والسائل: (ص: ۴۷۳) باب مایتعلق بالحیوانات، ط: بیروت)

رجل له امرأة ذمیة او اب ذمی لیس له ان یقوده الی البیعة وله ان یقوده من البیعة الی منزله لان الذهاب الی البیعة معصیة والی المنزل لا ولایحمل الخمر الی الخل ولکن یحمل الخل الیها وکذلک لایحمل الجیفة الی الهرة ویحمل الهرة الی الجیفة۔ (المحیط البرهانی: (۱۰۳/۶) فصل فی معاملة اهل الذمة، کتاب الاستحسان، ط: رشیدیه)

(۲) وفی الذخیرة: ولاباس برش الماء النجس فی الطریق ولایسقی للبهائم وفی خزانة الفتاوی ولاباس بان یسقی الماء النجس للبقر والابل والغنم۔ (البحر الرائق: (۱۲۵/۱) کتاب الطهارة، ط: سعید)

وفي الکتاب یقول: إذا کانت الغلبة للماء النجس یریق الکل ثم یتیمم... والطحاوي رحمه الله تعالی یقول في کتابه: یخلط الماءین ثم یتیمم، وهذا أحوط؛ لأنّ بالإراقة ینقطع عنه منفعة الماء وبالخلط لا، فإنه بعد الخلط یسقي دوابه۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۰۲/۱۰) کتاب التحري، ط: دار المعرفة)

وکذلک الماء النجس یسقی للدواب والزرع والنبات وسائر الأشجار۔ (مواهب الجلیل في شرح مختصر الخلیل: (۱۱۸/۱) کتاب الطهارة، باب رفع الحدث وحکم الخبث، فصل: الطاهر أنواع، فروع مناسبة، ط: دار الفکر)

جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا

خون ناپاک ہے، اسلام کی نظر میں خون مال نہیں ہے خواہ انسان کا خون ہو یا جانور کا دونوں کا حکم ایک ہے اس کی خرید وفروخت کرنا اور بلا ضرورت اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور جس طرح انسان کے خون کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

جانوروں میں بیع سلم کا حکم

حیوانات میں بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک حیوانات میں شمار کر کے (گنتی کر کے) بیع سلم کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بیع سلم صحیح ہونے کے لیے مبیع (مسلم فیہ/ بیچی گئی چیز) کا وزنی یا کیلی یا ایسا عددی ہونا ضروری ہے جس میں عام طور پر فرق کم ہو جیسے انڈے وغیرہ اور حیوانات ان تین قسموں میں سے کسی ایک قسم میں بھی داخل نہیں ہیں اس لیے حیوانات میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة۔ (تنوير الابصار مع الدر المختار: (۵/ ۵۱، ۵۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

قال الله تعالى: {انما حرم عليكم الميتة والدم} [البقرة: ۱۷۳]

قال الرسول صلى الله عليه وسلم: ان الله اذا حرم على قوم اكل شيء حرم عليهم ثمنه۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۱۱۴) أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر، ط: إدارة القرآن)

بيع الميتة والدم والحر باطل لانها ليست اموالا فلا تكون محلا للبيع۔ (الهداية: (۳/ ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يسلفون في الثمر فقال من أسلف فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم الى اجل معلوم۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵) باب ماجاء في السلف في الطعام والتمر، ط: سعيد۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن السلف في الحيوان اخرجه الحاكم في المستدرك، وقال صحيح الاسناد۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۴۱۹) كتاب البيوع، أبواب السلم، باب النهي عن السلف في الحيوان، ط: ادارة القرآن)=

جائز کام میں دلالی جائز ہے

''دلالی جائز کام میں جائز ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۰/۳)

جائیداد آگے فروخت کرنا پوری قیمت ادا کرنے سے پہلے

''قیمت کی ادائیگی سے پہلے جائیداد آگے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۸/۵)

جائیداد بالغ

''بالغ بیٹے کی جائیداد اجازت کے بغیر فروخت کردی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۹/۲)

جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا

''مجبور کرنا بیچنے پر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۳/۶)

جبری فسخ

شرکت (پارٹنرشپ) میں کبھی ایسے حالات یا واقعات نمودار ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے شرکت یا تو خود بخود فسخ ہوجاتی ہے یا اسے فسخ کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ حالات یہ ہیں:

❶ کسی ایک شریک کا انتقال ہوجائے تو شرکت فسخ ہوجائے گی۔

= (لایصح في عددي متفاوت) وهو ما تتفاوت مالیته (کبطیخ و قرع) و درورمان فلم یجز عددًا... ویصح في سمک ملیح... لا في حیوانٍ ما)۔

وفي الرد: (قوله: لا في حیوانٍ ما) أيّ دابة کان أو رقیقًا ویدخل فیه جمیع أجناسه، حتی الحمام والقمری والعصافیر هو المنصوص عن محمد إلا أنه یخص من عمومه السمک۔ (الدر مع الرد: (۲۱۱/۵) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید)

❷ دو شریکوں میں سے کسی ایک شریک کی رقم شرکت میں ملانے سے پہلے یا اس سے خریداری کرنے سے پہلے ضائع یا برباد ہوجائے تو شرکت فسخ ہوجائے گی۔

مثلاً: زید اور بکر نے شرکت کا عقد کیا اور ایک ایک لاکھ روپے دونوں نے لگائے اگر دونوں کی رقمیں ابھی علیحدہ علیحدہ ہی ہوں اور ابھی ان سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اس دوران زید کی رقم ہلاک یا ضائع ہوجائے تو شرکت ختم ہوجائے گی اور نقصان صرف زید ہی کا ہوگا۔

اسی طرح اگر دونوں شریکوں کی رقم ملائی نہیں گئی بلکہ الگ الگ ہے اور ایک شریک کی رقم سے سامان تجارت خرید لیا گیا اور دوسرے شریک کی رقم ضائع ہوگئی تو شرکت ختم ہوجائے گی۔

❸ شرکا میں سے کوئی مجنون (پاگل) ہوجائے یا کسی اور وجہ سے تجارتی معاہدے کرنے کا اہل نہ رہے تو شرکت فسخ ہوجائے گی۔[1]

---

(۱) (وتبطل الشركة) أي شركة العقد (بموت أحدهما) علم الآخر أولا ... وبجنونه مطبقًا۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۷/۴، ۳۲۸) كتاب الشركة، فصل: في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجع القياس، ط: سعيد)

إذا مات أحد الشريكين أو جن جنونًا مطبقًا تنفسخ الشركة۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۴/ ۲۷۷) رقم المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر: في الشركات، الفصل الرابع في حق ضوابط تتعلق بشركة العقد، ط: رشيديه)

وأما بيان ما يبطل به عقد الشركة فما يبطل به نوعان أحدهما يعم الشركات كلها والثاني يخص البعض دون البعض۔ أما الذي يعم الكل فأنواع، منها: الفسخ من أحد الشريكين ... ومنها: موت أحدهما ... ومنها: جنونه جنونًا مطبقًا ... وأما الذي يخص البعض دون البعض فأنواع، منها: هلاك المالين أو أحدهما قبل الشراء في الشركة بالأموال۔ (بدائع الصنائع: (۷۸/۶) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان ما يبطل به عقد الشركة، ط: سعيد)

وإذا هلك مال الشركة أو أحد المالين قبل أن يشتريا بطلت الشركة۔ (الفتاوى الهندية: (۲/ ۳۲۰) كتاب الشركة، الباب الثالث: في شركة العنان، الفصل الأول: في شرط الربح والوضيعة وهلاك المال، ط: رشيديه)=

جب میرا بھائی آئے گا تب پیسہ دے دوں گا

''فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۸/۵)

جتنے کا خریدا اُتنے ہی دام پر فروخت کیا

''خرید کے دام پر دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۳/۳)

جدید مصنوعات

مسلمان تاجر وصنعت کار کو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ ضرورت مندوں کو ایسی اشیاء مہیا یا تیار کر کے دے جن سے انسانوں کی ضرورت زیادہ اچھے طریقے سے پوری ہوتی ہو اگر تاجر نفع کمانے کی بجائے انسانوں کی خدمت کی نیت اور جذبے سے مصنوعات تیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت بھی ہوتی ہے اور دوسرے تاجروں کی نسبت سے اس کام میں زیادہ کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔

آج کل مسلمانوں کے تحقیق، ترقی اور جدید مصنوعات بنانے میں اوروں سے پیچھے رہنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے تجارت سے خدمت کرنے کی بجائے

= قال الحنفية والشافعية: اذا هلک مال الشركة أو أحد المالين قبل الشراء وقبل الخلط، بطلت الشركة؛ لأن المعقود عليه في عقد الشركة هو المال وقد تعينت الشركة فيه۔ واذا هلک المعقود عليه يبطل العقد، كما في البيع۔ (الفقه الاسلامي وأدلته (۵/ ۳۹۰۲) الفصل الخامس: الشركات، المطلب الثالث: أحكام شركة العقد، ٣: هلاک مال الشركة، ط: رشيديه۔

(وتبطل الشركة بهلاک المالين أو أحدهما قبل الشراء) والهلاک على مالكه قبل الخلط وعليهما بعده۔ قال ابن عابدين: (قوله: والهلاک على مالكه) فلا يرجع بنصف الهالک على الشريک الآخر بحيث بطلت الشركة ولو الهلاک في يد الآخر، لأن المال في يده أمانة بخلاف مالو هلک بعد الخلط لأنه يهلک على الشركة لعدم التمييز۔ ط۔ (الدر المختار مع ردالمحتار (۴/ ۳۱۵) كتاب الشركة، مطلب فيما يبطل الشركة، ط: سعيد)

جائز و ناجائز طریقے سے پیسے جمع کرنے کو مقصد بنایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے محروم ہو جاتے ہیں اور غیر مسلم تجارت پر قابض رہتے ہیں۔[1]

جرمانہ

''قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۶/۵)

جرمانہ اور بیع

''بیعانہ ضبط کرنے کا رواج'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۴/۲)

---

(۱) {يأيها الذين امنوا إن تنصروا الله ينصركم ويثبت أقدامكم}۔(سورة محمد:۷)

{يأيها الذين امنوا إن تنصروا الله ينصركم} أي إن تنصروا دين الله ينصركم على الكفار۔(تفسير قرطبي:(۱۹۷/۱۶)سورة محمد، ط:رشيديه)

{إن الله لايغير مابقوم حتى يغيروا مابأنفسهم}(الرعد:۱۱) يخبر تعالى عن سنة من سننه في خلقه ماضية فيهم وهي أنه تعالى لايزول نعمة أنعهم بها على قوم من عافية وأمن ورخاء بسبب إيمانهم وصالح أعمالهم حتى يغيروا مابأنفسهم من طهارة وصفاء بسبب ارتكابهم للذنوب وغشيانهم للمعاصي نتيجة الإعراض عن كتاب الله وإهمال شرعه وتعطيل حدوده والانغماس في الشهوات والضرب في سبيل الضلالات۔(أيسر التفاسير:(۷۰۵/۱)سورة الرعد:(۱۱، ط:مكتبة العلوم والحكم)

وعن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولايسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة۔متفق عليه(مشكاة المصابيح:(ص:۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط:قديمی)

وقد ورد في رواية مسلم عن أبي هريرة ولفظه: ''والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه''، وفيه تنبيه نبيه على فضيلة عون الأخ على أموره وإشارة إلى أن المكافاة عليها بجنسها من العناية الالهية، سواء كان بقلبه أو بدنه أو بهما لدفع المضار أو جذب المنافع اذ الكل عون۔مرقاة المفاتيح(۱۶۹/۹) كتاب الأداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط:رشيديه۔

جرمانہ کا مال

حکومت بعض اموال امپورٹر سے جرمانہ کے طور پر ضبط کرلیتی ہے مثلاً:

❶ قانون کے خلاف مال آئے تو حکومت ضبط کرلیتی ہے۔

❷ بعض اوقات مخصوص مقدار تک سامان بیرون ممالک سے امپورٹ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اس سے زیادہ امپورٹ کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، اگر کوئی امپورٹر نے اس مخصوص مقدار سے زیادہ مال لایا ہے تو حکومت ایسا مال و سامان ضبط کرلیتی ہے۔

❸ بعض چیزوں کو امپورٹ کرنا قانونی اعتبار سے منع ہے، اگر کوئی امپورٹر ایسی ممنوع چیز لے کر آتا ہے تو حکومت ضبط کرلیتی ہے ان صورتوں کے علاوہ مال ضبط کرنے کی اور صورتیں بھی ہوں گی۔

بہر حال حکومت کا مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقہ سے امپورٹر کا مال ضبط کرنا، اور اسے جرمانہ کے طور پر اپنی تحویل میں لینا جائز نہیں ہے کیونکہ حکومت جائز قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دے سکتی ہے لیکن مالی جرمانہ لاگو کرنا صحیح نہیں ہے، لہٰذا حکومت اگر ایسا مال نیلام کرے تو اس سے خریدنا اور بولی میں حصہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) عن إبي حرة الرقاشي عن عمه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل مال امري مسلم الا بطيب نفس منه، (قلت: وكل مال محترم حكمه حكم مال مسلم). (السنن الكبرى للبيهقي (۶/ ۱۰۰)، كتاب الغصب، باب من غصب لوحا فأدخله في سفينة أو بنى عليه جدارا، ط: ادارة تاليفات اشرفيه)۔

مسند أحمد: (۳۴/ ۲۹۹) رقم الحديث: ۲۰۶۹۵، حديث عم أبي حرة الرقاشي، ط: مؤسسة الرسالة.

وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة ينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر المختار مع الرد (۴/ ۶۱، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)=

جرمانہ لگانا بیع فسخ کرنے والے پر

''بیع فسخ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جرمانہ لگانا قسط میں تاخیر کی وجہ سے

''قسط میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۵)

جرمانہ وصول کرنا قسط لیٹ ہونے پر

''قسط لیٹ ہونے کی صورت میں جرمانہ وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۹/۵)

جڑاؤ زیور اور سادہ زیور کا تبادلہ

''سادہ اور نگینہ والے زیور کا تبادلہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۴)

جڑاؤ زیور کا تبادلہ

''زیور جڑاؤ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۷/۴)

جڑی بوٹی کی تجارت

جڑی بوٹی کی تجارت کرنا جائز ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ علمی مشغولیت کے باوجود جڑی بوٹی کی تجارت کیا کرتے تھے۔[1]

= البحر الرائق (۴۱/۵)، کتاب الحدود، باب التعزیر، ط: سعید۔

الفتاوی الهندیة (۱۶۷/۲)، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیه۔

(۱) ذكر ابن رشد المرافعة التي وقعت بين أبي موسى الأشعري وعبدالله بن مسعود في التحريم برضاع الكبير، وإن ابن مسعود قال لأبي موسى: إنما أنت مداوي، ونقله ابن أبي زمنين وفسره بأنه كان بيع العقاقير كأنه نبه عن العلم بشغله بذلك. (التراتيب الإدارية: (۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، بيع العقاقير، ط: دار الأرقم)

جعالہ

جعالہ: جو چیز یا رقم کسی شخص کو کوئی کام کرنے کے بدلہ میں دی جائے اس کو لغت میں ''جعالہ'' کہتے ہیں۔

اور اصطلاح میں: جعالہ ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق یہ کہتا ہے کہ جو شخص اس مدت میں یا مدت کا تذکرہ کئے بغیر یہ کہے کہ جو شخص مجھے (اس کام کا) یہ نتیجہ دے گا میں اس کو اتنا مال دوں گا۔[1]

مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ جو شخص میری فلاں گمشدہ چیز تلاش کر کے دے گا میں اس کو اتنا انعام دوں گا یا جو کمپنی کسی جگہ سے تیل گیس یا سونا تلاش کر کے دے گی، یا جو شخص یا ادارہ فلاں منصوبے کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کر کے دے گا اس کو اتنا معاوضہ دیا جائے گا، اب جو شخص بھی وہ چیز تلاش کر کے لائے گا یا جو کمپنی بھی تیل تلاش کرنے میں کامیاب ہوگی یا جو شخص بھی مذکورہ رپورٹ تیار کر کے دے گا وہ اس مال کا حق دار ہوگا اس کو ''جعالہ'' کہتے ہیں۔

اور جعالہ کا جواز قرآن[2] اور حدیث[3] دونوں سے ہے۔

جعالہ اور اجارہ میں فرق

جعالہ ایک مستقل عقد ہے اور اجارہ بھی ایک مستقل عقد ہے، دونوں کے

(١) الجعالة عقد يلتزم فيه أحد طرفيه (وهو الجاعل) بتقديم عوض معلوم (وهو الجعل) لمن يحقق نتيجة معينة في زمن معلوم أو مجهول (وهو العامل) (المعايير الشرعية: (ص:٣٦٦) الجعالة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية.

(٢) قالوا نفقد صواع الملك ولمن جاء به حمل بعير وأنا به زعيم. (يوسف: ٧٢)

(٣) من قتل قتيلا له عليه بينة فله سلبه. (صحيح البخاري: (١/ ٤٤٤) كتاب الجهاد، باب من لم يخمس الإسلاب، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (٢/ ٨٧)، كتاب الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ط: قديمي.

جامع الترمذي: (١/ ٢٨٥) أبواب السير، باب ما جاء في من قتل قتيلا فله سلبه، ط: سعيد.

درمیان فرق یہ ہے:

۱۔جعالہ میں کسی خاص آدمی کا کام کرنا شرط نہیں ہے، کوئی بھی شخص وہ کام کر کے دے گا وہ اس مال کا حق دار ہوگا، اجارہ میں ایسا نہیں بلکہ اجارہ ہمیشہ متعین شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔

۲۔اجارہ میں مدت متعین ہوتی ہے، اور جعالہ میں مدت متعین ہونا شرط نہیں ہے، ہاں اگر کام کرانے والے نے یہ صاف الفاظ میں بتادیا کہ یہ کام فلاں تاریخ تک کرنا ضروری ہے تو اس میں اجارہ کی طرح مدت کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

۳۔جعالہ میں کام کرنے والے کے لئے کام کی ذمہ داری قبول کرنا ضروری نہیں ہے البتہ اجارہ میں کام کرنے والے کے لئے کام کی ذمہ داری قبول کرنا ضروری ہے ورنہ اجارہ کا عقد منعقد نہیں ہوگا۔

۴۔عقد اجارہ لازم ہے اور جعالہ لازم نہیں ہے یعنی اجارہ شروع ہونے کے بعد کوئی فریق اسے یکطرفہ ختم نہیں کرسکتا جب کہ جعالہ ختم کرنے کے لئے کام کروانے والے کو بتانا ضروری نہیں ہے۔[1]

---

(۱)تختلف الجعالة عن الإجارة من خمسة وجوه هي:

۱.تصح الجعالة مع عامل غير معين، ولا تصح الإجارة مع مجهول.

۲.تجوز الجعالة على عمل مجهول، أما الإجارة فلا تصح إلا على عمل معلوم.

۳.لا يشترط في الجعالة قبول العامل لأنها تصرف بإرادة منفردة، أما الإجارة فلا بد من قبول الأجير القائم بالعمل لأنها عقد بإرادتين.

٤.الجعالة عقد جائز غير لازم، أما الإجارة فهي عقد لازم، لا يفسخها أحد العاقدين إلا برضا الآخر.

٥.لا يستحق الجعل في الجعالة إلا بالفراغ من العمل، ولو شرط تعجيله فسدت وفي الإجارة يجوز اشتراط تعجيل الأجرة.(الفقه الإسلامي وأدلته:(٥/ ٣٨٧٣) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الرابع: الجعالة، ط: رشيديه)

📂 والجعالة تختلف عن الإجارة:.. الأول: صحة الجعالة على عمل مجهول يعسر ضبطه وتعيينه كرد مال ضائع. الثاني: صحة الجعالة مع عامل غير معين... السادس: يشترط في الجعالة عدم التاقيت لمدة العمل. السابع: الجعالة عقد غير لازم. (الموسوعة الفقهية:(١٥/ ٢٠٩) حرف الجيم، جعالة، =

جعالہ کا مستحق

☆......جعالہ کا مستحق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جس کام پر جعالہ کیا جا رہا ہے وہ کام کرنے والے کے فرائض میں شامل نہ ہو، مثلاً ایک آدمی کی گاڑی چوری ہوگئی تو وہ یہ اعلان کرتا ہے جو میری اس گاڑی کے بارے میں اطلاع دے گا میں اس کو ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا، اب چور یہ اعلان سن کر گاڑی لے کر مالک کے پاس پہنچ جائے تو وہ انعام کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ گاڑی واپس کرنا اس کے ذمہ لازم ہے۔ (۱)

☆......جعالہ کے لئے کام کرنے والا انعام یا اجرت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب وہ کام مکمل کرلے اور اگر کام مکمل نہیں کر پایا تو اجرت اور انعام کا حق دار نہیں ہوگا۔ (۲)

=ط:وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

المعايير الشرعية:(ص:۲۱۷) المعيار الشرعي رقم:(۱۵) الجعالة، تمييز الجعالة عن الإجارة، ط:هئية المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۱) قال الشافعية: يشترط في العمل أن يكون مباحاً غير واجب على العامل أداؤه فلا يصح عقد الجعالة على عمل غير مباح كغناء ورقص وعمل خمر ونحوه كما لا يصح العقد ايضاً إذا كان العمل المطلوب أداؤه بالعقد واجباً على العامل وإن كان فيه مشقة، نحو: رد الغاصب العين المغصوبة والمسروقة لصاحبها بعد أن سمع إعلانه الجعل على ذلك؛ لأن ما وجب عليه شرعاً لا يمكن أن يقابل بعوض. (الموسوعة الفقهية:(۱۵/ ۲٤، ۲۵) حرف الجيم، جعالة، محل العقد وشرائطه، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔

إن عصي بوضع يده عليه بنحو غصب ثم سمع قول مالكه مثلاً من رد مالي فله كذا فرد لم يستحق شيئاً، وإن كان فيه كلفة؛ لتعين الرد عليه فوراً ليخرج به عن المعصية. (تحفة المحتاج في شرح المنهاج:(۶/۳۷۰) كتاب الجعالة، ط: المكتبة التجاريه الكبرى)

اعانة الطالبين:(۳/۱٤۶) باب في الإجارة، ط: دار الفكر.

(۲) كون العامل لا يستحق الجعل إلا بعد تمام العمل. (الموسوعة الفقهية:(۱۵/ ۲۹) حرف الجيم، جعالة، ط:وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔=

جعالہ کا مقصد

''جعالہ'' کا مقصد لوگوں کو کسی کام کی ترغیب دینا ہے، اس لئے کام کرنے والوں کو اس کے بدلہ میں دی جانے والی اجرت معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص کام میں دلچسپی نہیں لے گا البتہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں اجرت کی مقدار متعین کرنا ضروری نہیں ہوتا جیسے فوج کا کمانڈر جنگ کے دوران یہ اعلان کرے کہ جو شخص دشمن فوج کے کسی سپاہی کو قتل کرے گا تو اس کا ساز و سامان اسلحہ وغیرہ قتل کرنے والے کو دیا جائے گا، یہ اعلان درست ہے حالانکہ اجرت کی مقدار مجہول ہے۔

☆ یا مثلاً: اگر کسی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ جو کمپنی یا ادارہ ہمارے ملک کی کسی جگہ سے تیل یا گیس تلاش کر کے نشاندہی کرے گا تو اسے بعد میں نکلنے والے تیل یا گیس کی اتنی فیصد آمدنی دی جائے گی۔

☆ مکان، دکان یا زمین کے مالک نے کسی سے یہ کہا کہ میرا یہ مکان، یا دکان یا زمین فروخت کرو، آپ کو اس کی قیمت کا اتنا فیصد دیا جائے گا تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

= الفقه الإسلامي وادلته: (٥/ ٣٨٧٣) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الرابع، الجعالة، ط: رشيديه)

إعانة الطالبين: (٣/ ٤٦) باب في الإجارة، ط: دار الفكر.

(١) قال المالكية والشافعية والحنابلة: يشترط لصحة عقد الجعالة أن يكون الجعل مالا معلوماً جنساً وقدراً: لأن جهالة العوض تفوت المقصود من عقد الجعالة إذ لايكاد أحد يرغب في العمل مع جهله بالجعل... قال الشافعية: يستثنى من اشتراط المعلومية في الجعل حالتان: الأولى: مالو جعل الإمام أو قائد الجيش لمن يدل على فتح قلعة للكفار المحار بين جعلا منها كفرس ونحوه، فإنه يجوز مع جهالة العوض للحاجة إلى مثل ذلك وقت الحرب. الثانية: مالو قال شخص لآخر: حج عني بنفقتك، فإنه يجوز مع جهالة النفقة... وقال الحنابلة: يحتمل أن تجوز الجعالة مع جهالة الجعل إذا كانت الجهالة لاتمنع التسليم، نحو أن يقول الجاعل: من رد ضالتي فله ثلثها. (الموسوعة الفقهية: (١٥/ ٢١٦، ٢١٧) حرف الجيم، جعالة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية).

جعالہ کے جواز کی حکمت

جعالہ جائز ہونے میں حکمت یہ ہے کہ بعض اوقات کام مجہول ہونے کی وجہ سے اجارہ ممکن نہیں ہوتا، اور کوئی ایسا شخص بھی نہیں ملتا جو معاوضہ کے بغیر کام کرنے کے لئے تیار ہو، اس لئے شریعت نے اس کو جائز قرار دیا تا کہ لوگوں کی ضرورت پوری ہو۔ (۱)

جعل سازی کر کے مالک ظاہر کرنا

سرکاری کاغذات میں دھوکا اور جعل سازی سے کسی کی زمین کا انتقال اپنے نام پر کرنا ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی غاصب اور ظالم ہے اور سخت گناہ گار ہے، اس طرح نام منتقل کرنے سے شرعاً مالک نہیں ہوگا، اس زمین کو تمام حقوق کے ساتھ فروخت کرنے کا حق بدستور اصل مالک کو حاصل ہوگا، اگر جعل سازی کرنے والا اپنی زمین کہہ کر فروخت کرے گا تو بیع موقوف (رُکی) رہے گی، اگر مالک کی اجازت ملنے کے بعد زمین مشتری (خریدار) کو حوالہ کر سکے گا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع ختم ہوجائے گی۔ (۲)

---

(۱) ومن المعقول أن حاجة الناس قد تدعو إليها لرد مال ضائع أو عمل لا يقدر عليه الجاعل ولا يجد من يتطوع به، ولا تصح الإجارة عليه لجهالته، فجازت شرعاً للحاجة إليها كالمضاربة. (الموسوعة الفقهية: (۱۵/۲۹) حرف الجيم، جعالة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔

□ الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۸۶۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الرابع: الجعالة، ط: رشيديه)

□ أما المعقول فإن الحاجة تدعو إلى الجعالة في عمل لا يقدر عليه الشخص ولا يجد من يتطوع به، ولأنها عقد تصلح فيما لا تصلح فيه الإجارة كرد الضالة من مكان مجهول. (المعايير الشرعية: (ص: ۲۲۱) المعيار الشرعي رقم (۱۵) الجعالة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۲) واما بيع المغصوب فقد ذكر محمد رحمه الله انه موقوف ان اقربه الغاصب تم البيع وان جحد وللمغصوب منه بينة فكذلك وان لم يكن ولم يسلمه حتى هلك ينتقض البيع۔ (خلاصة الفتاوی: (۳/ ۴۰) الباب الرابع فی البيع الفاسد واحكامه، ط: رشيديه)

□ جامع الفصولين: (۲/ ۶۵) الفصل الثانی والثلاثون فی بيع الغصب، ط: اسلامی کتب خانہ=

جُعل کا اعلان

''انعامات کا اعلان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۹/۱)

جعلی کرنسی بنانا

''زر'' تخلیق کرنے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۴)

جعلی نوٹ

اگر کسی کے پاس لین دین میں جعلی نوٹ آجائیں تو اگر معلوم ہے کہ کس کے پاس سے آئے ہیں تب تو اسی کو دے دے [۱] جس طرح بھی ممکن ہو، خواہ بتا کر خواہ دھوکے سے اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کے پاس سے آیا ہے تو کسی کو دھوکا دے کر دینا جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر کسی جگہ اس سے کچھ ظلم کے طور پر لیا جائے تو وہاں بتائے بغیر دینا بھی درست ہے۔ [۲]

= منها ان یکون مقدور التسلیم عند العقد فان کان معجوز التسلیم عنده لاینعقد۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) کتاب البیوع، فصل واما الذی یرجع الی المعقود علیه، ط: سعید)

(۱) ومن قبض زیفا بدل جید غیر عالم به فانفقه او هلک فهو قضاء۔ قال فی المجمع: قید بالاتلاف لانه لو کان قائما یرده ویسترد الجید عندهم۔ (مجمع الانهر: (۱۵۴/۳، ۱۵۵) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

ومن قبض زیفا بدل جید کان له علی آخر غیر عالم به فلو علم وانفقه کان قضاء اتفاقا (فانفقه او هلک) فلو قائما رده اتفاقا۔ (الدر المنتقی علی هامش مجمع الانهر: (۱۴/۳۱۴) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

(ولو قبض زیفا بدل جید) کان له علی آخر (جاهلا به) فلو علم وانفقه کان قضاء اتفاقا (ونفق او انفقه) فلو قائما رده اتفاقا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: في البهرجة، والزیوف، والستوقة، ط: سعید)

(۲) المظلوم له أن یدفع الظلم عن نفسه بما قدر علیه لکن لیس له أن یظلم غیره۔ (قواعد الفقه: (ص: ۱۲۴) ط: مدنی کتب خانه) =

اگر کسی کے پاس دھوکے سے جعلی نوٹ یا جعلی سکہ آ گیا تو اس کو آگے چلانا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو ضائع کر دینا ضروری ہے یا کوئی ایسا ادارہ ہو مثلاً بینک جو جعلی نوٹ اور سکوں کو جمع کرتا ہے تو اس کو جعلی بتا کر دینا جائز ہوگا۔

واضح رہے کہ دھوکا کھایا ہوا شخص دوسرے کو دھوکا نہیں دے سکتا، ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ کس نے دیا ہے تو اس کو واپس دے کر اصلی نوٹ لے سکتا ہے۔ (۱)

= السیر الکبیر: (۵/۲۲۵) باب الکفالة بالمستأمن والأسیر في دار الحرب، ط: دار الکتب العلمیة۔

(لیس للمظلوم أن یظلم) غیره، وهو بإطلاقه شامل للظالم أیضا، فلیس للمظلوم أن یظلمه أصلا بل له أن یتخلص من ظلمه ویأخذ الحق منه۔ (شرح القواعد الفقهیة للزرقاني (۱/۱۷۶) القاعدة الثامنة عشر، المادة: ۱۹، تنبیه، ط: دار القلم)

(۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام فادخل یده فیها فنالت اصابعه بللا فقال: یا صاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء یا رسول الله قال: افلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس ثم قال: من غش فلیس منا۔ (ترمذی: (۱/۲۴۵) باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید)

ولا یحل کتمان العیب فی معیب او ثمن لان الغش حرام۔ قال الشامی: (قوله: لان الغش حرام) ذکر فی البحر أول الباب بعد ذلک عن البزازیة عن الفتاوی: إذا باع سلعة معیبة علیه البیان، وان لم یبین قال بعض مشایخنا: یفسق وترد شهادته۔ قال الصدر: لا ناخذ به اهـ قال فی النهر: ای لا ناخذ بکونه یفسق بمجرد هذا لانه صغیرة اهـ قلت: وفیه نظر، لان الغش من اکل اموال الناس بالباطل فکیف یکون صغیرة بل الظاهر فی تعلیل کلام الصدر ان فعل ذلک مرة بلا اعلان لا یصیر به مردود الشهادة وان کان کبیرة۔ (الدر مع الرد: (۵/۴۷) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: في جملة ما یسقط به الخیار، ط: سعید)

(ولو قبض زیفا بدل جید) کان له علی آخر (جاهلا به) فلو علم وانفقه کان قضاء اتفاقا (ونفق او انفقه) فلو کان قائما رده اتفاقا (فهو قضاء) لحقه وقال ابو یوسف رحمه الله: اذا لم یعلم یرد مثل زیفه ویرجع بجیده استحسانا کما لو کانت ستوقة او نبهرجة واختاره للفتوی ابن کمال قلت: ورجحه فی البحر والنهر والشرنبلالیة فبه یفتی۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۲۳۳) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: في النبهرجة والزیوف والستوقة، ط: سعید)

وفی تقریرات الرافعی: قول الشارح کما لو کانت ستوقة او نبهرجة ای فانه یرجع بالجیاد اتفاقا۔ (التحریر المختار: (۵/۱۷۱) ط: سعید)

المظلوم له ان یدفع الظلم عن نفسه بما قدر علیه لکن لیس له ان یظلم غیره۔ (قواعد الفقه: (ص: ۱۲۳) ط: مدنی کتب خانه) =

جلدی کے بدلے پیسے میں کمی کرنا

جس طرح قسطوں کے سودے میں قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر ہوجائے تو قسطوں میں اضافہ کرنا سود اور ناجائز ہے، اسی طرح اگر خریدار اس شرط پر بقیہ تمام قسطیں وقت سے پہلے ادا کردے تاکہ بائع (سیلر) اسے کچھ رقم کم کردے گا یہ بھی ناجائز اور سود ہے اسے ''ضع وتعجل'' کہتے ہیں، یعنی دین کا کچھ حصہ کم کردو اور باقی جلدی حاصل کرو۔

مثلاً قسطوں پر سودا کرتے وقت یہ طے ہوا تھا کہ قیمت چالیس ہزار ہے اور چالیس مہینوں میں ایک ایک ہزار کرکے قسط وار ادا کرے گا، خریدار نے مثلاً پانچ قسطیں ادا کردیں، اور اب وہ بائع سے کہتا ہے کہ باقی سب قسطیں میں ابھی ایک ساتھ ادا کردیتا ہوں مگر آپ دس ہزار روپے چھوڑ دینا یعنی ۳۵ مہینوں میں ۳۵ ہزار ادا کرنے کی بجائے ابھی پچیس ہزار ادا کرتا ہوں، یہ معاملہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہاں مدت کے مقابلہ میں رقم کم کی جارہی ہے، البتہ اگر رقم کا کچھ حصہ چھوڑنے کی بات نہ ہو، خریدار نے ساری قسطیں جمع کرادیں اور بائع نے اپنی مرضی سے کچھ رقم واپس دے دی تو یہ جائز ہے۔[1]

''مزید ''ضع وتعجیل'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

= ليس للمظلوم أن يظلم غيره . . . ألا ترى أن مسلما في دار الإسلام لو قصده ظالم بظلم فأعطاه كفيلا بنفسه ، لم يحل له أن يخفر كفيله ، وإن كان يعلم أنه مظلوم فهذا مثله ۔ (السير الكبير: (٢٢٥/٥) باب الكفالة بالمستأمن والأسير في دار الحرب ، ط: دار الكتب العلمية)

هداية (٢٠٣/٣) كتاب الوكالة ، باب الوكالة بالخصومة والقبض ، ط: رحمانيه۔

(١) ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز : لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بازاء ما حطه عنه وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام. (الهداية: (٢٥٦/٣، ٢٥٧) كتاب الصلح ، باب الصلح في الدين ، ط: رحمانيه)

شرح الوقاية (٢٥٠/٣) كتاب الصلح ، ط: المصباح.

جماعت چھوڑنا ملازم کے لیے

''ملازم کے لیے جماعت چھوڑنا جائز نہیں ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جماعت سے نماز پڑھنا

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر متعین اوقات میں نماز کو فرض کیا ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کا جو وقت مقرر کیا ہے اسی وقت میں اسی نما کو پڑھنا فرض قرار دیا ہے اس لئے نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھنا، نماز کا وقت آنے کے بعد دنیاوی کسی کام مثلاً تجارت کاروبار دکانداری کھیل کود وغیرہ میں مشغول رہ کر نماز کو اپنے وقت پر چھوڑ دینا ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح ایسے اسباب اور ایسے طریقے کو اختیار کرنا جس سے نماز اپنے وقت سے چھوٹ کر قضا ہوجائے ناجائز اور حرام ہے۔[2]

اس لئے نماز کے اوقات میں دکانداری میں مشغول رہنا اور ایسی دکان میں ملازمت کرنا جس سے نماز وقت پر ادا نہ ہو قضا ہوجائے ناجائز اور حرام ہے اگر بالفرض کوئی دکاندار ملازمین کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس دکان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں ذریعۂ معاش کے لئے کسی اور جگہ

---

(۱) قال اللہ تعالی: إن الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتبا موقوتاً. (النساء:۱۰۳)

(۲) وقال اللہ تعالی في آیة أخری: (فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون) أي غافلون عنها، متهاونون بها. وقال سعد بن أبي وقاص رضي اللہ عنه: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن الذین هم عن صلاتهم ساهون قال: (هو تأخیر الوقت) أي تأخیر الصلاة عن وقتها، سماهم مصلین لکنهم لما تهاونو وأخروها عن وقتها وعدهم بویل وهو شدة العذاب. (الکبائر للذهبي: (ص:۱۸) الکبیرة الرابعة: في ترک الصلاة، ط: وحیدي کتب خانه)

والتأخیر بلاعذر کبیرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزیل لإثم الترک لا لإثم التأخیر. (حاشیة الطحطاوي علی المراقي: (ص:۴۴۰) کتاب الصلوۃ، باب قضاء الفوائت، ط: قدیمي)

الدر المختار مع الرد: (۶۲/۲) کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: سعید)

ملازمت تلاش کرنا واجب ہوگا۔ [۱]

نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھنا کبیرہ گناہ ہے، اور بالکل نہ پڑھنا تو یہ بہت بڑا گناہ بلکہ بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی نماز کی حفاظت نہیں کرے گا یعنی وقت پر نہیں پڑھے گا اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا نہ حجت ہوگی، نہ نجات ہوگی، اور وہ قیامت کے دن فرعون، ہامان، ابی بن خلف (کافروں) کے ساتھ ہوگا۔ [۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، ایک نماز جب اس کا وقت ہوجائے، جنازہ جب تیار ہوجائے، بے نکاحی عورت جب اس کا جوڑ مل جائے۔ [۳]

---

(۱) وعن النواس بن سمعان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ،رواه في شرح السنة(مشكاة المصابيح:(ص:۳۲۱) كتاب الامارة والقضاء، الفصل الثاني: ط:قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب و كره إلا أن يأمر بمعصية، فإن أمر بمعصيه فلا سمع ولا طاعة. (صحيح مسلم:(۲/ ۱۲۵) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية، ط:قديمي)

جہاں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت نہ ہو اس ملازمت کو چھوڑنا واجب ہے۔ (احسن الفتاوی:(۳/۲۸۲) كتاب الصلاة، باب الامامة والجماعة، ط:سعيد)

(۲) عن عبدالله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه ذكر الصلاة يوماً فقال: "من حافظ عليها كانت له نوراً وبرهاناً ونجاة يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نور، ولا برهان، ولا نجاة، وكان يوم القيامة مع قارون، وفرعون، وهامان، وأبي بن خلف" (مسند أحمد:(۱۱/۱۴۱) رقم الحديث:۶۵۷۶، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما، ط:مؤسسة الرسالة)

مجمع الزوائد:(۱/۲۹۲) رقم الحديث:۱۶۱۱، كتاب الصلاة، باب فرض الصلاة، ط: مكتبة القدس القاهره۔

كنز العمال:(۷/۲۹۹) رقم الحديث:۱۸۹۷۷، حرف الصاد، كتاب الصلاة، الباب الاول، الفصل الثاني: في فضائل الصلاة، ط:مؤسسة الرسالة۔

(۳) عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: يا علي، ثلاث لا تؤخرها:=

لہٰذا ملازمین اور دکانداروں پر ضروری ہے کہ ہر نماز کو اپنے اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ پڑھیں تا کہ آخرت کا خسارہ نہ ہو۔

جمعہ کی اذان کے بعد تجارت کرنا

☆...... جمعہ کے دن وقت داخل ہونے کے بعد جب پہلی اذان دی جائے تو اس وقت جمعہ کے متعلقہ امور کے علاوہ کسی اور کام میں مصروف ہونا درست نہیں ہے، اس وجہ سے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس کی وجہ سے جمعہ کی تیاری اور سعی متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کاروبار اور دکان بند کر دینی چاہیے ورنہ گناہ گار ہوگا، جمعہ پڑھ کر دکان دوبارہ کھولے اور کاروبار شروع کرے ورنہ جمعہ کے دن کی خاص فضیلت اور برکت سے محروم ہو جائے گا۔ (۱)

= الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفواً. (جامع الترمذي (۱/۴۲) أبواب الصلاة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۶۱) كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

شرح السنة للبغوي: (۲/۱۹۱) كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلاة، ط: المكتب الإسلامي.

(۱) [يايها الذين امنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون] [الجمعة: ۹]

والبيع عند اذان الجمعة قال الله تعالى: وذروا البيع ثم فيه اخلال بواجب السعي على بعض الوجوه وقد ذكرنا الاذان المعتبر فيه في كتاب الصلاة كل ذلك يكره لما ذكرنا ولا يفسد به البيع. (الهداية: (۳/۷۰) كتاب البيوع، فصل في مايكره، ط: رحمانيه)

وقد تقدم في كتاب الصلاة، أن المعتبر في ذلك هو الأذان الأول إذا كان بعد الزوال. (العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۶/۴۳۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيوع، فصل في البيع الفاسد، ط: سعيد.

(والبيع عند اذان الجمعة) لقوله تعالى: [وذروا البيع] ولأن فيه إخلال بواجب السعي إذا قعد للبيع... ثم المعتبر هو النداء الأول اذا وقع بعد الزوال على المختار. (مجمع الأنهر: (۳/۱۰۱) كتاب البيوع، فصل في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

☆☆...... البتہ بیع (خرید وفروخت) کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی اور اس بیع سے جو آمدنی ہوگی اس کو حرام نہیں کہا جائے گا۔[1]

جمعہ کی پہلی اذان پر کاروبار بند کرے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

''جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو اللہ کا ذکر ''نماز کی طرف دوڑ پڑو'' اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو''۔[2]

شرح/ جمعہ کے دن جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو تمام دنیاوی کاروبار، لین دین، دکانداری فوراً چھوڑ دو، اور جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑو، جمعہ کے دن مسلمانوں کی شان یہ ہونی چاہیے کہ اذان سے پہلے غسل کر کے عمدہ صاف اور پاک کپڑے پہن کر مسجد میں چلے جائیں، اذان کا انتظار نہ کریں، تاہم اگر کسی وجہ سے اذان سے پہلے نہ جاسکیں تو اذان کی آواز اللہ اکبر کان میں پڑتے ہی فوراً دنیاوی کام چھوڑ دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا درست نہیں اس کے بعد کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن آج کل دکانداروں کا ایک طبقہ دنیا کا ایسا حریص ہے کہ رزق دینے والے اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے جمعہ کی اذان کے بعد بھی دکان کھلی رکھتا ہے اور دنیاوی کام میں مشغول رہتا ہے اور بعد میں تنگی اور

---

(۱) والقسم الخامس: هو البيع المكروه۔ والمراد منه البيع الذي نهى عنه الشارع لمعنى خارج عن صلب العقد: وحكمه عند الحنفية أن عاقده تأثم، ولكن البيع نافذ مع الإثم... حكم البيع المعقود عند نداء الجمعة: وأما إذا عقد البيع المكروه عند النداء... فإنه لا يصح عند الحنابلة... وقدمنا أن البيع يصح عند الحنفية۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/۹۸۱، ۹۸۳) الباب السادس: في البيع المكروه، ط: مكتبة معارف القرآن)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. (سورة الجمعة:۹)

بے برکتی اور پریشانی کی شکایت کرتا ہے۔ (۱)

جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنا

اسلام میں جمعہ یا اتوار کے دن چھٹی کا تصور نہیں ہے، البتہ راحت اور آرام کی غرض سے چھٹی کا کوئی دن مقرر کرلیا جائے تو بہتر ہے تاکہ تازہ دم ہوکر باقی ایام کام کرسکے اور چھٹی کے لئے جمعہ کا دن متعین کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ جمعہ کا دن باقی دنوں سے افضل بھی ہے اور مسلمانوں کا خاص عبادت اور دینی سرگرمیوں کا دن ہے۔ (۲)

اس دن غسل کرنا، مسواک کرنا، نئے یا پرانے صاف اور پاک کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جانا، خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچنا وغیرہ جیسے امور سنت ہیں اور جب خطبہ شروع ہوجائے تو خاموشی سے

---

(۱) عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حرمت التجارة يوم الجمعة ما بين الأذان الأول إلى الإقامة، أي انصراف الإمام، لأن الله يقول: (يا ايها الذين امنوا إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله وذروا البيع).

قوله: حرمت التجارة إلخ أقول: قال في "كنز الدقائق" وغيره من متون المذاهب: يجب السعي إليها، وترك البيع بالإذان الأول. وقال في العالمگيرية: قال الطحاوي: يجب السعي ويكره البيع عند أذان المنبر. (إعلاء السنن: (۱۴/۲۰۶) كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)

(وإذا صعد الإمام المنبر: جلس وأذن المؤذنون بين يدي المنبر) بذلك جري التوارث، ولم يكن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا هذا الأذان، ولهذا قيل: هو المعتبر في وجوب السعي، وحرمة البيع، والأصح: أن المعتبر هو الأول إذا كان بعد الزوال، لحصول الإعلام به. (الهدايه: (۱/۲۸۲) كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ط: بشرىٰ)

مجمع الأنهر: (۳/۱۷) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) الثالثة والعشرون: أنه اليوم الذي يستحب أن يتفرغ فيه للعبادة، وله على سائر الأيام مزية بأنواع من العبادات واجبة ومستحبة، فالله سبحانه جعل لأهل كل ملة يوماً يتفرغون فيه للعبادة ويتخلون فيه عن اشغال الدنيا، فيوم الجمعة يوم عبادة، وهو في الأيام كشهر رمضان في الشهور، وساعة الإجابة فيه كليلة القدر في رمضان. (زاد المعاد: (۱/۳۹۸) فصل في ذكر خصائص يوم الجمعة، الثالثة والعشرون: يستحب أن يتفرغ فيه للعبادة، ط: مؤسسة الرسالة)

خطبہ سننا واجب ہے۔ اس لئے اگر اس دن چھٹی ہو تو انسان آسانی کے ساتھ یہ تمام کام انجام دے سکتا ہے، اور اگر جمعہ کے دن چھٹی نہ ہو کاروبار جاری رہے تو مصروفیت کی وجہ سے ان کاموں کو انجام دینا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ (۱)

جمعہ کے دن سارا دن کاروبار بند رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اذان سے نماز ختم ہونے تک بند رکھنا ضروری ہے، صبح سے اذان تک اور جمعہ کی نماز ختم ہونے کے بعد کاروبار کرنا جائز ہے۔ (۲)

جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر سامان بیچنا

''مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) القول في أحكام يوم الجمعة اختص بأحكام: لزوم صلاة الجمعة ... واستنان الغسل لها والطيب، ولبس الأحسن ... والتبكير لها. (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۶۱) الفن الثالث: الجمع والفرق، القول في احكام يوم الجمعة، ط: قديمي)

(بيان آداب الجمعة ... الأولى: أن يستعد لها يوم الخميس ... الثانية: إذا أصبح بدأ بالغسل بعد طلوع الفجر) أي الثاني المبيح للصلاة ... الثالثة: الزينة وهي مستحبة في هذا اليوم، وهي الكسوة) أي اللباس الحسن (والنظافة) أي نظافة الجسد (وتطييب الرائحة ... أما النظافة افبالسواك وحلق الشعر ... الرابعة البكور إلى المسجد الجامع. (اتحاف السادة المتقين: (۳/ ۲۴۰ تا ۲۵۵) كتاب أسرار الصلاة، الباب الخامس في فضل الجمعة وآدابها وسننها، بيان آداب الجمعة، ط: مؤسسة التاريخ العربي)

ويجب السعي ... وترك البيع ... بالأذان الأول في الأصح. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۵۱۶، ۵۱۸) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمي)

(۲) فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله. (الجمعة: ۱۰)

فائدة: قال مالك: لا ينبغى للإمام أن يمتنع أهل الأسواق من البيع يوم الجمعة. قال مالك وبلغنى أن بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يكرهون أن يترك الرجل العمل يوم الجمعة كما تركت اليهود والنصارى فى السبت والأحد (المدونة (۱/ ۱۳۶))، أى بل يترك العمل بعد النداء للصلاة إلى الفراغ منها: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا فى الأرض وابتغوا من فضل الله"۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۲۱۲، ۲۱۳)، كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)۔

جملہ عیوب سے براءت کا اعلان

''عیوب سے براءت کا اعلان کر کے کوئی چیز فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۴)

جنازہ قرض دار کا

''قرض دار کا جنازہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۵)

جنازۂ کافر

''کافر کا جنازہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۶/۵)

جنازہ کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

''مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۲/۶)

جن افعال سے قبضہ ثابت نہیں ہوتا

''قبضہ جن افعال سے ثابت نہیں ہوتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۳/۵)

جنت کی بشارت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حلال کھائے، اور سنت کے مطابق عمل کرے، اور لوگ اس کی طرف سے تکالیف پہنچنے سے امن میں ہوں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول، اس طرح کے لوگ اس زمانے میں آپ کی امت میں بہت زیادہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کے

زمانوں میں (بھی) ایسا ہوگا۔[1]

جنت میں حساب وکتاب کے بغیر داخل ہونے والے

''نماز کا اہتمام تجارت کے دوران'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۶)

جنت میں داخل کر دیا

''قرضدار سے نرمی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۵)
''قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۳/۵)

جنت میں داخل ہوگا

جس آدمی پر قرض نہ ہو، اور اس کی موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی روح جسم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

1. غنیمت کے مال میں خیانت سے۔
2. قرض سے۔
3. تکبر سے۔[2]

---

(۱) وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنها قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكل طيباً، وعمل في سنة، وأمن الناس بوائقه دخل الجنة. قالوا يا رسول الله! ان هذا في امتك اليوم الكثير: قال: وسيكون في قرون بعدي. رواه الترمذي والحاكم. (الترغيب والترهيب: (۴۴۱/۲) رقم الحديث: ۲۶۷۳، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في طلب الحلال منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۷۸/۲) قـ[illegible] أبواب صفة الجنة، ط [illegible]عيد.

المستدرك للحاكم: (۱۱۷/۴) رقم الحديث: ۷۰۷۲، كتاب الأطعمة، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق روحه جسده، وهو بریٔ من ثلاث دخل الجنة: من الكبر والغلول والدين. (سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۴) ابواب الصدقات، باب التشديد في الدين، ط: قديمي)=

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا سچا تاجر ہوگا۔ (۱)

جنتی تاجر

''سچا تاجر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۴)

جنس مختلف ہے

اگر دونوں جانب کی چیزوں کی جنس ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں تو پھر کمی زیادتی میں کوئی حرج نہیں البتہ سودی اشیاء ہونے کی صورت میں دونوں جانب ہاتھ در ہاتھ قبضہ ہونا ضروری ہے کسی ایک جانب ادھار ہونے کی صورت میں سودا جائز نہیں ہوگا اور اگر دونوں جانب سودی اشیاء نہیں تو ایک جانب نقد ہو اور دوسری جانب ادھار ہو تو بھی سودا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) جامع الترمذي: (۳۸۶/۱) أبواب السير، باب ماجاء في الغلول، ط: سعيد.
الترغيب والترهيب: (۷/۲...) رقم الحديث: ۲۷۹۳، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين، ط: دار الكتب العلمية.
عن ابي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يدخل الجنة التاجر الصدوق.
مصنف ابن ابي شيبة: (۲۷۵/۷) رقم الحديث: ۳۶۰۲۳، كتاب الأوائل، الملحقات، ط: مكتبة الرشد)
كنز العمال: (۱۱/۴) رقم الحديث: ۹۲۴۵، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الفصل الأول في فضائل الحلال، ط: مؤسسة الرسالة.
جامع الأحاديث للسيوطي: (۳۶۱/۳) رقم الحديث: ۸۸۹۳، الهمزة مع الواو، ط: دار الفكر.
(۲) وصح بيع الجنس بغيره (يعني الذهب بالفضة، أو بالعكس (مجازفة وبفضل) إن تقابضا في المجلس: لأن المستحق هو القبض قبل الافتراق دون التسوية... ولو افترقا قبل القبض بطل لفوات الشرط. (مجمع الأنهر: (۱۶۲/۳) كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية)

جنس واحد میں تبادلہ

(۱۲۲) ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے جب کہ وہ مثلاً وصف میں مختلف ہو بیچنا اور بدلنا ہو مثلاً ایک گیہوں دے کر دوسرا گیہوں لے یا ایک قسم کے چاول دے کر دوسری قسم کے چاول لے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی چیز، غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہو تو اس میں بھی ان دو باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے:

❶ ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو، ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو، ورنہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہو جائے گا۔

❷ دوسری بات یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جائے اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کر کے رکھ دیے جائیں آپ اپنے گیہوں تول کر الگ رکھ دیں اور کہیں کہ یہ گیہوں رکھے ہیں، جب آپ کا جی چاہے لے جانا اسی طرح دوسرا فریق بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ آپ کے گیہوں الگ رکھے ہیں جب چاہے لے جانا اور اگر دونوں فریقوں نے گیہوں کو اس طرح الگ نہیں کیا اور ایک دوسرے سے الگ

= یشترط في عقد الصرف قبض البدلين جميعاً قبل مفارقة أحد المتصارفين للآخر افتراقاً بالأبدان، منعاً من الوقوع في ربا النسيئة، ولقوله صلى الله عليه وسلم: "الذهب بالذهب مثلاً بمثل، يداً بيد، والفضة بالفضة مثلاً بمثل، يداً بيد" وقوله صلى الله عليه وسلم: "لاتبيعوا منهما غائباً بناجز" فإن افترق المتعاقدين قبل قبض العوضين أو أحدهما، فسد العقد عند الحنفية وبطل عند غيرهم لفوات شرط القبض، ولئلا يصير العقد بيعاً للكالئ بالكالئ أى الدين بالدين فيحصل الربا وهو الفضل فى أحد العوضين، والتقابض شرط سواء اتحد الجنس أو اختلف۔ (الفقه الإسلامى وأدلته: (٥/ ٣٦٦) المبحث السادس: أنواع البيوع، عقد الصرف، ط: رشيديه)

(صالح عن كر حنطة على عشرة دراهم فإن قبض) العشرة (في المجلس جاز) أي الصلح لما عرفت أن الصلح في صورة اختلاف الجنس في معني البيع فيجب قبض أحد العوضين في المجلس (وإلا فلا) أي وإن لم يقبض العشرة فلا يصح الصلح، لأنه حينئذ يكون بيع الدين بالدين وهو باطل۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (٢/ ٤٠١) كتاب الصلح، ط: دار إحياء الكتب العربية)

ہو گئے تو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔[۱]

جنگلات کے درختوں اور پھلوں کی بیع

اگر جنگل کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہے تو ان جنگلات کے درختوں اور پھلوں کو کاٹ کر یا توڑ کر جمع کرنے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ مباح جنگلات عام طور پر مباح ہوتے ہیں کوئی بھی شخص ان کا مالک نہیں کہلاتا بلکہ ان سے صرف فائدہ حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے لہٰذا ان مباح جنگلات کے درختوں اور پھلوں کو کاٹ کر یا توڑ کر جمع کرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا البتہ جو جنگل کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہو تو اس کے لیے اس کے درختوں اور پھلوں وغیرہ کی خرید وفروخت کرنا انہیں کاٹنے یا توڑنے سے پہلے بھی جائز ہے۔[۲]

---

(۱) (وعلته) أي علة تحريم الزيادة (القدر ... مع الجنس، فإن وجدا حرم التفاضل ... والنساء ... وإن عدما ... حلا ... فحرم بيع كيلي و وزني بجنسه متفاضلاً ولو غير مطعوم ... كجص ... وحديد ... وحل ... متماثلاً) لا متفاضلاً (وبلا معيار شرعي ... كحفنة بحفنتين و تفاحة بتفاحتين ... بأعيانهما ... والمعتبر تعيين الربوي في غير الصرف ومصوغ ذهب و فضة بلا شرط تقابض) حتى لو باع بر ابير بعينهما وتفرقا قبل القبض جاز۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۱۷۱/۵۔ ۱۷۸) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الإبراء عن الربا، ط: سعيد)

الهداية: (۸۱/۳، ۸۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

البحر الرائق: (۱۲٦/٦، ۱۳۰) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۲) ومنها أن يكون المبيع مملوكا، لأن البيع تمليك فلا ينعقد فيما ليس بمملوك كمن باع الكلأ في أرض مملوكة ... لأن الكلأ وإن كان في أرض مملوكة فهو مباح ... وكذا بيع الكماة، وبيع صيد لم يوجد في أرضه لا ينعقد، لأنه مباح غير مملوك لانعدام سبب الملك فيه، وكذا بيع الحطب والحشيش والصيود التي في البراري۔ (بدائع الصنائع: (۱۴٦/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم ... ولا بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له، والماء في نهر أو بئر، والصيد والحطب والحشيش قبل الإحراز۔ (الشامية: (۴/ ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

جنگلات کے درختوں کے پھلوں کی بیع

''جنگلات کے درختوں اور پھلوں کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۳/۳)

جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنا

اگر جنگل کسی قوم، کسی قبیلے یا حکومت کا باقاعدہ مملوک اور ملکیت نہ ہو تو اس سے لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر یا جمع کر کے فروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے اور اگر جنگل کسی کی ملکیت ہے تو اس کی رضامندی کے بغیر اس کی لکڑیاں کاٹ کر یا جمع کر کے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔ (۱)

جنگل کے جانور

جنگل کے جانور کو شکار کرنے یا پکڑنے سے پہلے خریدنا یا بیچنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) والحطب فی ملک رجل لیس لاحد ان یحتطبه بغیر اذنه، وان کان غیر ملک فلاباس به، ولایضر نسبته الی قریة او جماعة مالم یعلم ان ذلک ملک لهم، وکذلک الزرنیخ والکبریت والثمار فی المروج والاودیة۔ (شامی: (۶/۴۴۰) کتاب إحیاء الموات، فصل الشرب، ط: سعید)

الاشجار التی تنبت بلاغرس فی الجبال المباحة غیر المملوکة والزرنیخ والفیروزج کالشجر فمن اخذ من هذه الاشیاء ضمن والحطب فی ملک رجل لیس لاحد ان یحتطبه بغیر إذنه، وان کان فی غیر ملک فلاباس به ولاتضر نسبته الی قریة او جماعة مالم یعلم ان ذلک ملک لهم۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۵۳۵/۱) [المادة: ۱۲۴۳] الکتاب العاشر في أنواع الشرکات، الباب الرابع في شرکة الإباحة، الفصل الاول فی الاشیاء المباحة، ط: دار الکتب العلمیة)

جامع الفصولین، الفصل الخامس والثلاثون فی مایمنع عنه ومالایمنع، (۱۹۹/۲) ط: اسلامی کتب خانه)

(۲) ومنها أن یکون المبیع مملوکًا؛ لأنّ البیع تملیک فلاینعقد فیما لیس بمملوک... وبیع صید لم یوجد في أرضه لاینعقد؛ لأنّه مباح غیر مملوک لانعدام سبب الملک فیه۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۶/۵) کتاب البیوع، فصل: وأمّا الّذي یرجع إلی المعقود علیه، ط: سعید)=

جنگلی پرندہ

(۱۲۵) جنگلی پرندوں کو پکڑنا جائز ہے، پکڑنے کے بعد پکڑنے والا ان کا مالک بن جاتا ہے۔ (۱)

اور مالک کے لیے اپنی مملوک چیز کو فروخت کرنا اور دوسروں کے لیے ان کو خریدنا جائز ہے۔ (۲)

= وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم ... ولا بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له، والماء في نهر أو بئر، والصيد والحطب والحشيش قبل الإحراز ... ولا بيع معجوز التسليم كالآبق والطير في الهواء۔ (الشامية: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۱) بخلاف الصيد والحطب والحشيش؛ لأنها لم تكن في يد أهل الحرب فجاز أن تملك بنفس الاستيلاء وإثبات اليد عليها۔ (بدائع الصنائع: (۱۹۵/۶) كتاب الأراضي، ط: سعيد)

وإذا أفرخ طير في أرض رجل فهو لمن أخذه وكذا إذا باض فيها، وكذا إذا تكنس فيها ظبي)؛ لأنه مباح سبقت يده إليه، ولأنه صيد ... والصيد لمن أخذه۔ (الهداية: (۱۱۰/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۱۷۸/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۲) وإن باع طيرا له يطيران كان داجنا يعود إلى بيته، ويقدر على أخذه بلا تكلف جاز بيعه۔ (البحر الرائق: (۷۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۳۷۷/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

وصح بيع الكلب ... وكذا الطيور) أي الجوارح۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵، ۲۲۷) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

وكذا بيع السنور وسباع الوحش والطير جائز عندنا معلما كان أو لم يكن۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

جوتے تبدیل ہو جائیں

''سامان تبدیل ہو جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۵/۵)

''جوئے'' کی تعریف

''قمار کی تعریف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۷/۳)

جوئے کی رقم سے خرید وفروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۱/۴)

جوئے اور سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں

''سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جوئے کا کاروبار

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں دوسری برائیوں کی طرح قمار بازی (جوئے) کا سلسلہ بھی رہا ہے، اوباش اور عیار لوگوں کے ذرائع آمدنی میں سے (ایک ذریعہ) دوسروں کا مال بلامحنت حاصل کرنا (یعنی جوئے کا کاروبار) بھی ہوتا تھا، پھر جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی اور قانون اسلام کی بنیادی کتاب قرآن کریم کا نزول شروع ہوا تو جس طرح دوسرے معاملات اور مسائل کی اصلاحات ہوئیں اسی طرح ناجائز ذرائع آمدنی میں سے مبغوض ترین طریقہ قمار بازی اور جوئے کے ذریعے دوسروں کا مال لوٹنے کے رواج اور رسم کو بھی ختم کردیا گیا ہے چناں چہ حق جل شانہ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر: ۹۰ میں ہر قسم کے جوئے کو حرام قرار دیا ہے بلکہ اس کو انسانی معیشت کے لیے نہایت ہی گند اور شیطانی عمل قرار دیا ہے اور حکم دیا کہ ہے اگر تم لوگ اپنی اور معاشرے کی فلاح اور صلاح چاہتے ہو تو

شراب اور جوئے کے کاروبار کو مکمل طور پر چھوڑ دو۔ (۱)

جوئے کے کاروبار کے نقصانات

جوئے کے کاروبار اور قمار بازی کے نقصانات کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

❶ شراب اور قمار بازی سب گندے اعمال ہیں۔

❷ شیطان کے کاروبار ہیں۔

(۱) {یٰأیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون إنما یرید الشیطٰن أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء في الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللّٰه وعن الصلاة فهل منتهون}۔ (سورة المائدة: ۹۰، ۹۱)

کان العرب في الجاهلیة یشربون الخمور ویقامرون وجاء الإسلام فبدأ دعوتهم إلی التوحید والإیمان بالبعث الآخر، إذ هما الباعث القوي علی الاستقامة في الحیاة، ولما هاجر الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم والعدید من أصحابه وأصبحت المدینة تمثیل مجتمعا إسلامیا وأخذت الأحکام تنزل شیئا فشیئا فحدث یوما أن صلی أحد الصحابة بجماعة وهو ثملان فخلط في القراءة فنزلت آیة النساء: {یٰأیها الذی آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سکرٰی} فکانوا لایشربونها إلا في أوقات معینة، وهنا کثرت التساؤلات حول شرب الخمر فنزلت هذه الآیة: {یسألونک عن الخمر والمیسر} فأجاب اللّٰه تعالیٰ بقوله: {قل فیهما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمهما أکبر من نفعهما} فترک الکثیر کلا من شرب الخمر ولعب القمار لهذه الآیة۔ وبقی آخرون فکان عمر یتطلع إلی منعهما منعا باتا ویقول: "اللّٰهم بین لنا في الخمر بیانا شافیا"، فاستجاب اللّٰه تعالیٰ له ونزلت آیة المائدة: {یٰأیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر} إلی قوله: {فهل أنتم منتهون}، فقال عمر: انتهینا ربنا، وبذلک حرمت الخمر وحرم المیسر تحریما قطعیا کاملا۔ (أیسر التفاسیر: (۱/۱۱۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مکتبة العلوم والحکم)

وقال الضحاک، عن ابن عباس قال: المیسر هو القمار، کانوا یتقامرون في الجاهلیة إلی مجیئ الإسلام، فنهاهم اللّٰه عن هذه الأخلاق القبیحة۔ (تفسیر ابن کثیر: (۲/۱۰۶) سورة المائدة: ۹۰، ۹۱، ط: رشیدیه)

صفوة التفاسیر: (۱/۳۳۶) سورة المائدة: ۹۰، ۹۱، ط: قدیمی۔

وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (الشامیة: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

⓭ انہیں کاموں کے ذریعے شیطان تمہیں آپس میں لڑانا چاہتا ہے، باہمی دشمنی اور عداوت پیدا کرنا چاہتا ہے۔

⓮ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے ذکر اور نماز سے دور رکھنے کوشش کرتا ہے۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین نے جو نقصانات بتائے ہیں وہ یہ ہیں:

جوئے کے اندر یہ خرابی بھی ہے کہ اس میں دوسرے کا مال باطل اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ ممنوع اور حرام ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ.

ترجمہ: دوسرے کا مال باطل اور غلط طریقے سے مت کھاؤ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان رجالاً يتخوضون في مال الغير بغير حق فلهم النار"۔

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جو دوسروں کا مال ناحق ہڑپ کر جائیں گے، پس ان کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

☆...... قمار بازی اور جوئے کے کاروبار کی دعوت دینا بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے کفارے کے لیے صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

اب اندازہ لگا لیجیے جو لوگ قمار بازی اور جوے کے معاملے کو اپنا معاش اور زندگی کا کاروبار بنائے ہوئے ہیں ان کا کیا حکم ہوگا!

☆...... حدیث میں ہے قمار بازی اور جوئے کے کاروبار کرنے والوں کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (۱)

(۱) (الكبيرة الثالثة والأربعون بعد الأربعون، القمار سواء كان مستقلاً أو مقترنًا بلعب مكروه كالشطرنج أو محرم كالنرد) قال الله تعالى: {إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل=

☆......جوئے کا کاروبار قرآن مجید کی نص قطعی سے حرام ہے، جو بھی اس کی حرمت سے انکار کرے گا وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا، اگر توبہ کر کے ایمان کی تجدید نہیں کرتا تو ایسے آدمی کو قتل کر دینا واجب ہوگا اور اس کی بیوی اس پر

= الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون إنما يريد الشيطن أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون } ۔ والميسر القمار بأي نوع كان وسبب النهي عنه تعظيم أمره أنه من أكل أموال الناس بالباطل الذي نهى الله عنه بقوله تعالى: { ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل } أيضاً فهو داخل في قوله صلى الله عليه وسلم: إن رجلاً يتخوضون في مال الغير بغير حق فلهم النار"۔ وروى البخاري أنه صلى الله عليه وسلم قال: من قال لصاحبه تعال أقامرك فليتصدق، فإذا اقتضى مطلق القول طلب الكفارة والصدقة المنبئة عن عظيم ما وجبت أو سنت فما ظنك بالفعل والمباشرة؟۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۲/ ۳۲۹) الكبير الثالثة والأربعون بعد الأربعمائة، ط: دار الفكر)

☜ وروى أحمد وأبو يعلى والبيهقي وغيرهم أنه صلى الله عليه وسلم قال: مثل الذي يلعب بالنرد ثم يقوم يصلي مثل الذي يتوضأ بالقيح ودم الخنزير ثم يقوم فيصلي "أي فلا تقبل له صلاة كما صرحت في رواية أخرى۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۲/ ۳۲۹) الكبيرة الرابعة والأربعون بعد الأربعمائة اللعب بالنرد، ط: دار الفكر)

☜ والميسر هو القمار بأي نوع كان: نرد أو شطرنج أو فصوص أو كعاب أو جوز أو بيض أو حصي أو غيره، وهو من أكل أموال الناس بالباطل الذي نهى عنه بقوله: { ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل } و داخل في قول النبي صلى الله عليه وسلم: إن رجلاً يتخوضون في مال الغير بغير حق فلهم النار يوم القيامة۔ وفي صحيح البخاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال لصاحبه: تعال أقامرك فليتصدق، فإذا كان مجرد القول يوجب الكفارة أو الصدقة فما ظنك بالفعل؟۔ (الكبائر للذهبي: (ص: ۹۱، ۹۲) الكبيرة العشرون: القمار، ط: قديمى كتب خانه)

☜ عن موسى بن عبد الرحمن الخطمي أنه سمع محمد بن كعب القرظي وهو يسأل أباه عبد الرحمن: أخبرني ما سمعت أباك يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في شأن الميسر، فقال عبد الرحمن سمعت أبي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من لعب بالميسر ثم قام يصلي فمثله كمثل الذي يتوضأ بالقيح ودم الخنزير، فتقول: " الله يقبل له صلاة " ۔ (المعجم الكبير للطبراني: (۲۲/ ۲۹۲) رقم الحديث: ۷۴۸، ط: مكتبه ابن تيميه)

☜ كنز العمال: (۱۵/ ۲۱۷) رقم الحديث: ۴۰۶۳۹، كتاب اللهو واللعب والتغني، من قسم الأقوال، الأكمال، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

حرام ہو جائے گی۔ (۱)

☆......اور جو لوگ جوئے کے کاروبار کو حرام جانتے ہیں لیکن مال اور دولت کی حرص اور لالچ میں آکر اسے چھوڑتے نہیں وہ حرام کی کمائی کر رہے ہیں وہ فاسق ہیں ان پر توبہ کرنا لازم ہے ورنہ گناہ کے بدلے جہنم میں جانا ان کی سزا ہے۔ (۲)

☆......قمار بازی اور جوئے کے کاروبار کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ (۳)

---

(۱) والأصل أن من اعتقد الحرام حلالاً فإن كان حراماً لغيره كمال الغير لا يكفر وإن كان بعينه فإن كان دليله قطعياً كفر وإلا فلا۔ (البحر الرائق: (۱۲۲/۵) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ط: سعيد)

من اعتقد الحلال حراماً أو على القلب، يكفر إذا كان حراماً لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۱۳۸) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ط: قديمى)

خلاصة الفتاوى: (۳۸۳/۴) كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الأول في المقدمة، ط: رشيديه۔

لأن موجب الكفر القتل إن لم يتب۔ (الشامية: ۲۳۵/۴) كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: في استثناء قوم يونس، ط: سعيد)

لو ارتد والعياذ بالله تعالى تحرم امرأته ويجدد النكاح بعد إسلامه... ويأمر بالتوبة والرجوع عن ذلك ثم يجدد النكاح وزال عنه موجب الكفر والارتداد وهو القتل۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۰۲/۱) كتاب الشركة، باب الردة والتعزير، ط: رشيديه)

(۲) اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة۔ (روح المعاني: (۲۸۹/۲۸) سورة التحريم: ۸، ط: رشيديه)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۳۵۴/۲) كتاب التوبة، ط: قديمى۔

(۳) اعلم أن الميسر سحت باطل؛ لأنه اختطاب لأموال الناس عنهم معتمد على اتباع جهل وحرص وأمنية باطلة وركوب وغرر تبعثه هذه على الشرط، وليس له دخل في التمدن والتعاون فإن سكت المغبون سكت على غيظ وخيبة، وإن خاصم خاصم فيما التزمه بنفسه واقتحم فيه بقصده، والغابن يستلذه، ويدعوه قليله إلى كثيره، ولا يدعه حرصه أن يقلع عنه، وعما قليل تكون الترة عليه، وفي الاعتياد بذلك إفساد للأموال ومناقشات طويلة وإهمال للارتفاقات المطلوبة، وإعراض عن التعاون المبني عليه التمدن والمعاينة تغنيك عن الخبر، هل رأيت من أهل القمار إلا ما ذكرناه؟... وكان الميسر والربا شائعين في العرب، وكان قد حدث بسببهما مناقشات عظيمة لا انتهاء لها ومحاربات، =

☆......دل میں مال کی حرص پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی ہی رہتی ہے۔[1]

☆......جوا اور قمار بازی ایک دو آدمیوں کے درمیان ہے تو ظاہر ہے ہار جیت میں بظاہر ایک کا فائدہ ہے دوسرے کا نقصان ہے اور اگر چند آدمیوں کے درمیان ہے تو اس میں بھی بظاہر بعض کا فائدہ ہے اور بعض کا نقصان ہے اور فائدہ بھی اس طرح ہے کہ دوسرے کو نقصان میں ڈال کر ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک شخص دوسرے کو اس طرح ضرر اور ناجائز نقصان پہنچا کر خود فائدہ اٹھائے، دوسرے کو فقیر بنا کر خود مالدار بن جائے۔[2]

☆......اور بعض کمپنیوں نے انعامی بانڈز کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور اس میں بے شمار لوگ حصہ لیتے ہیں خواہ امیر ہوں، یا غریب چنانچہ جن چند افراد نے کسی کمپنی کے نام سے ادارہ کھولا ہے وہ لوگوں کی جمع شدہ رقم سے ہر قسم کے ناجائز کاروبار کرتے ہیں (جن میں سودی کاروبار بھی شامل ہیں)، کچھ پیسے سودی اداروں میں جمع رکھتے ہیں اور لوگوں کو سود پر قرضے دیتے ہیں، غرض مختلف طریقوں سے ادارہ کے لوگ منافع کماتے ہیں پھر جتنا منافع ملتا ہے اس میں سے ایک معمولی حصہ قرعہ اندازی میں نام آنے والوں پر تقسیم کرتے ہیں باقی منافع ادارے اور کمپنیوں کے افراد میں تقسیم کر لیتے ہیں، جن لوگوں کا نام قرعہ اندازی میں نہیں نکلتا ان کا اصل سرمایہ تو محفوظ رہتا ہے لیکن اس سرمایہ پر مختلف طریقوں سے جو منافع کمپنی نے حاصل

= وكان قليلهما يدعو إلى كثيرهما، فلم يكن أصوب ولا أحق من أن يراعي حكم القبح والفساد موفرًا، لينهى عنهما بالكلية۔ (حجة الله البالغة: (۲/۱۶۴، ۱۶۵) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لايحلّ مال امرئ إلّا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمى)

(۱، ۲) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۳، على الصفحة السابقة۔

کیا ہے اس سے اُن لاکھوں افراد کو جن کے سرمائے سے منافع کمایا ہے ان کو محروم کر دیتے ہیں، کمپنی اور ادارے کے افراد نے لاکھوں افراد کے سرمایہ سے منافع کمایا اور منافع کا ایک حصہ قرعہ اندازی میں نام آنے والے چند افراد کے درمیان تقسیم کیا باقی منافع خود کمپنی کے افراد کھا گئے حالانکہ انہوں نے کوئی سرمایہ نہیں ڈالا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ لاکھوں افراد کو نقصان پہنچا کر اگر چند افراد کو فائدہ ہوا ہے تو یہ فائدہ ہے یا نقصان؟ اس سلسلہ میں ہر شعور رکھنے والا عقل مند یہی کہے گا کہ جس کاروبار سے اکثریت کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ درحقیقت کوئی فائدہ مند کاروبار نہیں ہے بلکہ نقصان دہ کاروبار ہے۔

☆...... نیز انعامی بانڈز اور قمار بازی کے معاملات میں جیسا کہ غریب اور کم سرمایہ والے حصہ لیتے ہیں اسی طرح امیر طبقہ اور سرمایہ دار بھی حصہ لیتے ہیں بلکہ امیر اور سرمایہ دار طبقہ زیادہ سے زیادہ انعامی بانڈز، اور اس طرح کے شیئرز خرید لیتے ہیں تاکہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے کا امکان زیادہ سے زیادہ یقینی ہو، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انعامی بانڈز یا اس طرح قمار بازی اور سٹے کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اور منافع سرمایہ داروں کو پہنچتا ہے، کم سرمایہ والے افراد کو نہیں یعنی امیر تو امیر تر بنتا جاتا ہے اور غریب طبقے کے لوگ بے چارے جو پانچ دس ہزار روپے کا کاروبار کر کے جائز منافع کما سکتے تھے اس سے بھی محروم رہ جاتے ہیں، یہ ان کا زبردست نقصان ہے اس طرح ملک کی پوری دولت چند امیروں کے ہاتھ میں جمع ہو جاتی ہے، کم سرمایہ کار اور غریب طبقہ نقصان اٹھانے والا ہوتا ہے، اسلام نے اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے کہ دولت چند آدمیوں کے ہاتھوں میں جمع ہو جائے اور آبادی کی اکثریت نقصان اٹھانے والی بن جائے۔

☆...... جوئے اور سٹے کے کاروبار کو فروغ ملنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ

اس سے لوگوں میں حلال روزی کمانے کی محنت ومشقت کی طرف توجہ کم ہوجاتی ہے، محنت اور مشقت کے بغیر پیسے کمانے اور دولت مند بن جانے کی خواہش پڑجاتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث میں حلال کمائی کے واسطے محنت ومشقت کرنے کا حکم آیا ہوا ہے۔

☆...... مذکورہ بالا تمام خرابیوں اور نقصانات کے مقابلے میں وہ فوائد جو کہ جوئے اور سٹے کا کاروبار میں بعض افراد کو حاصل ہوتے ہیں یا جوئے کے کاروبار کو فروغ دینے والے بتاتے ہیں وہ بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں، خلاصہ یہ کہ ایسا کاروبار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے غیر قانونی قرار دیا جانا چاہیے کیوں کہ ایسے موقع پر شریعت کا اصول یہ ہے کہ جس کام میں منافع کے مقابلے میں ضرر زیادہ ہو، نفع سے نقصانات زیادہ ہوں یا دونوں مساوی ہوں تو اس کام کو چھوڑ دیا جائے گا تا کہ نقصان اور ضرر سے بچا جاسکے جب کہ جوئے اور سٹے کے معاملات میں تو ننانوے فی صد نقصان ہے اور ایک فی صد نفع ہے۔

پھر اس کاروبار کی وجہ سے:

❶ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا گناہ الگ ہے۔

❷ ملک اور ملک کے افراد کا زبردست مالی نقصان ہے۔

❸ اخلاقی نقصان ہے۔

☆...... نیز قمار بازی کی جملہ اقسام میں جب قرعہ اندازی میں انعام مل جاتا ہے تو اس میں سود کی حقیقت اور اس کے احکام بھی آجاتے ہیں لہٰذا جتنے دینی و دنیوی نقصانات سود اور سود خوری میں پائے جاتے ہیں اتنے نقصانات جوئے اور سٹے کے کاروبار میں بھی پائے جاتے ہیں۔

☆...... جب آدمی جوئے اور سٹے کے کسی نہ کسی کاروبار میں حصہ لیتا ہے تو

اس سے دینی حمیت وغیرت ختم ہو جاتی ہے بے غیرت بے شرم بے حیا اور ظالم بن جاتا ہے۔ (۱)

(۱) أما تعاطي الميسر ضمن مضاره كما يقول الأستاذ الإمام محمد عبده إفساد التربية بتعويد النفس الكسل، وانتظار الرزق من الأسباب الوهمية، وإضعاف القوة العقلية، بترك الأعمال المفيدة في طريق الكسب والطبيعة، وإهمال المقامرين للزراعة والتجارة والصناعة التي هي أركان العمران، وتخريب البيوت فجأة بالانتقال من الغنى إلى الفقر في ساعة واحدة، فكم من عشيرة كبيرة نشأت في العز والغنى، وانحصرت ثروتها في جزل أصاعها عليها في ليلة واحدة فأصبحت غنية وأمست فقيرة۔ (الوسيط لسيد طنطاوي: (۱/۳۸۳) سورة البقرة، الآية: ۲۱۹، ط: دار نهضة، مصر)

☐ { وإثمهما أكبر من نفعهما } وإذا زادت المضرة على المنفعة بطل العمل عقلاً وشرعاً۔ (هامش أيسر التفاسير: (۱/۱۱۲) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مكتبة العلوم والحكم)

☐ { وإثمهما أكبر من نفعهما } المتوقع منهما ... فإن المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل۔ (تفسير السراج المنير: (۱/۱۲۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الكتب العلمية)

☐ روح المعاني: (۲/۱۱۵) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: رشيديه۔

☐ ومن مفاسد الميسر أن فيه أكل الأموال بالباطل وأنه يدعو كثيراً من المقامرين إلى السرقة وتلف النفس وإضاعة العيال وارتكاب الأمور القبيحة والرذائل الشنيعة الكامنة الظاهرة، وهذا أمر مشاهد لاينكره إلا من أعماه الله تعالى وأصمه۔ (روح المعاني: (۲/۱۱۵) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: رشيديه)

☐ وأما إثم الميسر فهو إن آثار القمار هي شعار أكثر الدبار في سلوك طريق الحيل والخداع بالفعل والكذب والفحش في المقال وأنه كبير عند الأخيار بعيد عن خصال الأبرار۔ وأما نفعه فهو عدم الالتفات إلى الكونين وبزل نقوش العالمين في فردانية نقش الكعبتين وإثمهما أكبر من نفعهما؛ لأن إثمهما للعوام ونفعهما للخواص والعوام أكثر من الخواص وقليل ماهم۔ (تفسير روح البيان: (۱/۲۸۰) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار إحياء التراث العربي)

☐ وفي إثم الميسر قولان: أحدهما: أنه يشغل عن ذكر الله وعن الصلاة، ويوقع العداوة، قاله ابن عباس۔ والثاني: أنه يدعو إلى الظلم ومنع الحق رواه السدى عن أشياخه وجائز أن يراد جميع ذلك۔ (زاد المسير: (۱/۱۸۳) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الكتاب العربي)

☐ والميسر مضاره كثيرة، فهو يودي إلى إتلاف المال وإهمال الأعمال، وهو أكل لمال الناس بالباطل، ويفسد الأخلاق، وقد يترتب عليه خراب البيوت، وهو فوق ذلك يصد عن ذكر الله وعن الصلاة ويورث العداوة والبغضاء كما قال الله تعالى: { إنما يريد الشيطن أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون }۔ (زهرة التفاسير: (۲/۷۰۸) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الفكر العربي)

☆...... پھر اگر اس نے توبہ نہیں کی تو آہستہ آہستہ ایمان اور اسلام کی حقیقت اس سے سلب ہو جاتی ہے جس کو جنت کے لیے بنایا گیا تھا وہ اپنے اعمال و کرتوتوں کے بدلے میں جہنم جانے کا مستحق بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نجات دے اور ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور جوئے و قمار بازی کی جتنی اقسام رواج پذیر ہو گئی ہیں ان کے نقصانات اور برائیاں ہمارے دلوں میں ڈال دے۔[1]

جوئے کے کاروبار میں فائدے کے شیطانی اعلانات

➊ انعامی بانڈز، اسی طرح ان جیسی دوسری اسکیموں کے تحت جن اسامی

(۱) أن الإصرار على المعاصي وشعب النفاق من غير توبة يخشى منها أن يعاقب صاحبها بسلب الإيمان بالكلية وبالوصول إلى النفاق الخالص وإلى سوء الخاتمة، نعوذ بالله من ذلك، كما يقال: إن المعاصي بريد الكفر۔ (فتح الباري لابن رجب: (۱۸۱/۱) كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ط: دار ابن الجوزي، السعودي)

وحاصلها عندي: التحذير من الجراءة على المعاصي، وأنه ينبغي أن يخاف من سوء الخاتمة، ولا يغتر بكونه على صلاح الحال، فإن الكفر قد يطرأ في وسط العمر، وأخرى عند الموت، والعياذ بالله۔ وهذا كفر تكوينا لا تشريعا، يعني أن الرجل ربما يرتكب المعاصي ولا يحكم عليه بالكفر لأجلها، لكنها قد تؤدي إلى سلب الإيمان عند الموت على المرجئة خاصة القائلين: بأنه لا تضر مع الإيمان معصية، لرد عليهم: بأن المعاصي من شأنها إحباط العمل حتى تؤدي إلى سلب الإيمان أيضا۔ (فيض الباري: (۱۴۲/۱) كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ط: رشيديه)

فإن الإصرار على المعاصي يفضي إلى مباشرة الكبائر والاستمرار عليها يؤدي إلى الكفر فإن من توغل في المعاصي والذنوب واستمر عليها لا جرم تتزايد ظلمات المعاصي على قلبه حالاً فحالاً ويضعف نور الإيمان في قلبه حالاً فحالاً ولم يزل الأمر كذلك إلى أن يبطل نور الإيمان وتحصل ظلمة الكفر نعوذ بالله من ذلك۔ (تفسير روح البيان: (۶۵/۲) سورة آل عمران: ۱۱۲، ط: دار إحياء التراث العربي)

[واتقوا النار التي أعدت للكافرين]، سورة آل عمران: ۱۳۱، وردت خطاباً لآكلي الربا من المؤمنين وردعا لهم عن الإصرار على ما يؤديهم إلى دركات الهالكين من الكافرين وتحريضا على التوبة والمسارعة إلى نيل الدرجات مع الفائزين من المتقين والتائبين۔ (روح المعاني: (۶۳/۴) سورة آل عمران: ۱۳۲، ط: رشيديه)

کے نام قرعہ اندازی میں نکل آتے ہیں وہ اگر جمع شدہ پانچ روپے سے لے کر ہزار
روپے کے بدلے میں لاکھوں روپے کما سکتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے جب کہ
نقصان بالکل نظر نہیں آتا۔

❷ پھر اگر قرعہ اندازی میں نام نہیں بھی آیا تو سرمایہ تو محفوظ ہے دوسری یا
تیسری یا کسی بھی قرعہ اندازی میں نام آنے کا امکان تو باقی رہتا ہے۔

❸ انعام حاصل کرنے والا بدحال آدمی بلا محنت ومشقت معمولی رقم کے
بدلے میں یک دم خوش حال بن جاتا ہے یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔

❹ انعام حاصل کرنے والا غریب آدمی جس کو امیر بننے کی خواہش تھی اپنی
دیرینہ افلاس اور غربت کو ختم کر کے منٹوں میں امیر بن جاتا ہے۔

❺ نیز انعامی بانڈز خریدنے پر حکومت کی جانب سے عائد کردہ ٹیکس سے
بچت ہو جاتی ہے۔

قمار بازی اور جوئے کے یہ وہ سطحی فوائد اور منافع ہیں جو ہمارے زمانے
کے شیطان اور ان کے چیلے اور پیروکار لوگوں کو بتا بتا کر پھنساتے ہیں۔

لیکن اگر گہرائی میں جا کر غور کیا جائے تو شیطان اور اس کے پیروکاروں
کے ان دل فریب اور خوش نما دھوکوں اور ناپاک منصوبوں میں صرف ظاہری طور
پر فائدے زیادہ نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں نقصان ہی زیادہ
ہے، سنہرا سانپ بظاہر بہت ہی خوب صورت لگتا ہے، اس کے سر کے اوپر پھولوں
کا نقش ونگار نظر آتا ہے لیکن اندر جان لیوا مہلک زہر سے بھرا ہوا ہوتا ہے، کوئی
اس کے ان نقش ونگار کے دھوکہ میں آکر اُسے ہاتھ لگالے تو وہ دنیا کے اوپر سے
نیچے چلا جاتا ہے۔

جب ہمارے خالق، مالک، رب العالمین نے قمار بازی اور اس کی جملہ

اقسام کے بارے میں بتادیا ہے کہ اس میں بعض منافع تو ہیں لیکن اس میں تمہارے نقصانات زیادہ ہیں اور یہ شیطانی عمل ہے اور تمہارے لیے حرام ہے تو پھر مسلمانوں کو کیا اختیار رہ جاتا ہے کہ اس کے صرف ظاہری فائدے کی باتوں کو اچھالتے رہیں اور اس کے جواز کے لیے راستہ تلاش کرتے پھریں اور شیطان کی طرف داری کریں، یہ تو کسی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ (۱)

جوس وغیرہ کے کریٹوں میں بیع سلم کا حکم

شربت اور جوس بنانے والی کمپنیوں کا اپنی مصنوعات فروخت کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کمپنی اپنے کسی ڈیلر کو عام ریٹ پر مثلاً سو روپے فی کریٹ دیتی ہے، لیکن اگر ڈیلر کمپنی کو یہ رقم سیزن سے کچھ مدت پہلے ادا کردے تو کمپنی اسے نوے روپے فی کریٹ دے دیتی ہے، اس طرح سے ڈیلر کو دس روپے فی کریٹ بچت ہوجاتی ہے، اگر یہ معاملہ بیع سلم کے طریقے سے ہو تو بیع سلم کی شرائط موجود ہونے کی

---

(۱) قوله تعالى في سورة البقرة: {يسألونك عن الخمر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر} (البقرة: ۲۱۹) وهذا كالتعليل العام أن كل ما كانت مضرته وإثمه أكبر من نفعه، فإن رحمة الله وحكمته لابد أن تقتضي المنع منه وتحريمه على عباده۔ وهذا الأصل العظيم كما أنه ثابت شرعا فإنه هو المعقول بين الناس المفطورون على استحسانه والعمل به في الأمور الدينية والدنيوية، والله أعلم۔ (القواعد الحسان لتفسير القرآن: (۹۹/۱) القاعدة الخامسة والثلاثون: تقدم أعلى المصلحتين وأهون المفسدتين، ط: مكتبة الرشد)

{يسألونك عن الخمر والميسر} ذكر لنا المفاسد وترك لنا الحكم عليها، قال سبحانه مبلغا رسوله: {قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس} ولو لم يقل {ومنافع للناس} لاستغراب الناس وقالوا: نحن نأخذ من الخمر منافع، ونكتسب منها، وننسى بها همومنا كانت هذه هي المنافع بالنسبة لهم، لكن الحق يوضح أن إثمهما أكبر من نفعهما، أي العائد من وراء تعاطيهما أقل من الضرر الحادث منهما، وهذا التقسيم عادل، فلم تكن المسألة قد دخلت في نطاق التحريم؛ لأنها مازالت في منطقة النصح والإرشاد۔ (تفسير الشعراوي: (۹۳۹/۲) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مطابع أخبار اليوم)

{وإثمهما أكبر من نفعهما} وإذا زادت المضرة على المنفعة بطل العمل عقلاً وشرعاً۔ (هامش أيسر التفاسير: (۱۱۲/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مكتبة العلوم والحكم)

صورت میں بیع درست ہوگی، بیع سلم کی شرائط یہ ہیں:

❶ جنس معلوم ہو۔ ❷ مال کی قسم معلوم ہو۔ ❸ صفت معلوم ہو۔
❹ مقدار معلوم ہو۔ ❺ مدت کا تعین ہو۔ ❻ مبیع ادا کرنے کی جگہ
متعین ہو۔ (۱)

یہ تمام شرائط موجود ہوں تو پھر یہ معاملہ صحیح ہوگا۔

اور اگر پیشگی رقم کمپنی کو قرض کے طور پر دی جاتی ہے تو اس صورت میں عام قیمت سے دس روپے کم میں کریٹ لینا سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

دوائیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

---

(۱) وشرطه ای شروط صحته التی تذکر فی العقد سبعة بیان جنس ونوع... وصفة... وقدر...
واجل واقله فی السلم شهر... وبیان مکان الایفاء للمسلم فیه۔ (الدرمع الرد: (۲۱۴/۵، ۲۱۵)
کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید)
🗀 الفتاوی الهندیة: (۱۷۸/۳، ۱۷۹) کتاب البیوع، الباب الثامن عشر في السلم، ط: رشیدیه۔
🗀 مجمع الأنهر: (۱۴۱/۳، ۱۴۲) کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة۔
🗀 الهدایة: (۱۰۰/۳) کتاب البیوع، باب السلم، ط: رحمانیه۔
(۲) قال علیه الصلاة والسلام: کل قرض جز منفعةً فهو ربا۔ (فیض القدیر للمناوي: (۲۸۲/۶) رقم
الحدیث: ۲۳۳۶، حرف الکاف، ط: دار الحدیث القاهرة)
🗀 کل قرضٍ جز منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الکبرى: (۳۵۰/۵) کتاب البیوع، باب کل
قرضٍ جز منفعة فهو ربا، ط: إدارة تالیفات اشرفیه)
🗀 تکملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) کتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم کراچی۔
🗀 وعن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جدّه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لایحلّ
سلف وبیع۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهي عنها من البیوع، الفصل
الثاني، ط: قدیمی)
🗀 قال القاري رحمه الله تعالى: هو أن یقرضه قرضًا ویبیع منه شیئًا بأکثر من قیمته فإنه حرام؛ لأن قرضه
روّج متاعه بهذا الثمن، وکل قرض جز نفعًا فهو ربا، (مرقاة المفاتیح: (۷۹/۶) کتاب البیوع، باب
المنهي عنها من البیوع، الفصل الثاني، شرح رقم الحدیث: ۲۸۷۰، ط: رشیدیه)

جہاز پر مال چڑھانے کے بعد بیچنا

موجودہ دور میں اکثر و بیشتر باہر ممالک سے مال خرید کر منگوایا جاتا ہے اور خریدار کا مال شپ (بحری جہاز) کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے ابھی مال راستہ میں ہوتا ہے، خریدار کو پہنچا نہیں ہوتا کہ خریدار اس مال کو فروخت کر دیتا ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں:

❶ اگر خریدار نے بیچنے والے سے کہا کہ میرا مال فلاں شپ سے بھیج دیں، اور اس کے حکم پر بیچنے والا مال کو اس جہاز کے ذریعہ روانہ کر دیتا ہے اور اخراجات اور کرایہ وغیرہ خریداری ادا کرتا ہے تو مال جہاز کے حوالہ ہوتے ہی خریدار کے حکمی قبضہ میں آجاتا ہے اس صورت میں مال پہنچنے سے پہلے خریدار اس مال کو آگے فروخت کر سکتا ہے۔

❷ اور اگر خریدار نے بیچنے والے کو کسی خاص شپ کے ذریعہ مال بیچنے کے لئے نہیں کہا، بیچنے والے نے خود اخراجات برداشت کرتے ہوئے مال بھیج دیا ہے تو خریدار کے لئے مال پر قبضہ ہونے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مال ابھی تک خریدار کے ضمان میں داخل نہیں ہوا، چنانچہ اگر راستہ میں ہلاک ہوگا تو بیچنے والے کا ہلاک ہوگا، اور پہلی صورت میں اگر راستہ میں ہلاک ہوگا تو خریدار کا ہلاک ہوگا۔ (١)

---

(١) إذا قال المشتری للبائع ابعث إلی إبنی واستأجر البائع رجلاً یحمله إلی ابنه، فهذا لیس بقبض، والأجر علی البائع، إلا أن یقول: استأجر علیَّ من یحمله، فقبض الأجیر یکون قبض المشتری إن صدقه أنه استأجر ودفع إلیه، وإن أنکر استئجاره والدفع إلیه فالقول له، کذا فی التتارخانیة۔ (الفتاوی الهندیة: ١٩/٣) کتاب البیوع، الباب الرابع في حبس المبیع بالثمن، الفصل الثاني في تسلیم المبیع وفیما یکون قبضاً الخ، ط: رشیدیه)

الفتاوی التاتارخانیة: (٣٦٣/٨) کتاب البیوع، الفصل الرابع في حبس المبیع بالثمن، ومما یتصل بهذا النوع، ط: فاروقیه)=

اسی طرح ایک ہی ملک میں یا ایک دکاندار سے دوسرا دکاندار مال منگوائے تو اس میں بھی یہ دو صورتیں ہیں۔

جہاز والے پانی میں سامان ڈال دیں

اگر جہاز والے پانی میں سامان ڈال کر چلے جائیں اور مقصد یہ ہو کہ جو چاہے لے جائے تو اس کو لینا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر جہاز والوں کا واپس آنے کا ارادہ ہے یا وہ یہ اعلان کر دیں کہ ہم واپس اٹھائیں گے تو اس کو اٹھا کر لانا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

= قبض الوكيل بمنزلة قبض الموكل من حيث إن الوكيل في القبض عامل للمؤكل، ألا ترى أنه لو هلك في يد الوكيل، كان بمنزلة مالو هلك في يد المؤكل. (المحيط البرهاني: (۴۵۳/۶) كتاب الصرف، الفصل الثاني عشر في الوكالة في الصرف، ط: إدارة القرآن)

المبسوط للسرخسي: (۶۲/۱۴) كتاب الصرف، باب الوكالة في الصرف، ط: دار المعرفة)

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه الصلاة والسلام عن بيع مالم يقبض، ولأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاک۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: ط: دار الكتب العلمية)۔

البحر الرائق: (۱۹۳/۶)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی بیان التصرف فی المبیع، ط: رشیدیه)۔

(۱) ألقى شيئا وقال: من أخذه فهو له، فلمن سمعه أو بلغه ذلک القول أن يأخذه ـ (الشامية: (۲۸۵/۴) كتاب اللقطة، مطلب: ألقى شيئا وقال من أخذه فهو له، ط: سعيد)

وفي المحيط: أناخ رجل إبله في دار رجل يؤاجرها واجتمع من ذلک بعر كثير، فإن كان من رأى صاحب الدار أن يجمع ذلک فهو له، لأنه أعد الدار للإحراز، وإن لم يكن له من رأيه أن يجمعه بل يترک ذلک على حاله فهو مباح، فكل من أخذه فهو أولى، ولو سيب دابته فأخذها إنسان فأصلحها ثم جاء صاحبها، فإن كان قال عند التسييب جعلتها لمن أخذها فلا سبيل لصاحبها عليها؛ لأنه أباح التمليک، وإن لم يقل ذلک له أن يأخذها۔ (البحر الرائق: (۱۵۳/۵) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

الهندية: (۲۹۵/۲) كتاب اللقطة، ط: رشيديه۔

سئل أبو القاسم عمن سيب دابته لعلة فأخذها إنسان وأصلحها لمن تكن؟ قال: لمن سيبها وإن قال من شاء أخذها فليأخذها فأخذها رجل فهي له۔ (الهندية: (۳۸۲/۴) كتاب الهبة، الباب الثالث فيما يتعلق بالتحليل، ط: رشيدية)

واضح رہے کہ موجودہ دور میں بڑے بڑے بیوپاری جن کو کسی ملک پر
کنٹرول حاصل ہوتا ہے وہ لوگ ملکی معیشت کو تباہ کرنے، حکومت کو گرانے اور مہنگائی
کو بڑھانے کے لیے بہت سارے کھانے پینے کے سامان دریا میں پھینک دیتے
ہیں تاکہ چیزوں کی قلت ہوجائے اور قیمت بڑھ جائے اور عوام حکومت کے خلاف
کھڑے ہوجائیں وغیرہ، ایسے لوگ اللہ کی نعمتوں کو ضائع کرنے اور مخلوق خدا کو
تکلیف پہنچانے کی وجہ سے سخت گناہ گار ہیں۔ (۱)

جہالت اجل

جہالت اجل: یعنی ادھار بیع میں اگر مدت کی تعیین نہیں کی گئی تو یہ بھی
جہالت فاحشہ ہے، مثلاً خریدار کہتا ہے کہ یہ گاڑی مجھے کچھ مدت تک ادھار دے دو،
یہ کہتا ہے کہ جب بارش ہوگی یا آندھی چلے گی تو میں ثمن دوں گا، توان صورتوں میں
بیع فاسد ہے۔ (۲)

---

(۱) فأما إتلافها (أي الأموال) فإفساد، والله لايحب الفساد، وهو إضاعة لها، والنبي صلى الله عليه وسلم نهى عن إضاعة المال ... ولم أعلم أحدًا من الناس قال إن الأموال المحترمة المجهولة المالك ... وإنما يحكى ذلك عن بعض الغالطين من المتورعة أنه ألقى شيئًا من ماله في البحر أو أنه ... في البر، فهؤلاء تجد منهم حسن القصد، وصدق الورع، لاصواب العمل۔ وأما حبسها دائمًا أبدًا ... غير غاية منتظرة ... فهذا مثل إتلافها، فإن الإتلاف إنما حرم لتعطيلها عن انتفاع الآدميين بها، وهذا ... أيضا بل هو أشد منه من وجهين: أحدهما: أنه تعذيب للنفوس بإبقاء مايحتاجون إليه من غير انتفاع ... (الفتاوى الكبرى لابن تيمية: (۲۱۲/۴) كتاب الشهادة والأقضية والأموال، مسألة الأموال التي ... مستحقًا مطلقًا أو مبهمًا، ط: دار الكتب العلمية)

وكان الفضيل بن عياض يرى أن من عنده مال حرام لايعرف أربابه، أن يتلفه ويلقيه في البحر ... ... تصح الصدقة به؛ لأن إتلاف المال وإضاعته منهي عنه۔ (جامع العلوم والحكم؛ (۲۸۶/۱) ... الحديث العاشر، ط: دار السلام)

والأصل عدم جواز إتلاف المال؛ لأنه يفعل شيئًا محققًا في أمر غير محقق۔ (فتح الباري: (۹۷/۶) ... الجهاد والسير، باب من لم ير كسر السلاح عند الموت، ط: قديمى)

(۲) وأما الذي يخص بعض البياعات دون بعض فأنواع أيضا. منها أن يكون الأجل معلومًا في بيع فيه =

جہالت ثمن

جہالت ثمن: اگر ثمن کی جنس، نوع یا مقدار معلوم نہ ہو تو یہ بھی جہالت فاحشہ ہے مثلاً موجودہ دور میں بین الاقوامی مارکیٹ میں ڈالر، یورو، پاؤنڈ اور چائنا کرنسی سے کاروبار ہوتا ہے، خریدار نے صرف یہ کہا کہ میں ایک ہزار کے بدلے خریدتا ہوں تو بیع فاسد ہے کیونکہ ثمن کی جنس مجہول ہے، یا مثلاً خریدار نے کہا کہ میں مبیع کے بدلے چاول دوں گا تو یہ اس لئے صحیح نہیں کہ چاول کی قسم متعین نہیں کی، یا یوں کہا کہ میں پیسوں کے عوض خریدتا ہوں، کیونکہ اس میں پیسوں کی مقدار مجہول ہے لہٰذا بیع صحیح نہیں ہے۔ (۱)

جہالت فاحشہ

"جہالت فاحشہ" زیادہ جہالت کو کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے آئندہ زمانہ

=أجل، فإن كان مجهولاً يفسد البيع سواء كانت الجهالة متفاحشة كهبوب الريح ومطر السماء وقدوم فلان وموته والميسرة ونحو ذلك. (بدائع الصنائع: (۱۷۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۹۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

الفتاوى الهندية: (۱۴۳/۳) كتاب البيوع، الباب العاشر في شروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيديه.

(۱) (ويصح البيع في العوض المشار إليه) مبيعاً كان أو ثمناً... (بلا معرفة قدره ووصفه... (لا يصح البيع في غيره) أي في غير المشار إليه بلا معرفة قدره كعشرة، ونحوها، ووصفه ككونه مصريا أو دمشقيا: لأن جهالتهما تفضي إلى النزاع المانع من التسليم والتسليم، فيعري العقد عن المقصود، وكل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز. (مجمع الأنهر: (۱۲/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الدر المنتقي مع مجمع الأنهر: (۱۲/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (۵۲۹/۴) كتاب البيوع، مطلب ما يبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

لو كان المبيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرفع الجهالة الفاحشة. (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) شرح المادة: ۲۰۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)

میں جھگڑا فساد کا امکان زیادہ ہو، مثلاً بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک من چاول پانچ ہزار کے فروخت کرتا ہوں، اور خریدنے والا خریدلے تو یہ درست نہیں ہے، کیونکہ چاول کی بہت ساری اقسام ہیں، اور یہاں بیچنے والے نے کسی خاص قسم کے چاول کی تعیین نہیں کی، تو اس میں بعد میں یقیناً جھگڑا ہوگا خریدار کہے گا باسمتی چاول دو جو زیادہ قیمتی ہے اور بیچنے والا کہے گا ایری چاول لے جاؤ جو کم قیمتی ہے، اس میں یقیناً جھگڑا ہوگا، یہ ''جہالت فاحشہ'' ہے اور جس بیع میں ایسی جہالت ہو وہ بیع فاسد ہوتی ہے۔[1]

جہالت فاحشہ کی صورتیں

جہالت فاحشہ کی مشہور صورتیں تین ہیں:

1. جہالت مبیع۔
2. جہالت ثمن۔
3. جہالت اجل (مدت)۔ اور ہر ایک کی تفصیل اپنے اپنے عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع... وبيانه في مسائل: إذا قال: بعتك شاة من هذا القطيع أو ثوباً من هذا العدل فالبيع فاسد، لأن الشاة من القطيع والثوب من العدل مجهول جهالة مفضية إلى المنازعة لتفاحش التفاوت بين شاة وشاة، وثوب وثوب، فيوجب فساد البيع. (بدائع الصنائع: (۱۵٦/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط:سعيد).

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳٤٤۱/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الثاني: أنواع البيع الفاسد، ط: رشيديه)

يلزم أن يكون المبيع معلوماً عند المشتري) لأن بيع المجهول فاسد وذلك لأن جهالة المبيع تفضي إلى النزاع فيمتنع التسليم والتسلم، ولهذا لو كان المبيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرفع الجهالة (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة:۲۰، الكتاب الأول البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)

يصير المبيع معلوماً ببيان أحواله وصفاته التي تميزه عن غيره مثلاً لو باعه كذا مداً من الحنطة الحمراء. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۵۳/۱)۔ ايضاً، ط: دار الكتب العلمية.

جہالت مبیع

جہالت مبیع: یہ ہے کہ اس کی جنس یا نوع یا مقدار مجہول ہو، مثلاً کہا جانور دس ہزار کا بیچتا ہوں، تو یہ بیع فاسد ہے، کیونکہ جانور کی مختلف اجناس ہیں گائے، بکرے، بھینس، اونٹ وغیرہ، اور اس نے کسی خاص جانور کی تعیین نہیں کی، تو یہ مبیع میں جہالت ہے۔

یا یوں کہا کہ ایک من دال تین ہزار کے عوض فروخت کرتا ہوں، تو بیع صحیح نہیں ہے، کیونکہ دال کی اقسام مختلف ہیں کسی خاص دال کی تعیین نہیں کی۔

یا یوں کہا کہ مسور کی دال ہزار روپے کے عوض فروخت کی، یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مبیع اگرچہ معلوم ہے، مگر مقدار معلوم نہیں، تو ان تمام صورتوں میں بیع کی جنس یا نوع یا مقدار میں جہالت ہے اس لئے بیع صحیح نہیں ہے۔[1]

---

(۱) قال الحنفية إذا كان المبيع مجهولاً جهالة فاحشة وهي التي تفضي إلى المنازعة فسد البيع... فإذا لم يبين مثلاً جنس الحيوان أو لم يبين ماركة المذياع أو آلة التصوير، يعد المبيع مجهولاً جهالة فاحشة تمنع من صحة العقد على بيعه. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳٤٤١/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الثالث: أنواع البيع الفاسد، ط: رشيديه)

ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع... وبيانه في مسائل: إذا قال: بعتك شاة من هذا القطيع أو ثوباً من هذا العدل فالبيع فاسد، لأن الشاة من القطيع والثوب من العدل مجهول جهالة مفضية إلى المنازعة لتفاحش التفاوت بين شاة وشاة، وثوب وثوب، فيوجب فساد البيع. (بدائع الصنائع: (١٥٦/٥)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٤٤١/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الثاني: أنواع البيع الفاسد، ط: رشيديه)

يلزم أن يكون المبيع معلوماً عند المشتري) لأن بيع المجهول فاسد وذلك لأن جهالة المبيع تفضي إلى النزاع فيمتنع التسليم والتسلم، ولهذا لو كان البيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرفع الجهالة الفاحشة. (شرح المجلة لرستم باز: (١/ ٧٨) المادة: ٢٠٠، الكتاب الأول البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)=

جہالت یسیرۃ

جہالت یسیرہ: تھوڑی اور معمولی جہالت کو کہا جاتا ہے، جسے دونوں فریق برداشت کرلیتے ہیں اور جھگڑا اور اختلاف پیدا نہیں ہوتا، مثلاً گندم کا ڈھیر پڑا ہوا ہے جس کا وزن صحیح طور پر معلوم نہیں ہے، لیکن خریدار اسے خریدتا ہے اور کہتا ہے اس کا جو بھی وزن ہو میں دو ہزار کے عوض خریدنے پر راضی ہوں تو بیع صحیح ہے کیونکہ یہ تھوڑی اور معمولی جہالت ہے اور معمولی اور تھوڑی جہالت سے بیع فاسد نہیں ہوتی۔ (۱)

جھکتا تولنا

☆...... جب وزن کر کے کوئی چیز بیچنی ہو تو بیچنے والے کے لئے وزن میں زیادہ دینا اور جھکتا ہوا تولنا مستحب ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ آپ مطلوبہ وزن سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ (۲)

= یصیر المبیع معلوماً ببیان أحواله وصفاته التی تمیزه عن غیره مثلاً لو باعه کذا مداً من الحنطة الحمراء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۱۵۳)۔ایضاً، ط: دار الکتب العلمیة

(۱) فإن کان مجهولاً جهالة یسیرة وهی التی لاتؤدی إلی المنازعة لایفسد البیع لأن هذه الجهالة لاتمنع من التسلیم والتسلم، فیحصل مقصود البیع... ومن الجهالة الیسیرة: أن یبیع شخص قفیزاً من صبرة معینة بدراهم، أو عدلاً من الثیاب بکذا، ولایعرف عددها، أو هذه الصبرة بکذا، ولایعلم عدد القفزان جاز البیع ؛لزوال الغرر؛ ولأن الجهالة مغتفرة لاتفضي إلي المنازعة عادة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۴۴۱)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول، المبحث الرابع: المطلب الثانی: أنواع البیع الفاسد، ط: رشیدیه)۔

بدائع الصنائع: (۵/ ۱۵۶) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید.

(۲) وکان بعضهم یقول: لا أشتري الویل من الله بحبة، فکان إذا أخذ نقص نصف حبة وإذا أعطی زاد حبة... ولذلك لما اشتري رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا قال: للوازن لما کان یزن ثمنه: زن وأرجح. (إحیاء علوم الدین: (۲/ ۷۷) کتاب آداب الکسب والمعاش، ط: دار المعرفة)

واعلم أن في حدیث جابر هذا فوائد کثیرة... العاشرة: استحباب ارجاح المیزان فیما یدفعه. (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۲/ ۳۰) کتاب البیوع، باب بیع البعیر واستثناء رکوبه، ط: قدیمي)=

☆......سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اجرت لے کر لوگوں کی چیزیں تولا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کپڑا خریدا، اور جب اس سے ثمن کا وزن کرا کر ہمیں دینے لگے تو اسے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ''زن وارجح'' وزن کرو اور جھکتا تولو۔ (۱)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا اور ثمن وزن سے زیادہ دیا۔ (۲)

جھگڑا کرنا

لین دین کے معاملات، کاروبار، تجارت اور شراکت وغیرہ مکمل ہونے کے

= عن محارب أنه سمع جابر بن عبدالله يقول: اشتري مني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعيراً بوقيتين ودرهم أو درهين... ووزن لي ثمن البعير فأرجح لي. (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۹، ۳۰) كتاب البيوع، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ط: قديمي)

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال مرة: إذا وزنت فارجح. (مسند أبي عوانة: (۳/ ۲۵۵) رقم الحديث: ۴۸٦٤، كتاب البيوع، باب ذكر الخبر الموجب على الوزان أن يرجح إذا وزن، ط: دار المعرفة)

(۱) سويد بن قيس قال: جلبت أنا و مخرفة العبدي بزّاً من هجر فاتينا به مكة، فجاءنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يمشي فساومنا بسراويل فبعناه وثَمّ رجل يزن بالأجر، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: زن وارجح. (سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۱۹) كتاب البيوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ط: رحمانيه)۔

سنن ترمذي: (۱/ ۲۴۴) أبواب البيوع، باب ماجاء في الرجحان في الوزن، ط: سعيد.

سنن ابن ماجه: (ص: ۱٦۰) أبواب التجارات، باب الرجحان في الوزن، ط: قديمي.

(۲) عن محارب أنه سمع جابر بن عبدالله يقول: اشتري مني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعيراً بوقيتين ودرهم أو درهين... ووزن لي ثمن البعير فأرجح لي. (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۹، ۳۰) كتاب البيوع، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ط: قديمي)

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال مرة: إذا وزنت فارجح. (مسند أبي عوانة: (۳/ ۲۵۵) رقم الحديث: ۴۸٦٤، كتاب البيوع، باب ذكر الخبر الموجب على الوزان أن يرجح إذا وزن، ط: دار المعرفة)

بعد جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ کے ناراضگی کا سبب ہے۔ (۱)

جھگڑے سے بچنے کے لئے حق چھوڑنا

جھگڑے سے بچنے کے لئے اپنا حق چھوڑنے کی بڑی فضیلت ہے، ایسے لوگوں کے لیے جنت کے بیچ میں گھر بنا دیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے محض جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لئے اپنا حق چھوڑ دیا، اس کے لئے جنت کے بیچ میں گھر بنا دیا جائے گا۔ (۲)

جھنڈا غداری کا

''غداری کا جھنڈا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۶/۵)

جھوٹ

''سچائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۴)

جھوٹ بول کر قیمت زیادہ لینا

''قیمت زیادہ لینا جھوٹ بول کر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۵)

---

(۱) عن عائشة قالت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان أبغض الرجال الى الله الألَدُّ الخَصِمُ.
(مسلم: (۳۳۹/۲) کتاب العلم، باب النهي عن اتباع متشابه القرآن. الخ، ط: قديمي)
بخاري (۳۳۲/۲) کتاب المظالم، باب قول الله تعالى وهو الد الخصام، ط: قديمي.
نسائي: (۳۷/۲) کتاب أدب القضاء، باب الألد الخصم، ط: قديمي)

(۲) عن انس بن مالک رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترک المِرَاءَ وهو محق بنى له في وسطها۔ (جامع الترمذی: ۲۰/۲) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، ط: سعيد)
سنن ابن ماجة: (ص: ۶) المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ط: قديمي)
کنز العمال: (۶۴۲/۳) رقم الحديث: ۸۳۰۰، الکتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أخلاق وأفعال مذمومة تختص باللسان، ط: مؤسسة الرسالة.

جھوٹ بولنا آڑھتی کا

(۱۴۸) ''آڑھتی کا جھوٹ بولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۶/۱)

جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا

تمام معاملات میں جو منافع غلط بیانی اور جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہو وہ ناجائز اور حرام ہے، سخت گناہ ہے اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔ (۱)

جھوٹ کے نتیجے میں جو کمائی بڑھی ہے

جھوٹ کے نتیجے میں جو کمائی بڑھتی ہے وہ ناجائز آمدنی میں شامل ہے مثلاً کسی چیز کو دکان دار نے سو روپے میں خریدا ہے اور وہ خریدار کے سامنے ظاہر کرتا ہے کہ مثلاً اس کو ڈیڑھ سو روپے میں خریدا ہے، اب خریدار کو کہتا ہے کہ دس روپے نفع ملا کر ایک

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لایحلّ مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني، ط: قدیمي)

لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي۔ (البحر الرائق: (۴۱/۵) کتاب الحدود، فصل: في التعزیر، ط: سعید)

الشامیة: (۶۱/۴) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: في التعزیر بأخذ المال، ط: سعید۔

وعلی هذا قالوا: لو مات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة، یتورع الورثة، ولایأخذون منه شیئا وهو أولیٰ بهم، ویردونها علی أربابها إن عرفوهم وإلاّ تصدقوا بها؛ لأنّ سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذّر الرد علی صاحبه۔ (الشامیة: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل: في البیع، ط: سعید)

{یٰأیها الّذین اٰمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل} ... والمراد والله أعلم لایأکل بعضکم مال بعض بالباطل کما قال الله تعالیٰ: {ولا تقتلوا أنفسکم} ... یعني بعضکم بعضا وکما قال صلی الله علیه وسلم: أموالکم وأعراضکم علیکم حرام یعني أموال بعضکم علی بعض۔ وأکل المال بالباطل علی وجهین: أحدهما: أخذه علی وجه الظلم والسرقة والخیانة والغصب وماجریٰ مجراه۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۳۴۴/۱) سورة البقرة، باب مایحله حکم الحاکم ومالایحله، ط: قدیمي)

سوساٹھ میں خریدلو، خریدار اس پر اعتماد کر کے ایک سوساٹھ روپے پر خرید لیتا ہے۔

بعض دفعہ خریدار جب بائع (سیلر/ دوکاندار) کی بات پر اعتماد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تو اعتماد دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس نے یہ چیز اتنے روپے میں خریدی ہے جب کہ حقیقت میں اس سے کم قیمت پر خریدی ہوتی ہے پھر خریدار اس کی بات پر اعتماد کر کے اس کی بتائی ہوئی قیمت خرید کے اوپر نفع دے کر وہ چیز خرید لیتا ہے۔

اب جھوٹ اور جھوٹی قسم کی بنیاد پر جو زائد پیسے بائع اور دکان دار نے کمائے ہیں وہ اس کے لیے حلال نہیں، وہ رقم خریدار کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

جھوٹی اشتہار بازی

جھوٹی اشتہار بازی سے کاروبار کرنا اور جھوٹ بول کر سامان بیچنا جائز نہیں ہے ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں فرمائیں گے اور ان کی طرف نہیں دیکھیں گے اور ان کو پاک نہیں کریں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ فرمایا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب ہلاک ہو گئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گالی دینے والا اور احسان جتلانے والا اور سامان کو جھوٹی قسموں کے ساتھ چلانے والا۔ (۲)

---

(۱) "جھوٹی قسم کھا کھا کر مال فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لايكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم ولايزكيهم ولهم عذاب أليم" قال: فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرار. قال أبو ذر: خابوا وخسروا من هم يارسول الله؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. (صحيح مسلم: ۱/۷۱) كتاب الإيمان، باب بيان تحريم إسبال الإزار... الخ، ط: قديمي) =

جھوٹی قسمیں کھا کھا کے مال فروخت کرنا

جھوٹی قسمیں کھا کھا کر مال فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں سخت وعید آئی ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے اور انہیں گناہوں سے معاف کر کے پاک نہیں کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، (حضرت ابوذر نے کہا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ جو بڑے ہی نامراد ہوئے اور خسارے میں رہے کون ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک تو وہ شخص جو کہ کسی کے ساتھ نیکی کر کے پھر احسان جتلاتا ہے، اس کا طعنہ دیتا ہے، دوسرا وہ جو ٹخنوں کے نیچے تک لنگی یا پائے جامہ پہنتا ہے، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے۔

بعض دفعہ خریدار جب بائع (سیلر) کی بات پر اعتماد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تو بائع اعتماد دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس نے یہ چیز اتنے روپے میں خریدی ہے، جب کہ در حقیقت اس نے اس سے کم قیمت پر خریدی ہوتی ہے پھر خریدار اس کی بات پر اعتماد کر کے اس کی بتائی ہوئی قیمت خرید کے اوپر نفع دے کر وہ چیز خرید لیتا ہے۔

اس طرح جھوٹ اور جھوٹی قسم کی بنیاد پر جو زائد پیسے بائع اور دکان دار نے

= سنن أبي داود: (٢/٢١٠) كتاب اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، ط: رحمانيه۔

سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٩) أبواب التجارات، باب ماجاء في كراهية الأيمان في الشراء والبيع، ط: قديمي۔

کمائے ہیں وہ اس کے لیے حلال نہیں ہیں۔ (۱)

جھوٹی گواہی

سچی شہادت اجر عظیم کا باعث ہے اور جھوٹی گواہی بڑا ہی قبیح اور عظیم گناہ ہے، قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں (۲)، شرک اور والدین کی نافرمانی کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔ (۳)

آج کل بہت سارے لوگ جھوٹی گواہی دے دیتے ہیں، انجام اور آخرت کی پکڑ اور سزا کے بارے میں نہیں ڈرتے، حالانکہ ان کو اس سے ڈرنا چاہیے دنیا کی

---

(۱) عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة لاینظر اللہ الیهم یوم القیامة ولایز کیهم ولهم عذاب الیم قلت: من هم یارسول اللہ؟ فقد خابوا وخسروا؟ قال: المنان والمسبل ازاره والمنفق سلعة بالحلف الکاذب۔ (جامع الترمذي: (۲۳۰/۱) کتاب البیوع، باب ماجاء فیمن حلف علی سلعة کاذبة، ط:سعید)

سنن النسائی: (۳۵۷/۱) کتاب الزکاة، المنان بما أعطی، ط:میزان۔

صحیح مسلم: (۷۱/۱) کتاب الإیمان، باب بیان تحریم إسبال الإزار... الخ، ط:قدیمی۔

والمنفق بالتشدید، وقال الطیبي رحمه اللہ تعالی بالتخفیف أي المروج سلعته بالحلف الکاذب۔ وفي روایة بالحلف لقد أعطی بها أکثر مما أعطی وهو کاذب وکان یقول للمشتري: اشتریت هذا بمائة دینار واللہ لیظن المشتري أن ذلک المتاع یساوي مائة دینار أو أکثر فیرغب في شرائه۔ (مرقاة المفاتیح: (۳۳/۶) کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملات، الفصل الأول، ط:رشیدیه)

فیض القدیر: (۲۴۷/۴) رقم الحدیث: ۳۵۳۹، حرف الثاء، ط:دار الحدیث القاهرة۔

انظر أیضا تحت عنوان "جھوٹی اشتہار بازی"۔

(۲) قوله تعالی: {فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور} [الحج: ۳۰]

(۳) الا انبئکم باکبر الکبائر؟ قلنا: بلی یارسول اللہ قال: الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وکان صلی اللہ علیه وسلم متکئا فجلس فقال: الا وشهادة الزور او قال قول الزور فمازال یکررها حتی قلنا لیته سکت خشیة علیه من شدة التاثر والغضب۔ (اخرجه البخاری، (۳۶۲/۱) [رقم الحدیث: ۲۶۵۴] کتاب الشهادات، باب ماقیل في شهادة الزور، ط:قدیمی)

صحیح مسلم: (۶۴/۱) [رقم الحدیث: ۸۷] کتاب الایمان، باب الکبائر وأکبرها، ط:قدیمی۔

جامع الترمذي: (۵۶/۲) أبواب الشهادات، ط:سعید۔

خاطر آخرت کو تباہ و برباد نہیں کرنا چاہیے۔ (۱)

جی پی فنڈ (جنرل پرائیویڈنٹ فنڈ)

جی پی ''فنڈ'' سے مراد وہ رقم ہے جو ہر ماہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے حکومت کاٹتی ہے اور پھر ان کی ریٹائرمنٹ پر کاٹی ہوئی رقم اضافی رقم کے ساتھ انہیں دیتی ہے۔

اگر یہ حکومت کی جانب سے جبری طور پر کٹوتی کی جاتی ہے، منع کرنے سے بھی کٹوتی کو روکتے نہیں تو ملازمین کے لئے اصل اور اضافی رقم بھی لینا اور اپنے استعمال میں لانا اور اس سے سامان وغیرہ خریدنا جائز ہوگا۔ (۲)

اور اگر یہ کٹوتی جبری اور لازمی نہیں ہے بلکہ اختیاری ہے تو اس صورت میں

---

(۱) قال الله تعالى: {من كان يريد حرث الآخرة نزد له في حرثه ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وماله في الآخرة من نصيب}۔ [سورة الشورى: الآية: ۲۰]

ورویٰ أبو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في الكبائر أنها السبع الموبقات: الشرك بالله، وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق، والزنى وأكل الربا، وأكل مال اليتيم وشهادة الزور وقذف المحصنات۔ (الاستذكار لأبي عمر النمري: (۸/۵۶۷) كتاب الكلام، باب ماجاء فيما يخاف من اللسان، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

الموبقات... أي المهلكات جمع موبقة۔ سميت بذلك، لأنها سبب لإهلاك مرتكبها في الدنيا بما يترتب عليها من العقوبات وفي الآخرة من العذاب۔ (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: (۱/۱۲۳) كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: إدارة البحوث العلمية)

فتح الباري: (۱۲/۱۸۲) كتاب الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ط: قديمي۔

عمدة القاري: (۲۳/۴۲) كتاب المحاربين من أهل الكفرة والردة، باب رمي المحصنات، ط: دار المعرفة۔

(۲) محکمہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر جو زیادتی اپنی طرف سے دے رہا ہے اس پر شرعی اعتبار سے ربا کی تعریف صادق نہیں آتی خواہ محکمہ نے اس کو سود کا نام لے کر دیا ہو۔ (جواہر الفقہ: (۳/۲۷۷) رسالہ: پراویڈنٹ فنڈ پر سود کا مسئلہ، ط: دار العلوم کراچی۔

تنخواہ سے کٹی ہوئی رقم اور کمپنی نے جو اس میں اپنی طرف سے ملائی ہے ان دونوں کے مجموعی رقم کو لینا جائز ہوگا اور اس پر انشورنس کمپنی وغیرہ جو زائد رقم دیتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا اور استعمال کرنا اور اس سے کوئی چیز خریدنا جائز نہیں ہوگا۔[1]

---

(۱) اختیاری صورت میں تشبہ بالربو بھی ہے اور یہ خطرہ بھی کہ لوگ اس کو سود خوری کا ذریعہ بنالیں اس لیے اختیاری صورت میں اس پر جو رقم بنام سود دی جاتی ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔ (جواہر الفقہ: (۳ / ۲۷۷) رسالہ: پراویڈنٹ پر سود امسئلہ، ط: دار العلوم کراچی۔

عن علي أمير المؤمنين مرفوعاً: كل قرض جر منفعة فهو ربا. (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه إن آخر ما نزلت آية الربا وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا فدعوا الربا والريبة. (مشكاة المصابيح: (ص:۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

چابی تالے کے ساتھ داخل ہے

''تالے کے ساتھ چابی داخل ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۰/۲)

چارج کارڈ (Charge card)

اس کارڈ کے ہولڈر کا ادارے یا بینک میں پہلے سے اکاؤنٹ نہیں ہوتا بلکہ ادارہ یا بینک کارڈ لے کر جانے والے کو ادھار کی سہولت فراہم کرتا ہے اور اس کو متعین ایام کی ادھار کی سہولت میسر ہوتی ہے، جس میں اس کو ادارے یا بینک کو ادائیگی کرنا ضروری ہوتا ہے، اس مدت میں ادائیگی ہو جائے تو سود نہیں لگتا البتہ اگر حامل کارڈ نے وقت پر رقم کی ادائیگی نہیں کی تو پھر اس کو سود کے ساتھ ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔

ادارہ یا بینک اس کارڈ کو جاری کرنے کی فیس وصول کرتا ہے۔

اس کارڈ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں قرض لے کر مقررہ وقت تک ادا نہ کرنے کی صورت میں سود ادا کرنے کا معاہدہ کرتا ہے، جس طرح سود دینا لینا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح سود دینے اور لینے کا معاہدہ کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔[1]

---

(۱) عن جابر رضي الله تعالیٰ عنه قال: لعن رسول الله آکل الربا و موکله و کاتبه و شاهدیه، و قال هم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۷/۲) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

آکل الربا من الکبائر، متوعد علیه بمحاربة الله و رسوله . . . وأمّا شاهداه و کاتبه، فإنّما ذکروا مع آکله، لأنّ کل من أعان علی معصیة الله تعالیٰ فهو شریک في إثمها بقدر سعیه و عمله إذا علمه، و کان یلزم الکاتب ألا یکتب مالا یجوز، و الشاهدین ألا یشهدا علی جواز ما حرم الله و رسوله إذا علموا ذلک، فکل واحد منهما له حظه من الإثم۔ (شرح البخاري لابن بطال: (۲۱۷/۶) کتاب البیوع، باب آکل الربا و شاهده و کاتبه، ط: مکتبة الرشد)

چاند کے مانند چہرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کو حلال طریقہ سے حاصل کرے تاکہ مانگنے سے بچے، بیوی بچوں کے لئے کوشش کرتے ہوئے، اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودہویں تاریخ کے چاند کی طرح ہوگا۔ اور جو دنیا کو حلال طریقہ سے ہی طلب کرے مگر اس کا مقصد مال بڑھانا اور دوسروں پر فخر کرنا ہو، تو اس کی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات ہوگی کہ اللہ جل جلالہ اس پر غصہ اور ناراض ہوں گے۔ (۱)

چاندی کو تانبے سے رنگ کر کے سونا ملانا

چاند کو تانبے یا کسی اور دھات وغیرہ سے رنگ کر کے سونا ملانا اور اس کو بازار میں سونا کہہ کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور خیانت ہے۔ ساتھ ساتھ یہ زیور پورا سونا نہیں بلکہ کچھ حصہ سونا ہے، تو اس میں جھوٹ بھی شامل ہے۔ (۲)

---

(۱) من طلب الدنيا حلالاً استعفافاً عن المسئلة، وسعياً على اهله، وتعطفاً على جاره بعثه الله يوم القيمة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ومن طلبها حلالاً مكاثراً بها، مفاخراً، لقى الله عزوجل وهو عليه غضبان۔ الحلية لابى نعيم عن ابى هريرة۔ (كنز العمال: (۱۲/۴) رقم الحديث: ۹۲۴۷، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول فى الكسب، الفصل الأول فى فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۴) كتاب الرقاق، الفصل الثالث، ط: قديمى۔

مصنف ابن أبى شيبة: (۴/۴۶۷) رقم الحديث: ۲۲۱۸۶، كتاب البيوع والأقضية، فى التجارة والرغبة فيها، ط: مكتبة الرشيد۔

(۲) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين۔ (آل عمران: ۶۱)

عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: "من غش فليس منا"... قال أبو عيسى حديث أبى هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ =

چاندی کی تجارت

''سونا چاندی کا کاروبار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۲/۴)

چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنا

اگر رنگ حلال چیز سے بنایا گیا ہے اور صحت کے لیے مضر نہیں ہے تو چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر رنگ استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا ہے یا خریداروں کو دھوکا دینا مقصد ہے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۱)

چائنا کی بنی ہوئی چیز پر دوسرے ملک کا نام لکھنا

''پاکستان کی بنی ہوئی چیز پر غیر ملکی نام لکھ کر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۱/۲)

چٹ فنڈ (Chit fund)

''بی، سی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۲)

= (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع، ط: سعید)۔

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع فی النار ــــ ورواہ أبو داود فی مراسیله عن الحسن مرسلا مختصرا قال: المکر، والخدیعة، والخیانة فی النار۔ (الترغیب والترھیب: (۳۵۰/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۴۳، کتاب البیوع، الترھیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة)۔

وعن أبی ھریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: آیة المنافق ثلاث، زاد مسلم: ''وان صام وصلی وزعم أنه مسلم'' ثم اتفقا: ''اذا حدث کذب، واذا وعد أخلف، واذا أتمن خان''۔ متفق علیه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۱۷) کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(۱) تخریج کے لیے ''معیار بہتر بنانے کے لیے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

چڑھاوے کی خرید وفروخت

قبرستان یا کسی بزرگ کی قبر پر چڑھاوا چڑھانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے۔[1]

چڑھاوے کے جانور

جو جانور غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیا گیا اور چڑھاوے کے طور پر چڑھا دیا گیا وہ بالکل مردار اور میتۃ کے حکم میں ہے، اس کا خریدنا، فروخت کرنا اور ذبح کر کے کھانا سب حرام ہے۔[2]

چشم پوشی سے کام لینا

''نرمی سے کام لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۲/۶)

چکر لگوانا

''ٹالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳/۳)

---

(۱) قال اللہ تعالی: {انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللہ} [البقرة: ۱۷۳]
واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها الی فقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک۔ (شامی: (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، ط: سعید)
قال العلماء: لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد۔ (تفسیر النیسابوری علی هامش تفسیر الطبری، (۱۲۰/۲) ط: دار المعرفة بیروت)
(۲) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها لفقراء الانام۔ (الدر مع الرد: (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، ط: سعید)
وکذا مایقع من المعتقدین للاموات من الذبح علی قبورهم فانه ما اهل به لغیر اللہ ولا فرق بینه وبین الذبح للوثن۔ (فتح القدیر للشوکانی: (۱۷۰/۱) ط: دار الفکر بیروت)
قال العلماء: لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد۔ (تفسیر النیسابوري علی هامش تفسیر الطبري، (۱۲۰/۲) ط: دار المعرفة بیروت)

چکھنا

تاجر کے پاس جا کر آم، خربوزہ، تربوز، انگور وغیرہ چکھنے کی تین صورتیں ہیں:

❶ اگر چکھنے والے کا خریدنے کا ارادہ نہیں تھا تو چکھنا منع اور مکروہ ہے، اس صورت میں چکھنے سے تاجر کا جو نقصان ہوا اس کا بدلہ دینا لازم ہوگا۔

❷ چکھنے کے وقت خریدنے کا ارادہ تھا اور چکھنے کے بعد پسند آیا، پھر ارادہ بدل گیا، اس صورت میں بھی یا تو نقصان کا بدلہ دے یا مالک سے معافی مانگ لے۔

❸ چکھنے کے وقت خریدنے کا ارادہ تھا اور چکھنے کے بعد پسند نہیں آیا تو نہ خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔[١]

---

(١) ومن غصب عبدًا فأجر العبد نفسه فأخذ الغاصب الأجر فأكله فلاضمان عليه عند أبي حنيفة، وقالا: هو ضامن؛ لأنه أكل مال المالك بغير إذنه۔ (الهداية: (٣/٣١٥) كتاب الإجارات، باب إجارة العبد، ط: رحمانية)

🗀 مجمع الأنهر: (٣/٥٥٢) كتاب الإجارة، فصل: أحكام الأجير وأنواعه، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 إذا أباح أحد لآخر شيئًا من مطعوماته فأخذه فليس له التصرف فيه بوجه من لوازم التملك كالبيع والهبة ولكن له الأكل والتناول من ذلك وبعد هذا ليس لصاحبه مطالبة قيمته مثلاً إذا أكل أحد من كرم آخر بإذنه وإباحته مقدارًا من العنب فليس لصاحب الكرم مطالبته ثمنه بعد ذلك۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلى حيدر: (٢/٣٢٦) المادة: ٨٧٥، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء، فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٣٥) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمى)

🗀 قال القاري رحمه الله تعالى: (أو شيء) أي أمر آخر كأخذ ماله... (فليتحلله) أي فليطلب الظالم حل ما ذكر (منه) أي من المظلوم۔ وفي النهاية يقال: تحللته واستحللته إذا سألته أن يجعلك في حل (اليوم) أي في أيام الدنيا۔ (مرقاة المفاتيح: (٩/٣١٢) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: رشيديه)

🗀 أو كان المبيع طعامًا فأكله أو بعضه ... فإنه يرجع بالنقصان استحسانًا عندهما وعليه الفتوى بحر، وعنهما يرد ما بقي ويرجع بنقصان ما أكل وعليه الفتوى اختيار وقهستاني۔ (الدر المختار مع الرد: (٥/٢٢، ٢٣) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: فيما أكل بعض الطعام، ط: سعيد)

🗀 فتاوىٰ رحیمیہ: (٩/٢١٧) متفرقات في البیوع، عنوان: خریدتے وقت چیز چکھنا کیسے ہے؟ ط: دار الاشاعت)

چلغوزے میں بیع سلم

جس علاقے میں چلغوزے پر بیع سلم ہو رہی ہے اگر اس علاقے میں ابھی تک چلغوزے درختوں پر ہیں مارکیٹ میں ابھی تک نہیں پہنچے ہیں اور مارکیٹ میں موجود بھی نہیں ہیں تو ان جدید چلغوزوں میں بیع سلم درست نہیں اور اگر جدید چلغوزے مارکیٹ میں موجود ہیں، دست یاب ہیں تو یہ بیع سلم درست ہے۔ [(١)]

چمڑا مردار جانور کا

''مردار جانور کا چمڑا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤٤/٦)

چمڑے کی تجارت

''تیل کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٤٢٧/٢)

چندہ دینے کی شرط لگانا

ایک گاؤں کے مکینوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے گاؤں کی چیزیں مثلاً انڈے، مرغیاں، چاول، گندم، سبزی اور پھل وغیرہ فلاں خاص شخص ہی کو فروخت کریں گے، نیز یہ لوگ اس معین شخص پر یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ ہم کو سو روپے ماہانہ

---

(١) السادس: ان یکون المسلم فیه موجودا من حین العقد الی حین المحل حتی لو کان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل، أو علی العکس او منقطعا فی مابین ذلک وهو موجود عند العقد والمحل لایجوز۔ کذا فی فتح القدیر۔

وحد الوجود: ان لاینقطع من السوق۔ وحد الانقطاع: ان لایوجد فی السوق وان کان یوجد فی البیوت۔ هکذا فی السراج الوهاج۔ (الهندیة: (١٨٠/٣) الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

ولا فی حنطة حدیثة قبل حدوثها لا منقطعة فی الحال وکونها موجودة وقت العقد الی وقت المحل شرط۔ (فتح القدیر: (٨٥/٧) کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة)

الدر مع الرد: باب السلم، (٢١٣/٥) کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قیمي أو مثلي، ط: سعید۔

البحر الرائق: (١٥٩/٦) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید۔

چندہ دے گا جسے ہم رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کریں گے، اس قسم کی منصوبہ بندی کی وجہ سے ایک معین شخص سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے ذخیرہ اندوزی اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی قیمتیں بڑھانا مقصود نہ ہو، البتہ چندہ دینے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر وہ شخص اپنی خواہش سے چندہ دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (1)

چور کا معاون

''چوری کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۳/۳)

چور کا نمائندہ

''چوری کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۳/۳)

چوری سے شرکت کا مال بیچنا

''شرکت کا مال چوری سے بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۳/۴)

چوری کا مال

☆...... جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، (2) اگر کوئی شخص

---

(١) البيع بشرط ليس فيه نفع لاحد العاقدين يصح والشرط لغو۔ (مجلة الاحكام: (۳۹/۱) كتاب البيوع، الفصل الرابع فى الشرط بالبيع، [المادة: ۱۸۹] ط: نور محمد، آرام باغ كراچى)

لو شرطا فى البيع نفعا على اجنبى كما اذا باعه شيئا بشرط ان يقرضه فلان عشرة دراهم فالبيع صحيح والشرط لغو۔ (شرح مجلة الاحكام لسليم رستم باز: (۴۲/۱) الكتاب الأول: في البيوع، الفصل الرابع فى الشرط بالبيع، (ص: ۸۹) [المادة: ۱۸۹] ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۲۵/۲) رقم المادة: ۱۸۹، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل في بيان المسائل المتعلّقة بعقد البيع، الفصل الرابع في حق البيع بشرط، ط: رشيديه)

(٢) قال عليه الصلاة والسلام: من اشترى سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد شرك فى عارها والمهلـ=

خرید چکا ہے تو واپس کردے، اگر مالک کا علم ہو جائے تو اس کے حوالہ کردے [۱]
پھر اس کے بعد چاہے تو اس سے معاملہ کر کے خرید لے۔

اور اگر قرائن سے غالب گمان یہ ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کو بھی خریدنا جائز نہیں ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

☆......جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر کسی مال کے بارے میں یقین یا گمان غالب یہی ہے کہ وہ چوری کا مال ہے تو اس کو خریدنا بھی جائز نہیں ہے [۲] اگر کسی نے ایسا مال خرید لیا ہے اور واپس کرنا مشکل ہے اور مالک کا

=(فیض القدیر: (۱۱/۵۶۵۴) [رقم الحدیث: ۸۴۳۳] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز، ریاض)

☐ لم یحل للمسلم ان یشتری شیئا یعلم انہ مغصوب او مسروق او ماخوذ من صاحبہ بغیر حق، قال علیہ السلام: من اشتری سرقۃ ای مسروقا وھو یعلم انھا سرقۃ فقد اشترک فی اثمھا وعارھا۔ (الحلال والحرام، لیوسف القرضاوي: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)

☐ فمن علمت انہ سرق مالا او خانہ فی امانتہ او غصبہ فاخذہ من المغصوب قھرا بغیر حق لم یجز لی ان آخذہ عنہ لابطریق الھبۃ ولابطریق العوض ولاوفاء عن اجرۃ ولاثمن مبیع۔ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیۃ: (۲۹/۳۲۳) ط: مکتبۃ العبیکان سعودی عرب)

☐ لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولاولایتہ۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰) کتاب الغصب، مطلب فی مایجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، ط: سعید)

(۱) والحاصل ان علم ارباب الأموال وجب ردہ علیھم۔ (شامي: (۵/ ۹۹)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالأحرامًا، و: (۶/۳۸۵) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ط: سعید)

☐ الھندیۃ: (۵/۳۴۹) کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ۔

☐ الفتاوی الکاملیۃ: (ص: ۱۵) کتاب الزکاۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲) ان علم ان العین التی یغلب علی الظن انھم اخذوھا من الغیر بالظلم قائمۃ وباعوھا فی الاسواق فانہ لاینبغی شرائھا منھم وان تداولتہ الایدی۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: (۴/۱۹۲) کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ط: دار المعرفۃ بیروت)

☐ لم یحل للمسلم ان یشتری شیئا یعلم انہ مغصوب او مسروق او ماخوذ من صاحبہ بغیر حق، لانہ اذا فعل یعین الغاصب او السارق او المعتدی علی غصبہ وسرقتہ وعداوتہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اشتری سرقۃ ای مسروقا وھو یعلم انھا سرقۃ فقد اشترک فی اثمھا وعارھا "البیھقی"۔=

پتا نہیں ہے تو صدقہ کردے۔[1]

مزید ''مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲

چوری کا مال خرید کر بیچنے سے جو نفع ہوتا ہے اس کا حکم

چوری کرنا حرام ہے اور خریدار کے لیے جان بوجھ کر ایسا مال خریدنا ناجائز اور حرام ہے بلکہ ایسے خریدار لوگ بھی چوری کے گناہ میں شریک ہیں، ایسی چیزوں کی خرید وفروخت دونوں ناجائز ہیں اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی حرام ہے۔[2]

= (الحلال و الحرام فی الاسلام، لیوسف القرضاوي: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع، الحلال و الحرام فی الحیاۃ العامۃ للمسلم فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)

شامی، (۹۸/۵، ۹۹)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالأ حراما، و: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ط: سعید۔

من اشتری سرقۃ وھو یعلم انھا سرقۃ فقد اشترک فی عارھا واثمھا۔ (فیض القدیر: (۵۲۵۴/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۴۴۳] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض)

لایجوز لاحد ان یتصرف فی ملک غیرہ بلا اذنہ۔ (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز، (ص: ۶۱) [رقم المادۃ: ۹] ط: مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

و: مانقل عن بعض الحنفیۃ من ان الحرام لایتعدی الی ذمتین سالت عنہ الشھاب بن الشلبي فقال: ھو محمول علی مالم یعلم بذلک، اما من رای المکاس یاخذ من احد شیئا من المکس ثم یعطیہ آخر ثم یاخذہ من ذلک الآخر فھو حرام اھ۔ (شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر و الاباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید)

(۱) ویردونھا علی اربابھا ان عرفوھم و لا تصدقوا بھا لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبہ۔ (شامی: (۹۹/۵)، و: (۳۸۵/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالأ حراما، و: کتاب الحظر و الإباحۃ، ط: سعید)

ھندیۃ: (۳۴۹/۵) کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) والخبث لفساد الملک انما یعمل فی مایتعین لافی مالایتعین، و اما الخبث لعدم الملک کالغصب فیعمل فیھما کما بسطہ خسرو و ابن الکمال۔

(قولہ: کالغصب) و کالودیعۃ فاذا تصرف الغاصب او المودع فی العرض او النقد یتصدق بالربح لتعلق العقد بمال غیرہ وتمامہ فی الدرر۔ (شامی: (۹۷/۵، ۹۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید) =

چوری کا مال خریدنا

(۱۶۳) جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنے والا چور کا معاون اور نمائندہ ہے، چور چوری کر کے جس طرح گناہ گار ہوتا ہے، جان بوجھ کر اس سے مال خرید کر بیچنے والا بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے اگر یہ لوگ چور سے مال نہ خریدتے تو چور کبھی چوری نہیں کرتا، چھینا جھپٹی اور لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا، قتل وقتال اور فتنہ فساد کا بازار گرم نہیں ہوتا، مقتول کی بیوی بیوہ نہیں ہوتی، اور اس کے بچے یتیم نہیں ہوتے، بازار، راستے اور گاڑیوں میں امن ہوتا، اس لئے جو لوگ چوروں سے چوری کا مال کم قیمت پر خرید لیتے ہیں اور زیادہ نفع کے ساتھ فروخت کرتے ہیں وہ سب ان تمام گناہوں میں برابر کے شریک ہیں اور وہ چور کی طرح مجرم ہیں، اس لئے جان بوجھ کر ایسا مال نہیں خریدنا چاہئے، ایک تو گناہ اور جرم میں برابر کے شریک ہیں، دوسرا برکت سے محروم ہوجاتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ کاروبار بند ہوجاتا ہے اور سب کچھ گنوا کر فٹ پاتھ (Footpath) پر آجاتے ہیں پھر حیران و پریشان ہوکر پشیمان ہوتے ہیں تو اس وقت تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون اور مدد نہ کرو۔ (۱)

= حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، (۳/ ۸۲) ط: دار المعرفۃ بیروت لبنان۔

الاشباہ والنظائر: (۴/ ۵۰۴) کتاب الحظر والاباحۃ ط: ادارۃ القرآن کراچی۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (المائدۃ: ۲)

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: من اشتری سرقۃ وھو یعلم انہا سرقۃ فقد اشرک فی عارہا واثمہا۔ (السنن الکبری للبیہقی: (۵/ ۳۳۶) کتاب البیوع، باب کراھیۃ مبایعۃ من اکثر مالہ من الربا او ثمن المحرم ط: دار الکتب العلمیۃ) [illegible]

المستدرک للحاکم: (۲/ ۴۰) رقم الحدیث: ۲۲۵۳ کتاب البیوع [illegible] ط: دار الکتب العلمیۃ

چوری کا مال خریدنا گناہ ہے

(۱۶۴) جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا گناہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے ورنہ دنیا میں برکت ختم ہوجائے گی اور آخرت میں عذاب بھی ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چوری کا مال خریدا اس مال میں کہ اسے معلوم تھا کہ وہ چوری کا ہے تو وہ اس نحوست وگناہ میں برابر کا شریک ہے۔[1]

چوری کا موبائل خریدنا

جان بوجھ کر چوری کا موبائل خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے

= اتحاف الخيرة المهرة: (۲۷/۳) رقم الحديث: ۲۷۲۱، كتاب البيوع، باب الترغيب فى كسب المال الحلال، ط: دار الوطن۔

شعب الايمان: (۳۸۹/۴) (۵۵۰۰) الباب الثامن و الثلاثون من شعب الايمان: وهو باب فى قبض اليدعن الأموال المحرمة ويدخل فيه تحريم السرقة، ط: دار الكتب العلمية۔

المطالب العالية: (۱۹۸/۷) رقم الحديث: ۱۳۳۵، كتاب البيوع، باب الترهيب من كسب الحرام والترغيب فى كسب الحلال، ط: دار العاصمة و دار الغيث۔

لم يحل للمسلم أن يشترى شيئاً يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال عليه السلام: من اشترى سرقة أى مسروقاً، وهو يعلم أنها سرقة فقد شرك فى اثمها و عارها۔ (الحلال والحرام فى الاسلام ليوسف القرضاوى: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع: فى المعاملات، ط: المكتب الاسلامى)

فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه فى أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهراً بغير حق لم يجز لى أن آخذه منه، لا بطريق الهبة ولا بطريق العرض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع۔ (مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية: (۳۲۳/۲۹)، ط: مكتبة العبيكان سعودى عرب)

(۱) روى عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: من اشترى سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد اشترك فى عارها واثمها۔ رواه البيهقى: (الترغيب والترهيب: (۳۴۳/۲) رقم الحديث: ۲۶۸۰، كتاب البيوع، الترغيب فى طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام وأكله ولبسه ونحو ذلك، ط: دار الكتب العلمية)

أنظر ايضاً الحاشية السابقة۔

لوگ بھی چوری کے گناہ میں شریک ہوں گے اور آمدنی بھی حلال نہیں ہوگی، ہاں اگر مالک سے رابطہ کرنے کے بعد وہ اجازت دے دے تو استعمال کرنا جائز ہوگا۔[۱]

چوری کی رقم سے خرید و فروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

چوری کے جرم میں شریک ہے

''چوری کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۳)

چوری کے مال خریدنے پر وعید

عام طور پر لوگ چوری یا اور کسی قسم کا غلط مال سستا دیکھ کر خرید لیتے ہیں، یہ حرام ہے۔ ایسے لوگ اگرچہ اپنی رقم دے کر خرید رہے ہیں مگر گناہ میں برابر کے شریک رہیں گے سرکاری مال ہو یا عوام کا سب کا حکم ایک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوری کا مال خریدے اور اسے معلوم ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کی برائی اور گناہ میں پورا شریک ہے۔[۲]

---

(۱) تخریج کے لیے ''چوری کا مال'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه قال: من اشتري سرقة، وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارها وإثمها. (المستدرك للحاكم: (۲/۴۱) رقم الحديث: ۲۲۵۱، كتاب البيوع، وأما حديث أبي هريرة رضي الله عنه، ط: دار الكتب العلمية)

السنن الكبرى للبيهقي: (۵/۳۳۶) كتاب البيوع، باب كراهية مبايعة من أكثر ماله من الربا أو ثمن محرم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

كنز العمال: (۴/ ۱۳) رقم الحديث: ۹۲۵۸، كتاب البيوع، من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة.

چوری کے مال کی خرید وفروخت

جان بوجھ کر چوری کے مال کی خرید وفروخت کرنا حرام اور ناجائز ہے، آج کل بعض دکاندار جان بوجھ کر چوری کا مال اونے پونے دام میں خرید لیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے ایسے دکاندار بہت بڑے گناہ گار ہیں، اور رقم ادا کرنے کے باوجود چوری کے مال کے مالک نہیں بنتے، ان کے لئے اس مال کو خریدنے کے باوجود آگے بیچنا جائز نہیں ہوتا، اگر مال کے مالک کو معلوم ہوجائے کہ اس کا مال فلاں شخص یا فلاں دکاندار کے پاس موجود ہے، تو وہ اپنا مال کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر اٹھا کر لے جاسکتا ہے۔

باقی خریدار جو رقم چور کو ادا کرچکا ہے وہ چور کو تلاش کرکے اس سے اپنی رقم واپس لے۔ ورنہ اس کی رقم ضائع ہوجائے گی، اور مال کے مالک سے اپنی رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، اور مال کے مالک پر رقم ادا کرنا لازم بھی نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) وعن سمرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من وجد عين ماله عند رجل فهو أحق به ويتبع البيع من باعه. (مشكاة: (ص: ۲۰۰) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

ابو داؤد: (۱۴۲/۲) كتاب البيوع، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: رحمانية.

النسائي: (۲۲۶/۲) كتاب البيوع، باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ط: قديمي.

(قال: من وجد عين ماله) قال التوربشتي: المراد منه ما غصب أو سرق أو ضاع من الأموال (فهو أحق) أي بماله (ويتبع) بتشديد التاء وكسر الموحدة (البيع) بكسر الياء المشددة أي المشتري لذلك المال (من باعه) أي وأخذ منه الثمن. قال الخطابي: هذا في المغصوب ونحوه إذا وجد ماله المغصوب أو المسروق عند رجل كان له أن يخاصمه فيه ويأخذ عين ماله منه ويرجع المشتري من يده على من باعه إياه، انتهى. (عون المعبود: (۴۰۷/۹) كتاب الإجارة، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: المكتبة السلفية.

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وجد عين ماله عند رجل فهو) أي المالك (أحق به) وإن تداولته الأيدي (ويتبع البيع) أي المشتري بثمنه (من باعه) فيأخذ ثمنه من بائعه لا من المالك... هذا الباب محمول على مال السرقة والغصب والوديعة. (بذل المجهود: (۵/ ۲۶۳) كتاب الإجارة، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: دار الكتب العلمية.

چنگی ٹیکس کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۱/۱)

چوری کی چیزوں سے بنائی ہوئی چیزیں

جان بوجھ کر چوری کی چیزوں سے بنائی ہوئی چیزیں خریدنا جائز نہیں ہے، حرام ہے، بلا علم خرید لیا تو گناہ نہیں ہے اور استعمال سے بھی گناہ نہیں ہوگا البتہ علم ہونے کے بعد ایسی چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ واپس کر دینا لازم ہوگا۔

مثلا ایک درزی کپڑا چوری کرتا ہے اور اس سے ٹوپیاں اور قرآن مجید کے جزدان بنا کر بیچتا ہے تو جان بوجھ کر ان ٹوپیوں اور جزدانوں کو خریدنا جائز نہیں ہے، بلا علم خرید لیا تو گناہ نہیں ہوگا اور نماز بھی درست ہوگی لیکن جب علم ہو جائے تو ایسا لباس ترک کر دینا ضروری ہوگا۔ (۱)

چوکیدار کا دھوکا

''چوکیدار کی ہوشیاری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۷/۳)

چوکیدار کی ہوشیاری

بعض زیر تعمیر بنگلوں وغیرہ میں مالک چوکیدار سے کہتا ہے کہ ہمیں تقریبا چالیس ٹرک ریتی، بجری کی ضرورت ہے، آپ کسی ٹرک والے سے بات کریں، اب چوکیدار نے ایک ٹھیکیدار سے بات کی، اس نے کہا ویسے تو بارہ سو کا ٹرک ہے آپ کو ساڑھے گیارہ سو کے حساب سے دوں گا، یہ رعایت صرف آپ کے لیے ہے، اب اس کے بعد چوکیدار نے مالک کو اصل قیمت بارہ سو روپے بتادی اور ہر دفعہ پچاس روپے چوکیدار خود رکھتا رہا اور ساڑھے گیارہ سو ٹرک والے کو دیتا رہا تو یہ پچاس روپے

---

(۱) تخریج کے لیے عنوان ''چوری کا مال'' کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

چوکیدار کے لیے حلال نہیں ہیں کیوں کہ چوکیدار مالک کا تن خواہ دار ملازم ہے اور ریتی بجری کی خریداری میں وکیل ہے تو درمیان میں چوکیدار کے لیے فی ٹرک پچاس روپے وصول کرنا جائز نہیں ہے، پچاس کے حساب سے جتنی رقم زائد ہے سب مالک کو واپس کر دینا لازم ہے اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں دینا پڑے گا۔ (۱)

چھپایا گیا قیمت فروخت کو

''قیمت فروخت کو چھپایا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۲/۵)

چھت گھر کی بیع میں داخل ہے

''توابع ذکر کے بغیر بیع میں داخل ہو جاتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

چھٹی کرنا جمعہ کے دن

''جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۷/۳)

چکھنے سے کھانے پینے کی چیزوں میں اختیار ختم ہو جاتا ہے

''کھانے پینے کی چیزیں خریدیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۲/۵)

چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا

ایک طرف چھنا ہوا آٹا ہے، دوسری طرف بے چھنا ہوا آٹا یا ایک طرف موٹا

---

(۱) لو أعطى ماله للدلال وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفاضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة. (مجلة الأحكام العدلية: (۱۰۷/۱) الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب السادس: في بيان أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: نور محمد، آرام باغ كراچي)

وقال العلامة علي حيدر: لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك، وليس للدلال سوى أجرة الدلالة. (درر الأحكام شرح المجلة الأحكام لعلي حيدر: (۵۶۵/۱)، المادة: ۵۷۸، ط: دار الكتب العلمية)

آٹا ہے اور دوسری طرف باریک آٹا ہے تو سودا کرتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا لازم ہے، کمی زیادتی سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

اور سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ چھنے ہوئے آٹے یا موٹے آٹے کو پیسوں کے عوض بیچ دیں مثلاً بے چھنے ہوئے آٹے یا موٹے آٹے کو دو سو روپے میں بیچیں اور دو سو روپے پر قبضہ کرلیں پھر انہی دو سو روپے کے عوض چھنا ہوا آٹا یا باریک آٹا لے لیں تو یہ جائز ہے۔(۲)

چھوٹ دینا وقت پر پیسے ادا کرنے پر

"وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا

عرف میں جس قدر گز یا میٹر لوگوں میں مشہور ہے جس کو سب لوگ جانتے ہیں کپڑا ناپ کر دینے کے لیے اس سے چھوٹا گز یا میٹر رکھنا اور اس سے ناپ کر کپڑا بیچنا خریدار کو دھوکا دینا ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے۔(۳) خریدار نے بڑے گز یا

---

(۱) وبيع الدقيق المنخول بغير المنخول لايجوز إلاّ متماثلاً۔ (الشامية: (۱۸۴/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في استقراض الدراهم عدداً، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۳۵/۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۳/۷) كتاب البيوع، باب باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم: استعمل رجلاً على خيبر فجاء بتمر جنيب، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكل تمر خيبر هكذا، قال: لا والله يا رسول الله! إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعين، والصاعين بالثلث۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا: فلاتفعل، بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنيبا۔ (الصحيح لمسلم: (۲۶/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲۹۳/۱) كتاب البيوع، باب إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي۔

(۳) عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فادخل يده فيها فنالت اصابعه بللا فقال: ياصاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء، يارسول الله، قال: افلاجعلته =

بڑے میٹر کے حساب سے قیمت ادا کی ہے حالانکہ اس کو کپڑا چھوٹے گز یا چھوٹے میٹر کے حساب سے دیا گیا ہے تو جس قدر قیمت زائد وصول کی ہے وہ بیچنے والے کے لیے ناجائز ہے۔[1] وہ رقم خریدار کو واپس کر دینا لازم ہے ورنہ آخرت میں واپس کرنا پڑے گا اور آخرت میں واپس کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔[2]

چھوٹے میٹر سے کپڑا ناپ کر دینا

''چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۳)

=فوق الطعام حتی یراہ الناس؟ ثم قال: من غش فلیس منا۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید)

فیض القدیر: (۵۹۲۳/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۸۷۸] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

قولہ تعالی: {ویل للمطففین} سورۃ المطففین: ۱۔

(۱) وان باع ثوبا علی انه عشرة اذرع کل ذراع بدرهم اخذه المشتری بعشرة لو عشرة ونصفا بلا خیار وبتسعة لو تسعة ونصفا بخیار ولو قال کل ذراع بکذا ونقص اخذ بحصته او ترک وان زاد اخذ کل ذراع بکذا او فسخ لما قدمنا انه وان کان وصفا اذا افرد بثمن صار اصلا وارتفع عن التبعیة فنزل کل ذراع منزلة ثوب۔ (البحر الرائق: (۴۸۶/۵) کتاب البیع، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

تبیین الحقائق: (۲۸۴/۴) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

الفتاوی الهندیة: (۱۲۴/۳) کتاب البیوع، الباب الثامن فی جهالة المبیع او الثمن، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

الدر مع الرد: (۵۴۴/۴) کتاب البیوع، مطلب المعتبر ماوقع علیه العقد وان ظن البائع او المشتری انه اقل او اکثر، ط: سعید۔

(۲) ویردونها علی أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (الشامیة: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید)

الفتاوی الهندیه: (۳۴۹/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیه۔

عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من کانت له مظلمة لأخیه من عرضه أو شیئ، فلیتحلله منه الیوم قبل أن لایکون دینار ولا درهم إن کان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم یکن له حسنات أخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۴۳۵) کتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۳۳۱/۱) کتاب المظالم، باب من کانت له مظلمة عند الرجل... الخ، ط: قدیمی۔

چھ ماہ بعد مبیع حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا

’’مبیع چھ ماہ کے بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

چھیلنے کے بعد عیب دار ہونے کا علم ہوا

’’ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۶)

چیز اصلی اور معیاری ہونے کی ضمانت دینا

’’گارنٹی دینا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۵)

چیز خریدنے کے لیے پیشگی رقم دینا

’’پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۲)

چیز خریدنے کے لیے وکیل مقرر کیا

’’وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لیے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۵۳/۶)

چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا

مثلاً بیچنے والے کو اس بات کا پتا ہے کہ خریدار کو چیز کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے تو اس کی اس کم علمی سے فائدہ اٹھا کر اسے کوئی دوسری چیز فروخت کر کے دھوکا دینے کی کوشش کرنا مثلاً خریدار فرانس کی خاص کمپنی کا ایک جوسر طلب کرے تو دکان دار کسی اور کمپنی کا جوسر اس کو فروخت کر دے یہ دھوکا ہے اور ناجائز ہے۔ [1]

---

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرۃ من طعام فادخل یدہ فیھا فنالت اصابعہ بللا فقال: یاصاحب الطعام ماھذا؟ قال: اصابتہ السماء یارسول اللہ، قال: افلاجعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس؟ ثم قال: من غش فلیس منا۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید)

فیض القدیر: (۵۹۲۳/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۸۷۸] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: المسلم أخو =

چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا

چیز میں معیار، عمدگی، کارکردگی اور اچھائی کے لحاظ سے ایک سے زیادہ صفات یا کوئی ایک صفت نہ ہو جوکہ خریدار کو مطلوب ہے لیکن خریدار کو چیز کے بارے میں زیادہ معلومات نہ ہونے کی بنا پر یہ باور کرانا کہ یہ چیز ان ہی صفات سے متصف ہے جوکہ آپ کو مطلوب ہیں حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے تو یہ بھی دھوکا ہے، شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔ (۲)

چیز کی صلاحیت کی ضمانت دینا

''گارنٹی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۵)

چیز کے تعین میں تکرار ہو

''قیمت کے تعین میں تکرار ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (/)

=المسلم، ولا يحلّ لمسلم باع من أخيه بيعًا فيه عيب، إلا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارة، باب من باع عيبًا فليبينه، ط: قديمي)

(وأما بيان نفس العيب فواجب) لأن الغش حرام۔ (الشاميه: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

قال بعضهم: من باع أخاه شيئًا بدرهم وليس يصلح له لو اشتراه لنفسه إلا بخمسة دوانق فإنه قد ترك النصح المأمور به في المعاملة ولم يحب لأخيه ما يحب لنفسه، هذه جملته فأما تفصيله ففيه أربعة أمور: أن لا يثني على السلعة بما ليس فيها، وأن لا يكتم من عيوبها وخفايا صفاتها شيئًا أصلاً، وأن لا يكتم في وزنها ومقدارها شيئًا، وأن لا يكتم من سعرها ما لو عرفه لأمتنع عنه، أما الأول فهو ترك الثناء فإن وصفه للسلعة إن كان بما ليس فيها فهو كذب فإن قبل المشتري ذلك وهو تلبيس وظلم مع كونه كذبًا وإن لم يقبل فهو كذب وإسقاط مروة۔ (إحياء علوم الدين: (۷۳/۲) كتاب آداب المعاش، الباب الثالث: في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

لا يحلّ كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

(۲) انظر الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

چیز گر کر ٹوٹ جائے گاہک کے ہاتھ سے

''گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

چیز واپس لے کر قیمت کے بجائے دوسری چیز دینا

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری سامان واپس کرنا چاہتا ہے اور بائع یہ کہتا ہے کہ میں سامان واپس لوں گا لیکن اس چیز کی قیمت واپس نہیں ملے گی بلکہ اس کی جگہ دوسری چیز لینی ہوگی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر واپسی اور دوسری چیز کی خریداری کا معاملہ الگ الگ ہو تو درست ہے اور اگر واپسی کو دوسری چیز کی خریداری کے ساتھ مشروط کیا جائے گا تو درست نہیں ہوگا، اس لیے آسان صورت یہ ہے کہ ایسے آدمی سے یہ کہا جائے کہ واپسی نہیں ہوگی البتہ اس کے عوض میں دوسرا سامان لینے کا اختیار ہوگا۔ [1]

چیز واپس لے کر قیمت واپس دینا

اگر خریدار چیز خریدنے کے بعد کسی وجہ سے واپس کرنا چاہتا ہے اور بائع چیز واپس لے کر قیمت واپس کر دیتا ہے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ [2]

---

(۱) الإقالة جائزة في البيع ... بمثل الثمن الأوّل) جنسا و قدرًا (فإن شرط أحدهما أقلّ منه أو أكثر أو شيئاً آخر ... فالشرط باطل) والإقالة باقية (ويرد مثل الثمن الأوّل۔ (اللباب في شرح الكتاب: (۱/ ۲۱۷) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمى)

البحر الرائق: (۱۰۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۷۱/۳) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أقال مسلمًا أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، قبيل: باب السلم والرهن، الفصل الثاني ط: قديمى)=

چیک پر لکھی ہوئی رقم سے کم قیمت پر اسے فروخت کرنا

(۱۷۴) چیک پر لکھی ہوئی رقم سے کم قیمت پر اسے فروخت کرنا جائز نہیں اگرچہ دونوں فریق اس پر راضی ہوں کیونکہ فریقین کی رضامندی سے حرام حلال نہیں ہوتا اور حلال حرام نہیں ہوتا۔ [1]

مزید ''معیادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا''۔ عنوان کے تحت دیکھیں۔

چیک میعادی ہے

''میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سنن أبي داود: (۱۳۴/۲) كتاب الإجارات، باب في فضل الإقالة، ط: رحمانيه.

وأما صفتها فهي مندوب إليها الحديث: من أقال نادما أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (البحر الرائق: (۱۰۲/٦) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

مرقاة المفاتيح: (۹۱/٦) كتاب البيوع، باب من ابتاع نخلا... الخ، ط: رشيديه.

(۱) أن صور بيع الفلس بالفلسين أربع: الأولى: أن يبيع فلسا بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما... لا خلاف في عدم جوازها. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۹۱/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امدادیہ ملتان)

الهداية على هامش فتح القدير: (۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه.

وإذا وجد الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء... وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء. (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

حاجت

"حاجت" کے معنی یہ ہیں کہ اگر ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو ہلاک تو نہیں ہوگا مگر سخت مشقت اور تکلیف ہوگی، یہ اضطراری صورت میں داخل نہیں ہے، اس لیے ایسے آدمی کے لیے روزے، نماز، طہارت وغیرہ کے بہت سے احکام میں رعایت اور سہولتیں تو دی گئی ہیں مگر ایسی حالت میں حرام چیزیں قرآنی آیات کی رو سے حلال نہیں ہوں گی۔ [1]

حاضر سودا (Spot Sale)

"حاضر سودا" (Spot Sale) یہ خرید وفروخت کا عام سادہ انداز ہے کہ کسی نے شیئرز دے کر ان کی قیمت وصول کر لی۔

حاضرین کی مجلس عقد

حاضرین کی مجلس عقد سے مراد عقد کرنے کی جگہ ہے، جب تک بیچنے والا اور خریدار ایک مجلس میں ہوں اور ایجاب (آفر) کے منافی کسی عمل میں مشغول نہ ہوں تو عقد صحیح ہوگا اور اگر مجلس بدل گئی تو عقد منعقد نہیں ہوگا لہٰذا اگر بیچنے والے کی جانب سے کوئی ایسا عمل صادر ہوا جو بیچنے کی رضامندی کی دلیل سمجھا جاتا ہو اور خریدار نے

---

(۱) والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد و مشقة وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الفطر في الصوم. (شرح الحموي على الأشباه: (۲۵۲/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)

الأشباه والنظائر للسيوطي: (۸۵/۱) القاعدة الثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية.

الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۹۲/۲۸) حرف الضاد، ضرورة، ط: دار الصفوة.

دوسری مجلس میں اس ایجاب کو قبول کیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی، مثلاً بیچنے والے نے دکان میں ایجاب کیا اور خریدار نے راستہ میں اسے قبول کیا تو مجلس مختلف ہونے کی وجہ سے عقد منعقد نہیں ہوگا بلکہ اس کے اس قبول کو مستقل ایجاب سمجھا جائے گا اور اسی مجلس میں دوسرے کی طرف سے قبول ہونا ضروری ہوگا ورنہ عقد منعقد نہیں ہوگا۔ (۱)

حاطب بن ابی بلتعہ کی تجارت

"کھانے پینے کی اشیاء کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۵)

حجام کو مسجد کی دکان کرایہ پر دینا

حجام کو مسجد کی دکان کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) أما الذي یرجع إلی مکان العقد فواحد وهو اتحاد المجلس بأن کان الإیجاب والقبول في مجلس واحد، فإن اختلف المجلس لاینعقد حتی لو أوجب أحدهما البیع فقام الآخر عن المجلس قبل القبول أو اشتغل بعمل آخر یوجب اختلاف المجلس ثم قبل لاینعقد... ولو أوجب أحدهما وهما واقفان فسار الآخر قبل القبول أو سارا جمیعا ثم قبل لاینعقد۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۷/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما الذي یرجع إلی مکان العقد، ط: سعید)

فتح القدیر: (۲۳۵/۶) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

تبیین الحقائق: (۴/۴) کتاب البیوع، ط: امدادیہ ملتان۔

(۲) قال الله تعالی: {وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

ولا تعاونوا علی ارتکاب المنهیات ولا علی الظلم... الخ۔ (أحکام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفکر)

قال النووي: فیه تصریح بتحریم کتابة المترابیین والشهادة علیها وبتحریم الإعانة علی الباطل۔ (مرقاة المفاتیح: (۴۳/۶) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، تحت رقم الحدیث: ۲۸۰۷، ط: رشیدیه)

وما کان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامیة: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، قبیل: فصل في اللبس، ط: سعید)

أقول: الإعانة علی المعصیة وترویجها وتقریب الناس إلیها معصیة وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البیوع المنهي عنها، ط: قدیمی)

حج کے موقع پر تجارت کرنا

(۱۷۷) حج کے موقع پر جائز چیزوں کی تجارت کرنا جائز ہے۔ البتہ اس سے حج کا ثواب پورا ملے گا یا نہیں؟ اس کا دارومدار نیت پر ہے، اگر کسی شخص کی نیت اصل میں دنیوی نفع و تجارت ہے اور ضمنی طور پر حج کا ارادہ ہے تو اس صورت میں حج کا ثواب کم ملے گا اور حج کی برکات جس طرح حاصل ہونی چاہییں حاصل نہیں ہوں گی اور اگر اصل نیت حج کی ہے، اسی کے شوق میں نکلا ہے لیکن حج کے اخراجات یا گھر کی ضروریات میں تنگی ہے اُن کو پورا کرنے کے لیے کوئی معمولی تجارت یا مزدوری کر لی تو یہ اخلاص کے منافی نہیں ہوگا اور ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی، لیکن ایسے شخص کو چاہیے کہ آٹھ ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک پانچ دن میں تجارت اور مزدوری نہ کرے صرف عبادت ذکر و اذکار اور حج کے افعال کی ادائیگی میں مصروف رہے تاکہ اصل مقصد میں خلل واقع نہ ہو۔ (۱)

---

(۱) قال الله تعالى: {ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم} [البقرة: ۱۹۸]

☐ قال الامام القرطبي: في الاية دليل على جواز التجارة في الحج للحاج مع اداء العبادة وان القصد الى ذلك لا يكون شركا ولا يخرج به المكلف عن رسم الاخلاص المفترض عليه اما ان الحج دون تجارة افضل لعروها عن شوائب الدنيا وتعلق القلب بغيرها۔ (الجامع لاحكام القرآن للقرطبي، (۱/ ۳۸۹) سورة البقرة: ۱۹۸، ط: رشيديه)

☐ تفسير الماوردي، (۱/ ۲۶۰) سورة البقرة: ۱۹۸، ط: دار الكتب العلمية

☐ وفي تفسير الماوردي في تفسير قوله تعالى: {ليشهدوا منافع لهم} المنافع انها التجارة في الدنيا والآخرة وهذا قول مجاهد۔ (تفسير الماوردي: (۴/ ۱۹) سورة الحج: ۲۸، ط: دار الكتب العلمية)

☐ قوله تعالى: {واتموا الحج والعمرة لله} قال الماوردي: اختلفوا في تاويل اتمامهما منها: ان تخرج من دويرة اهلك لاجلها لا تريد غيرهما من تجارة ولا مكسب وهذا قول سفيان الثوري۔ (تفسير الماوردي: (۱/ ۲۵۳) سورة البقرة: ۱۹۶، ط: دار الكتب العلمية)

☐ والتجارة والاجارة لا يمنعان جواز الحج ويجوز حج التاجر والاجير والمكاري لقول الله عز وجل: {ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم} قيل: الفضل التجارة ولان التجارة والاجارة لا يمنعان من اركان الحج وشرائطها فلا يمنعان من الجواز۔ (بدائع الصنائع: (۲/ ۱۲۶) كتاب الحج، ط: سعيد)=

حج میں تجارت

''حج کے موقع پر تجارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۷/۳)

حرام آمدن والوں کے پاس نوکری کرنا

☆..... جن لوگوں کی آمدنی بالکل خالص حرام ہے جیسے کسبی یا شراب فروش یا سودخور وغیرہ، جان بوجھ کر ان کی نوکری کرنا جائز نہیں ہے اور جو تن خواہ اس میں سے ملتی ہے وہ حلال نہیں ہے۔ (۱)

= وتجريد السفر عن التجارة احسن ولو اتجر لاينقص ثوابه كالغازي اذا اتجر كماذكره الشارح في السير۔ (البحر: (۳۰۹/۲) كتاب الحج، ط: سعيد)

وهذا محمول على ما اذا لم تحمله التجارة على السفر۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۸۹/۱) ط: دار الكتب العلمية)

الهندية (۲۲۰/۱) كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج وفرضيته... الخ، ط: رشيديه۔

عن مجاهد قال بينا عمر بن الخطاب رضي الله عنه جالس بين الصفا والمروة اذقدم ركب فاناخوا عند باب المسجد فطافوا بالبيت وعمر ينظر اليهم ثم خرجوا فسعوا بين الصفا والمروة فلما فرغوا اقال: على بهم فاتى بهم فقال: ممن انتم؟ قالوا: من اهل العراق۔ قال: فما اقدمكم؟ قالوا: حجاج، قال: ما قدمتم في تجارة ولا ميراث ولا طلب دين؟ قالوا: لا، قال: ادبرتم؟ قالوا: نعم۔ قال: انصبتم؟ قالوا: نعم قال: فانتفعوا۔ (مصنف عبد الرزاق: (۵/۶) رقم الحديث: ۸۸۰۶) باب فضل الحج، ط: إدارة القرآن)

قال ابن حجر: يوخذ من قول الشافعي واصحابه من حج بنية التجارة كان ثوابه دون ثواب المتخلي عنها، ان القصد المصاحب للعبادة ان كان محرما كالرياء اسقطها مطلقا... او غير محرم أثيب بقدر قصده الآخرة أخذا بعموم قوله تعالى: [فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره] وهو تفصيل حسن وتعليل مستحسن۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۰۲/۱) قبيل كتاب الإيمان، ط: رشيديه)

قال بعضهم: اذا كان الداعي للخروج الى الحج هو التجارة (او الاكراء كماهو حال اكثر الجمالين) او كانت جزاء العلة اضر ذلك بالحج لانه ينافي الاخلاص لله تعالى به۔ (احكام القرآن للعلامة ظفر احمد التهانوي: (۳۵۲/۱) ط: إدارة القرآن)

(۱) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحل ثمن الكلب ولا حلوان الكاهن ولا مهر البغي۔ (سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في أثمان الكلب، ط: رحمانية) =

☆......جن لوگوں کی آمدنی حرام اور حلال سے مخلوط ہے اور حلال غالب ہے تو ایسے لوگوں کے پاس ملازمت کرنا جائز ہے۔ (۱)

حرام آمدنی سے دعوت

☆......جس شخص کی آمدنی کا ذریعہ حرام ہو، اور وہ حرام مال بلا معاوضہ حاصل کرتا ہو مثلاً چوری، ڈکیتی، غصب، رشوت، سود، بھتہ، تاوان اور خیانت وغیرہ سے یا معاوضہ کے طور پر حاصل کرتا ہو مثلاً بینک کی ملازمت، انشورنس کی ملازمت، سینماؤں کی آمدنی، گانے والوں کی آمدنی، فوٹو گرافروں کی آمدنی، ٹی۔وی کی آمدنی، نائٹ کلب والوں کی آمدنی وغیرہ اگر ایسے شخص کا کوئی حلال ذریعہ آمدنی نہیں ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا، اس کا ہدیہ تحفہ وصول کرنا اور استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے الا یہ کہ وصول کرنے والا خود زکاۃ لینے کا مستحق ہو تو پھر گنجائش ہوگی۔

= وقال عليه السلام: ان الله حرم الخمر وثمنها۔ (سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في ثمن الخمر والميتة، ط: رحمانيه)

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا عند الركن قال: فرفع بصره الى السماء فضحك فقال: لعن الله اليهود ثلاثا ان الله تعالى حرم عليهم الشحوم فباعوها واكلوا اثمانها وان الله تعالى اذا حرم على قوم اكل شيء حرم عليه ثمنه۔ (سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في ثمن الخمر والميتة، ط: رحمانيه)

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله۔ (سنن ابى داود: (۱۱۸/۲) كتاب البيوع، باب في اكل الربا وموكله، ط: رحمانيه)

(۱) أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس به۔ (الهندية: (۳۴۲/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

غالب مال المهدي إنْ حلالاً، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله مالم يتبين أنه من الحرام۔ (مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل، ط: دار الكتب العلمية)

بزازية على هامش الهندية: (۳۶۰/۶) كتاب الكراهية، الرابع في الهدية والميراث، ط: رشيديه۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳) القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج عن هذه القاعدة، ط: قديمى)

حرام جانور کو ذبح کر کے تیل نکالنا

... کرنے سے اس کا گوشت اور کھال وغیرہ ...

... کے گوشت وغیرہ سے تیل نکال کر انسانوں ...

... کے لیے استعمال کرنا جائز ہے ...

حرام جانوروں کی تجارت

☆......جس شخص کی آمدنی کے ذرائع حلال اور حرام دونوں طرح کے ہوں تو اس میں تفصیل ہے، اگر حلال آمدنی اور حرام آمدنی اس کے پاس الگ الگ ہیں، اپنے اخراجات، کھانے پینے لباس وغیرہ میں حلال آمدنی استعمال کرتا ہے اور اس کی بات پر اعتماد بھی ہے تو اس کا لینا بھی جائز ہے۔ البتہ اس کی ناجائز اور حرام آمدنی سے کھانا پینا، ہدیہ تحفہ لینا جائز نہیں ہوگا۔

☆......اور اگر کسی کے پاس جائز اور ناجائز دونوں قسم کی آمدنی کے ذرائع موجود ہیں اور مخلوط ہیں تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ اس کی آمدنی میں کون سی آمدنی زیادہ اور غالب ہے، اگر حلال آمدنی زیادہ غالب ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا اور اس کا ہدیہ تحفہ لینا مباح اور جائز ہے اور اس سے بچنا ممکن ہو تو بچنا ہی اولیٰ اور بہتر ہے۔

☆......اور اگر کسی کی آمدنی میں حرام اور ناجائز آمدنی غالب ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا اس کا ہدیہ تحفہ وصول کرنا، استعمال کرنا سب ناجائز ہے۔[1]

---

(۱) اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا باس الا ان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام ينبغي ان لا يقبل الهدية ولا يا كل الطعام الا ان يخبره بانه حلال أو ورثته او استقرضه من غيره كذا في الينابيع۔ (الهندية: (۵/ ۳۴۲) كتاب الكراهية ، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

🗀 وان كان غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يا كل الا اذا قال : انه حلال ورثه او استقرضه۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳) القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ما خرج عن هذه القاعدة، ط: قديمي)

🗀 ان الحكم للغالب واذا كان الغالب هو الحرام كان الكل حراما في وجوب الاجتناب عنها ... وكذلك ان كان متساويين لان عند المساواة يغلب الحرام شرعا قال صلى الله عليه وسلم: ما اجتمع الحلال والحرام في شيء الا غلب الحرام الحلال ولان التحرز عن الحرام فرض۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۰/ ۱۹۷) كتاب التحري، ط: دار المعرفة)

🗀 مصرف الزكاة والعشر ... وهو مصرف لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني۔ (شامي: (۲/ ۳۳۹) كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

حرام جانور کو ذبح کر کے تیل نکالنا

حرام جانور کو ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور کھال وغیرہ پاک ہو جاتے ہیں اس اعتبار سے اس کے گوشت وغیرہ سے تیل نکال کر انسانوں کی خوراک کے علاوہ جانوروں اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرنا جائز ہے اور اس کی خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ (۱)

حرام جانوروں کی تجارت

اگر حرام جانور مثلاً بندر، بلی، چوہے وغیرہ کی کھال، ہڈی وغیرہ کار آمد ہوں یا ان سے دوائی بنائی جائے تو ان جانوروں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) واما حكمها فطهارة المذبوح وحل اكله من الماكول وطهارة غير الماكول للانتفاع لا بجهة الاكل كذا في محيط السرخسي۔ (الهندية: (۵/ ۲۸۶)، كتاب الذبائح، الباب الأول: في ركنه و شرائطه... الخ، ط: رشيديه)

◘ فجاز بيعه ولحوم السباع وشحومها وجلودها بعد الذكاة كجلود الميتة بعد الدباغ حتى يجوز بيعها والانتفاع بها في غير الاكل لطهارته بالذكاة۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۵۱) باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

◘ الهداية: (۴/ ۴۴۱) كتاب الذبائح، ط: رحمانيه۔

(۲) وصح بيع الكلب والفهد والفيل والقرد والسباع بسائر انواعها حتى الهرة وكذا الطيور سوى الخنزير وهو المختار للانتفاع بها وبجلدها۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۲۲۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

◘ ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير وهو المختار۔ (هندية، كتاب البيوع، الباب التاسع في مايجوز بيعه ومالايجوز الفصل الرابع في بيع الحيوانات، (۳/ ۱۱۴) ط: رشيديه كوئته)

◘ ويصح بيع الكلب ولو جردا او عقورا والفهد والفيل والقرد وسائر السباع بسائر انواعها حتى الهرة. (الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/ ۱۵۱) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: غفاريه كوئته)

◘ ويجوز بيع الكلب والفهد والسباع... وجه رواية الجواز انه يمكن الانتفاع بجلده وهذا هو وجه رواية اطلاق بيع الكلب والسباع فانه مبنى على ان كل مايمكن الانتفاع بجلده او عظمه يجوز بيعه۔ (فتح القدير: (۷/ ۱۱۸) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

حرام چیز درآمد کرنا

(۱۸۲) اسلام میں حرام چیزوں کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اس لیے اسلامی ملک کی حکومت یا شہری غیر مسلم ممالک سے حرام اشیاء میں سے کوئی پیداوار مثلاً پوست، بھنگ وغیرہ نشہ آور چیزیں یا مصنوعات مثلاً شراب، الکوحل، عریاں اور اخلاق سوز فلمیں اور اجناس مثلاً بت، سور وغیرہ درآمد نہیں کر سکتے، ان چیزوں کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اور درآمد اور برآمد بھی حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) عن جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، فقيل يا رسول الله! أرأيت شحوم الميتة، فإنه يطلى بها السفن، ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس؟ فقال: لا هو حرام، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك، قاتل الله اليهود إن الله لما حرم عليهم شحومها أجملوه ثم باعوه فأكلوا ثمنه۔ (سنن أبي داود (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في ثمن الميتة، ط: رحمانيه)

مسند أحمد بن حنبل: (۴۱۰/۲۲) رقم الحديث: ۱۴۴۷۲، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) أبواب التجارات، باب مالا يحل بيعه، ط: قديمي۔

قال ابن عباس: إن رجلاً أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم راوية، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل علمت أن الله قد حرمها؟ قال: لا، فسار انسانا، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: بما ساررته؟ فقال: امرته ببيعها، فقال: إن الذي حرم شربها حرم بيعها۔ (صحيح مسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قديمي)

إن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، ولا يحل الانتفاع بهذه الأشياء، فلايجوز بيعها. (المحيط البرهاني: (۳۳۴/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه ومالايجوز، نوع اخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه فاروقيه)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۳۰/۸) كتاب البيوع، الفصل السابع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، نوع أخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه فاروقيه۔

أقول: الإعانة على معصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

حرام چیز فروخت کرنے کے لیے غیر مسلم کو وکیل بنانا

''غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لیے وکیل بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۶۳)

حرام چیزوں سے بچیں اشتہارات میں

''اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۸۶)

حرام چیزوں کا استعمال اشتہار میں

''اعلان میں حرام چیزوں کا استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۰۰)

حرام چیزوں کا اشتہار دینا

حرام چیزوں کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے خواہ وہ چیز حرام ہو یا حرام اجزاء ترکیبی پر مشتمل ہو دونوں کا حکم ایک ہے اس لیے جس چیز کا اشتہار دیا جا رہا ہے یا مارکیٹنگ کی جا رہی ہے اس کا حلال اور جائز ہونا ضروری ہے ورنہ حرام چیز فروخت کرنے کا گناہ بھی ہوگا اور خریدار کو حرام چیز کھلانے یا استعمال کرنے کا گناہ الگ ہوگا اور تجارت میں برکت ہونے کی بجائے الٹا گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کاروبار میں بے برکتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوں گے، اور اگر خریدار کو پتہ چلا کہ فلاں چیز جو میں نے فلاں دکان دار سے یا تجارتی ادارے سے خریدی تھی وہ حرام تھی یا اس میں شامل اجزاء حرام تھے تو اسے دکان دار یا تجارتی ادارے سے نفرت ہو جائے گی اور آئندہ اس سے سامان خریدنے کے لیے رغبت نہیں ہوگی، جس سے کاروبار کی ساکھ بھی متاثر ہوگی اور آہستہ آہستہ ادارہ اور دکان ویران ہونا شروع ہو جائے گی۔

نیز یہ کہ حرام چیز یا حرام اجزاء والی چیز فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت

کی جو رقم آئے گی وہ بھی حرام ہوگی اور جب کاروبار میں حرام رقم شامل ہوگی تو کاروبار میں حرام داخل ہو جائے گا جس کا اپنے اوپر لگانا یا بچوں کو حرام کھلانے کا وبال اس تاجر پر ہوگا۔

موجودہ دور میں جدید سے جدید اشیاء بازار میں متعارف ہو رہی ہیں، کھانے پینے، ادویہ اور میک اپ کے سامان اور دوسری چیزوں میں ایسے کیمیائی اجزاء ڈالے جاتے ہیں، جو خود حرام ہوتے ہیں یا ان کا اصل حرام ہوتا ہے مثلاً سور کی چربی سے بنے اجزاء، مردار جانوروں کی چربی سے بنی ہوئی کھانے پینے کی اشیاء ایسی تمام چیزوں کو فروخت کرنا، ان کا اشتہار دینا اور ان کی مارکیٹنگ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) عن جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، فقيل يا رسول الله! أرأيت شحوم الميتة، فإنه يطلى بها السفن، ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس؟ فقال: لا هو حرام، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك، قاتل الله اليهود إن الله لما حرم عليهم شحومها أجملوه ثم باعوه فأكلوا ثمنه۔ (سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في ثمن الميتة، ط: رحمانيه)

مسند أحمد بن حنبل: (۳۶۰/۲۲) رقم الحديث: ۱۴۴۷۲، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) أبواب التجارات، باب ما لا يحل بيعه، ط: قديمي۔

قال ابن عباس: إن رجلا أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم راوية، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل علمت أن الله قد حرمها؟ قال: لا، فساز انسانا، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: بما ساررته؟ فقال: امرته ببيعها، فقال: إن الذي حرم شربها حرم بيعها۔ (صحيح مسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قديمي)

إذ جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، ولا يحلّ الانتفاع بهذه الأشياء فلا يجوز بيعها۔ (المحيط البرهاني: (۳۳۴/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه فاروقيه)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۴۰/۸) كتاب البيوع، الفصل السابع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه فاروقيه۔

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

حرام چیزوں کی مارکیٹنگ کرنا

''حرام چیزوں کا اشتہار دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۳/۳)

حرام چیزیں تیار کرنے کی اجرت

سونے چاندی کے ایسے زیور جو صرف مرد استعمال کرتے ہیں اسی طرح وہ ریشمی لباس جو صرف مرد استعمال کرتے ہیں ایسے زیورات یا لباس تیار کر کے دینا اور ان کی اجرت حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ جس لباس کا استعمال مردوں کے لیے ناجائز اور عورتوں کے لیے جائز ہو لیکن دونوں استعمال کرتے ہوں تو اس کو تیار کرنا اور فروخت کرنا دونوں کام امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہیں کیوں کہ مرد اگر اس کو استعمال کرے گا تو چوں کہ وہ خود مختار ہے لہٰذا گناہ اسی کی طرف منسوب ہوگا اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں کام ناجائز ہیں، اس لیے ایسی چیزیں تیار کرنے سے بچنا چاہیے تا کہ کسی قسم کی معاونت نہ ہو۔[1]

---

(۱) ولا بأس ببيع العصير ممن يجعله خمرا؛ لأن العصير مشروب طاهر حلال فيجوز بيعه وأكل ثمنه، ولا فساد في قصد البائع إنما الفساد في قصد المشتري: {ولا تزر وازرة وزر أخرى} [الأنعام: ۱۶۴] ألا ترى أن بيع الكرم ممن يتخذ الخمر من عنبه جائز لا بأس به، وكذلك بيع الأرض ممن يغرس فيها كرما ليتخذه من عنبه الخمر۔ وهذا قول أبي حنيفة وهو القياس، وكره أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى استحسانا؛ لأن بيع العصير والعنب ممن يتخذه خمرا إعانة على المعصية وتمكين منها وذلك حرام. (المبسوط للسرخسي: (۲۶/۲۴) كتاب الأشربة، ط: دار المعرفة بيروت)

(وإجارة بيت يتخذه بيت نار أو كنيسة أو يباع فيه خمر بالسواد) أي جاز... وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالا: لا ينبغي أن يكريه لشيء من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية وقد قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}، وله: أن الإجارة على منفعة البيت ولهذا يجب بمجرد التسليم، ولا معصية فيه، وإنما المعصية في فعل المستاجر وهو مختار فيه لقطع نسبته عنه۔

وفي حاشية الشلبي: قوله: لقطع نسبته عنه) قال فخر الدين قاضيخان في شرحه: أصل هذا إذا باع العصير ممن يتخذه خمرا عند أبي حنيفة يجوز، ولا يكره، وعندهما يكره۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: امداديه ملتان)

الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی

حرام اور ناجائز طریقہ سے کاروبار کرنے سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ حرام کھانے والے کی دعا اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود پاک ہے، اور صرف پاکیزہ مال قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو اس کا حکم دیا ہے جس کا انبیاء کرام کو حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا ''اے رسولو! پاکیزہ مال کھاؤ اور نیک عمل کرو، مجھے تمہارے اعمال کا علم ہے'' اور فرمایا'' اے مومنو! ہم نے تمہیں جو پاکیزہ مال دیا ہے اس میں سے کھاؤ'' پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر فرما جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال بکھرے اور جسم غبار آلود ہوتا ہے وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر اے رب! اے رب! کرتا ہے، مگر اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کا لباس حرام، اور اس کی غذا حرام ہے، تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی؟[1]

---

(١) عن أبی هریرة، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ایها الناس، ان الله طیب لا یقبل الا طیباً، وان الله أمر المؤمنین بما أمر به المرسلین، فقال" یا ایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم۔ (المؤمنون: ٥١)

وقال: "یا ایها الذین امنوا کلوا من الطیبات مارزقنا کم" (البقرة: ١٧٢)

ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر، یمدید یه الی السماء یا رب، یا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام وملبسه حرام، وغذی بالحرام، فانی یستجاب لذلک رواه مسلم والترمذی۔ (الترغیب والترهیب: (٣٤١/٢) الترغیب فی طلب الحلال والأکل منه والترهیب من اکتساب الحرام، ط: دار الکتب العلمیة)

الصحیح لمسلم: (٣٢٦/١) کتاب الزکاة، باب بیان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف، ط: قدیمی

جامع الترمذی: (١٢٨/٢) أبواب التفسیر، ومن سورة البقرة، ط: سعید۔

حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا

رشوت ،سود، جوا، بھتہ ،چوری اور ڈاکے کی رقم اور دیگر حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم سے خرید وفروخت کرنااورذاتی ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں ہے ،ایسی رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اصل مالک کوواپس کردی جائے ، اگروہ زندہ نہیں ہےتواس کے وارثوں کوواپس کردے اوراگراصل مالک یااس کے وارثوں کاعلم نہیں ہےتوثواب کی نیت کے بغیراصل مالکان کی طرف سے مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کردے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا جوبرداشت کرناممکن نہیں ہوگا۔ (۱)

حرام رقم سے شراکت میں شامل ہونا

''شراکت کاسرمایہ حلال ہوناچاہیے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۰/۴)

حرام رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا

حرام رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا اوراس میں مسلمان میتوں کودفن کرنا جائز نہیں ہے،ایسی رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگراصل مالک معلوم ہےتو اس کوواپس کردے اوراگراصل مالک بھی نہیں اوراس کے ورثاءبھی نہیں توثواب کی

---

(۱) والحاصل ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه وان كان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولايعلم اربابه ولاشيء منه بعينه حل له حكما، والأحسن ديانة التنزه عنه۔ (شامي: (۵/ ۹۹) كتاب البيوع ،باب البيع الفاسد، مطلب في من ورث مالاحراما، ط:سعيد)

لومات رجل وكسبه من ثمن الباذق والظلم او اخذ الرشوة يتورع الورثة ولاياخذون منه شيئا وهو الاولى لهم ويردونه على اربابه ان عرفوهم والايتصدقوا به؛ لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد۔ (البحر الرائق: (۸/ ۲۰۱) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد)

تبيين الحقائق: (۶/ ۲۷) كتاب الكراهية، فصل :في

نیت کے بغیر اصل مالک کو راضی کرنے کی نیت سے مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کردے۔ (۱)

حرام سب کے لئے حرام ہے

دین اسلام میں جو چیز حرام ہے وہ سب کے لئے حرام ہے۔ ایسا نہیں کہ عربی کے لئے حلال ہے اور عجمی کے لئے حرام ہے، کالے کے لئے حرام ہے اور گورے کے لئے حلال ہے بادشاہ کے لئے حلال ہے اور عوام کے لئے حرام ہے، امیر کے لئے حلال ہے اور غریب کے لئے حرام ہے، ایسا ہر گز نہیں۔ (۲)

حرام سے پلنے والا

حرام سے پلنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جسے حرام کی غذا دی گئی ہو۔ (۳)

---

(۱) تخریج کے لیے ''رشوت کی رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) الناس سواسية أمام الشرع، يستوى فى ذلک الحاكم والمحكوم۔ (الفقه السلامى وأدلته: (۶۳۵۳/۸) القسم الخامس: الفقه العام، الباب السادس: نظام الحكم فى الاسلام، الفصل الرابع، المبحث الخامس: تغير حالة الدولة الاسلامية، ط: رشيديه)۔

(۳) عن أبى بكر رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة جسد غذى بالحرام۔ (مشكاة المصابيح: (۲۴۳/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمى)

الترغيب والترهيب: (۳۴۴/۲) كتاب البيوع، الترغيب فى طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية۔

مسند بزار: (۱۰۵/۱) رقم الحديث: ۴۳، مسند أبى بكر الصديق رضى الله عنه، ط: مكتبة العلوم والحكم۔

حرام غذا دی گئی

جانوروں کو حرام غذا دینا ناجائز ہے[1] تاہم اس سے جانور کا گوشت اور دودھ حرام نہیں ہوتا، ایسے جانور اور اس کا دودھ فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔[2]

حرام کمانے والے پر رشک نہ کرو

اگر کوئی شخص حرام طریقہ سے مال کما کر بہت بڑا مالدار بن رہا ہے تو اس پر رشک نہیں کرنا چاہئے بلکہ حلال طریقہ سے جو کمائی ہو رہی ہے، اگرچہ وہ مقدار میں کم ہے اس پر قناعت کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام یا ناحق طریقہ سے مال جمع کرنے والے پر رشک مت کرو کیونکہ اگر وہ صدقہ کرے تو قبول نہیں ہوتا، اور جو اس سے رہ جائے وہ اسے جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔[3]

---

(۱)

(۲) ان جدیا غذی بلبن خنزیر لا باس باکلہ لان لحمہ لا یتغیر و ماغذی بہ یصیر مستھلکا لا یبقی لہ اثر۔ (فتاوی قاضی خان علی ھامش العالمکیریۃ: (۳/۳۵۹) کتاب الصید و الذبائح، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

کما حل جدی غذی بلبن خنزیر لان لحمہ لا یتغیر و ماغذی بہ مستھلکا لا یبقی لہ اثر۔ (الدر مع رد: (۶/۳۴۱) کتاب الحظر و الاباحۃ، ط: سعید)

الفتاوی البزازیۃ علی الھندیۃ: (۶/۳۰۲) کتاب الصید، نوع فی الجلالۃ، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

الھندیۃ: (۵/۲۹۰) کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

(۳) عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغبطن جامع المال من غیر حلِّہ۔ او قال من غیر حقہ فانہ ان تصدق لم یقبل منہ، وما بقی کان زادہ الی النار۔ رواہ الحاکم و البیھقی۔ (الترغیب والترھیب: (۲/۳۴۳) رقم الحدیث: ۲۶۸۹، کتاب البیوع، الترغیب فی طلب الحلال و الأکل منہ والترھیب من اکتساب الحرام، ط: دار الکتب العلمیۃ)=

حرام کو حلال بنانے کے لئے حیلہ کرنا

(۱۹۰) حرام کو حلال بنانے کے لئے حیلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے، اس دنیا میں یہودیوں نے حرام کو حلال بنانے کا حیلہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا کہ ان پر ہفتہ کے دن مچھلی شکار کرنا منع تھا انہوں نے حیلہ کر کے اس کو حلال بنایا۔ (۱)

حدیث شریف میں ہے کہ یہودیوں پر چربی حرام کی گئی تھی، انہوں نے اس کو پگھلا کر تیل بنایا پھر بیچ کر اس کی قیمت وصول کی۔ (۲)

آج کل لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے کے لئے مختلف حیلے بہانوں سے کام لیتے ہیں، بعض چیزوں کے نام تبدیل کر دیتے ہیں، جیسے رشوت کو ہدیہ تحفہ اور چائے پانی اور مٹھائی کا نام دیتے ہیں، اور سود کا نام پرافٹ اور نفع رکھ دیتے ہیں، اور شراب وہسکی وغیرہ رکھ دیتے ہیں، کسی چیز کا نام بدل دینے سے حقیقت

= المستدرک للحاکم: (۵/۲) رقم الحدیث: ۲۱۳۷، کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

شعب الایمان: (۳۹۶/۴) رقم الحدیث: ۵۵۲۶، الباب الثامن والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة ويدخل فيه تحريم السرقة وقطع الطريق، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۱) واسألهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر اذ يعدون في السبت اذ تأتيهم حيتانهم يوم سبتهم شرعاً ويوم لا يسبتون لا تأتيهم كذلك نبلوهم بما كانوا يفسقون۔ (الاعراف: ۱۶۳)

ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين۔ (البقرة: ۶۵)

(۲) عن جابر رضی اللہ عنہ أنه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ان الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير، والأصنام، فقيل: يا رسول الله! أرأيت شحوم الميتة، فانه يطلى بها السفن ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس، فقال: لا، هو حرام، ثم قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلك: قاتل الله اليهود، ان الله لما حرم شحومها جملوه، ثم باعوه فأكلوا ثمنه۔ (اعلاء السنن: (۱۰۹/۱۴) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: ادارة القرآن)

صحيح البخاري: (۲۹۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمی۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمی۔

نہیں بدلتی، حکم نہیں بدلتا، اور حرمت اور گناہ میں بھی کوئی فرق نہیں آتا اور حیلے بہانوں سے شریعت کے حکم کو بدلنا یہودیوں کا کام ہے۔ (۱)

حرام کی روزی

حرام کی روزی کھانا اور اس کی فکر وتدبیر کرنا اور اس کی کمائی میں لگنا سب گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہیں، دنیا میں خیر وبرکت اور امن وسکون ختم ہونے کا سبب ہے اور آخرت میں دردناک عذاب کا باعث ہے اس لیے سب کو حرام روزی سے بچنا چاہیے ورنہ کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آسکتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیستحلن طائفة من امتی الخمر باسم یسمونه إیاه۔ (مسند احمد: (۳۱۸/۵) رقم الحدیث: ۲۲۷۶۱، حدیث عبادة بن الصامت رضی الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة، القاهرہ)

مجمع لزوائد: (۷۵/۵) رقم الحدیث: ۸۲۱۶، کتاب الأشربة، باب فیمن یستحل الخمر، ط: مکتبة القدس

عن بی مالک الأشعری، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیشربن ناس من أمتی الخمر، یسمونها بغیر اسمها۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، العقوبات، ط: قدیمی۔

سنن نسائی: (۳۲۹/۲) کتاب الأشربة، منزلة الخمر، ط: قدیمی۔

(۲) عن ابن مسعود رضي الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا تکسب عبد مال حرام، فیتصدق منه، فیقبل منه، ولا ینفق منه، فیبارک له فیه، ولا یترکه خلف ظهره إلا کان زاده إلی النار .... رواه أحمد، وکذا في شرح السنة۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۲) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

مسند أحمد (۵۳۹/۳) رقم الحدیث: ۳۶۷۲، مسند عبد الله بن مسعود رضي الله تعالی عنه، ط: دار الحدیث، القاهرة۔

[یٰأیها الذین آمنوا أنفقوا من طیبات ما کسبتم ومما أخرجنا لکم من الأرض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون... الآیة] [البقرة: ۲۶۷]

وقیل معناه: [ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون] أي: لا تعدلوا عن المال الحلال، وتقصدوا إلی لحرام، فتجعلوا نفقتکم منه۔ (تفسیر ابن کثیر: (۶۳۰/۱) البقرة: ۲۶۷، ط: رشیدیه)

عمدة القاري: (۴۴۶/۸) کتاب الزکاة، باب صدقة الکسب والتجارة، ط: دار الکتب العلمية۔ =

حرام کے باعث بننے والی چیز بھی حرام ہے

جو چیز حرام کا سبب بنے اسلام نے اس پر بھی پابندی لگادی، اور حرام تو حرام، حرام کے ذرائع کے دروازے کو بھی بند کردیا ہے، مثلاً اسلام نے زنا کو حرام کیا ہے تو اس کے اسباب وذرائع پر بھی پابندی لگادی، مثلاً نامحرم مرد وزن کے اختلاط نامحرم عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) ننگی تصاویر، بدنظری، فحش اور غیر شرعی مواد پر مشتمل لٹریچر سے منع کردیا ہے تاکہ ان چیزوں سے نفسانی خواہشات میں ہیجان اور شدت آنے کی وجہ سے نفس زنا کی طرف مائل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے شراب پینے کو حرام کردیا ہے اور اس میں ہر قسم کی معاونت کو بھی حرام کردیا ہے مثلاً شراب کی فیکٹریوں میں ملازمت کرنا، شراب اٹھا کر لے جانا، شراب کی خرید وفروخت کرنا وغیرہ بھی حرام ہے۔[1]

= وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل الأطيبا, وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: {يأيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحًا} وقال: {يأيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم}, ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يده إلى السماء: يارب! يا رب! ومطعمه حرام, ومشربه حرام وملبسه حرام, وغذي بالحرام, فأنّى يستجاب له؟ رواه مسلم. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع, باب الكسب وطلب الحلال, الفصل الأول, ط: قديمي)

وعن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يدخل الجنة لحم نبت من السحت وكل لحم نبت من السحت كانت النار أولى به۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع, باب الكسب وطلب الحلال, الفصل الثاني, ط: قديمي)

(۱) الأصل السابع: لما حرم الله الزنى حرم الأسباب المفضية إليه۔ قاعدة الشرع المطهر: أن الله سبحانه إذا حرم شيئاً حرم الأسباب والطرق والوسائل المفضية إليه, تحقيقاً لتحريمه, ومنعاً من الوصول إليه, أو القرب من حماه, ووقاية من اكتساب الإثم, والوقوع في آثاره المضرة بالفرد والجماعة. ولو حرم الله أمراً وأبيحت الوسائل الموصلة إليه لكان ذلك نقضاً للتحريم, وحاشا شريعة رب العالمين من ذلك, وفاحشة الزنى من أعظم الفواحش, وأقبحها وأشدها خطراً وضرراً وعاقبة على ضروريات الدين, ولهذا صار تحريم الزنى معلوماً من الدين بالضرورة, قال الله تعالى: " ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة وساء سبيلاً۔ (الاسراء: ۳۲) ولهذا حرمت الأسباب الموصلة اليه من السفور ووسائله =

حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی

''حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۶/۳)

حرام لباس تیار کرنے کی اجرت

''حرام چیزیں تیار کرنے کی اجرت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۵/۳)

حرام مال تبادلے میں حاصل ہوا

جو حرام مال تبادلے میں اور دوسرے فریق کی رضامندی سے حاصل ہوا ط اس کے احکام کچھ مختلف ہیں:

مثلاً کسی نے شراب، ہیروئن یا خنزیر کے بدلے میں ناجائز سرمایہ کمایا یا فاحشہ عورت نے زنا کے بدلے میں، گانے والی عورت یا مرد نے گانے کے عوض میں پیسے حاصل کیے، تصویر بنانے والے نے جان دار کی تصویر بنا کر یا جان دار کی تصاویر فروخت کر کے مال کمایا، فوٹو گرافر نے جان دار کی فوٹو گرافی کے پیشے سے مال کمایا، سینما کے مالکان نے سینما کے ذریعے مال کمایا، بینک ملازمین نے بینک کی

= والتبرج ووسائله، والاختلاط ووسائله... وهكذا من اسباب الريبة والفتنة والفساد۔ (حراسة الفضيلة لبكر بن عبدالله (ص: ۹۴) الأصل السابع: لما حرم الله الزنى حرم الأسباب المفضية اليه۔ ط: ادارة البحوث العلمية۔

لما كانت المقاصد لايتوصل اليها إلا بأسباب وطرق تفضي اليها كانت طرقها وأسبابها تابعة لها معتبرة بها فوسائل المحرمات والمعاصي في كراهتها والمنع منها بحسب إفضائها الى غاياتها وارتباطاتها بها... فإذا حرم الرب تعالى شيئاً وله طرق ووسائل تفضي اليه فانه يحرمها ويمنع منها تحقيقاً لتحريمه وتثبيتاً له ومنعاً أن يقرب حماه ولو أباح الوسائل والذرائع المفضية اليه لكان ذلك نقضاً للتحريم وإغراء للنفوس به۔ (اعلام الموقعين: (۵۵۳/۴) فصل في سد الذرائع، ط: دار ابن الجوزية)

عن أنس رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخمر عشرة: عاصرها ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقيها وبائعها، وآكل ثمنها، والمشتري لها، والمشترى له۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)

خدمت کر کے تن خواہیں وصول کیں، بیمہ انشورنس کمپنی کے ملازمین نے یا دوسرے سودی ادارے کے ملازمین نے ملازمت کے عوض پیسے حاصل کیے وغیرہ وغیرہ ان تمام صورتوں کی آمدنی ناجائز اور حرام ہے لیکن ان لوگوں کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ حاصل شدہ مال جن جن سے حاصل کیا ہے انہیں واپس کریں بلکہ ان کے لیے اپنی ملک اور اپنے قبضے میں آئے ہوئے سرمائے کو جن سے حاصل کیا ہے ان کو واپس کرنا جائز ہی نہیں ہے۔

مثلاً بینک کے ملازمین کے ذمے بینک کی ملازمت سے حاصل ہونے والی رقم ناجائز اور حرام ہونے کے باوجود بینک میں واپس جمع کرنا لازم نہیں ہے، کیوں کہ اس میں بینک نے تو ایک طرف ملازم کی خدمت حاصل کی ہے اگر تن خواہ کی رقم بھی بینک کو واپس ملے تو بدل اور مبدل منہ دونوں کا بینک کے پاس جمع ہونا لازم آئے گا اور یہ عقد بیع (خرید و فروخت) اور عقد اجارہ (کرایہ داری) کے اصول کے خلاف ہے۔

مزید یہ کہ بینک نے خدمت کے بدلے میں جب اجرت دے دی ہے تو اب اس کی طرف سے کسی قسم کا مطالبہ بھی نہیں ہے البتہ چوری، غصب، ظلم، رشوت، سود، خیانت، دھوکا اور جوا وغیرہ ایسے نہیں ہیں اس لیے ان میں واپس کر دینا لازم ہے۔

اس لیے جو حرام مال کسی خدمت یا کسی چیز کے بدلے میں حاصل کیا گیا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کا حرام مال، حرام کمائی کمانے والے کے لیے حلال نہیں ہے بلکہ یہ ملک خبیث، ناجائز آمدنی ہونے کی بنا پر صدقہ کرنا واجب ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی آمدنی کو جو حرام قرار دیا ہے وہ اس مال کے خبث، کسب خبیث اور ناجائز ذرائع آمدنی کی وجہ سے ہے، دوسرے آدمی کا حق متعلق ہونے کی بنا پر نہیں ہے۔

لہٰذا ایسے مال کے خبث سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی سب سے

پہلا کام یہ کرے کہ ان ناجائز ذرائع آمدنی کو ترک کردے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، توبہ استغفار کرے۔

دوسرا کام یہ کرے کہ ناجائز اور حرام مال کو ثواب کی نیت کے بغیر فقراء و ساکین میں صدقہ کرکے اپنے آپ کو فارغ کرے، حلال اور جائز آمدنی کا انتظام کرے اور حلال روزی اور کمائی پر اکتفا کرے خواہ اس کی مقدار کم ہو تا کہ آخرت میں پکڑ نہ ہو ورنہ جس کی پکڑ آخرت میں ہوگئی اس کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہوگی۔

ہاں جس کے پاس حلال آمدنی کا کوئی ذریعہ یا کوئی انتظام نہیں اور آدمی بھی اس عمر میں پہنچ گیا ہے کہ کسب و کمائی کے لائق نہیں رہا یا بیماری کی وجہ سے معذور ہو گیا ہے اور تمام حرام مال کو صدقہ کرنے سے اس کے لیے فاقہ کشی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کے لیے اضطراری کیفیت کی بنا پر اتنی بات کی گنجائش ہوگی کہ ناجائز آمدنی میں سے اتنا مال اپنے پاس رکھے کہ فاقہ اور بھوکا رہنے سے اور محتاجی سے بچ جائے۔

مثلاً کسی کے پاس ناجائز اور حرام آمدنی سے بنائے ہوئے دو مکان ہیں ایک میں رہائش پذیر ہے، دوسرا مکان کرایہ پر دیا ہوا ہے اور کچھ پیسے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں کاروبار کی آمدنی سے اس کے اخراجات پورے ہوجاتے ہیں زائد مکان کا کرایہ فاضل بچ جاتا ہے تو اس آدمی پر رہائش سے زائد مکان ثواب کی نیت کے بغیر زکاۃ کے مستحق آدمی کو صدقہ کردینا ضروری ہے پھر ناجائز آمدنی سے جو کاروبار شروع کیا ہے اس سے جو منافع آتا ہے اگر وہ ضرورت سے زائد ہے تو کاروبار کو کم کردے۔

مثلاً دو لاکھ کا کاروبار ہے آمدنی ماہانہ پانچ ہزار ہے ضروری اخراجات ڈھائی ہزار روپے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ناجائز آمدنی سے لگایا ہوا کاروبار کا آدھا حصہ ضرورت سے زائد ہے لہٰذا ایک لاکھ روپے کا کاروبار یا اس کی رقم صدقہ

کردے، مجبوری کی وجہ سے ضرورت کی مقدار اپنے پاس رکھے۔

بہر حال ہر آدمی کو یہ فکر ہونی چاہیے کہ آہستہ آہستہ ناجائز جائیداد ناجائز مکان اور ناجائز کاروبار سے اپنے آپ کو جہاں تک ممکن ہو فارغ کرے اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آخرت میں نہ پکڑے اور معاف کردے۔(۱)

---

(۱) فإن قيل: فما تقولون في كسب الزانية إذا قبضته ثم تابت، هل يجب عليها رد ما قبضه إلى أربابه أم يطيب لها؟ أم تصدق به؟

قيل: هذا ينبني على قاعدة عظيمة من قواعد الإسلام، وهي أن من قبض ما ليس له قبضه شرعًا ثم أراد التخليص منه، فإن كان المقبوض قد أخذ بغير رضى صاحبه، ولا استوفى عوضه، رده عليه۔ فإن تعذر رده عليه، قضى به دينًا يعلمه عليه، فإن تعذر ذلك، رده إلى ورثته فإن تعذر ذلك تصدق به عنه... وإن كان المقبوض برضي الدافع وقد استوفى عوضه المحرم، كمن عاوض على خمر أو خنزير، أو على زنى أو فاحشة، فهذا لا يجب رد العوض على الدافع؛ لأن أخرجه باختياره واستوفى عوضه المحرم، فلا يجوز أن يجمع له بين العوض والمعوض، فإن في ذلك إعانة له على الإثم والعدوان وتيسير أصحاب المعاصي عليه۔ وماذا يريد الزاني وصاحب الفاحشة إذا علم أنه ينال غرضه ويسترد ماله؟ فهذا ما تصان الشريعة عن الاتيان به، ولا يسوغ القول به، وهو يتضمن الجمع بين الظلم والفاحشة والغدر، ومن أقبح القبيح أن يستوفي عوضه من المزني بها، ثم يرجع فيما أعطاها قهرًا، وقبح هذا مستقر في فطر جميع العقلاء، فلا تأتي به شريعة، ولكن لا يطيب للقابض أكله بل هو خبيث كما حكم عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولكن خبثه لخبث مكسبه، لا لظلم من أخذ منه، وتمام التوبة بالصدقة به، فإن كان محتاجًا إليه، فله أن يأخذ قدر حاجته، ويتصدق بالباقي، فهذا حكم كل كسب خبيث لخبث عوضه عينًا كان أو منفعة، ولا يلزم من الحكم بخبثه وجوب رده على الدافع۔ (زاد المعاد: (۳۶۱/۴) فصل: في كسب الزانية إذا قبضه ثم تابت، ط: مكتبة الصفاء)

إعلاء السنن: (۱۹۳/۱۶، ۱۹۵) كتاب الإجارة، باب النهي عن مهر البغي وحلوان الكاهن، ط: قول ابن القيم في حل كسب الزانية لها، ط: إدارة القرآن۔

مدارج السالكين لابن القيم: (۳۹۴/۱) فصل: حقوق العباد، ط: دار الكتاب العربي بيروت۔

وعن ابن مسعود الأنصاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

انظر أيضًا التخريج تحت عنوان ''حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا''

حرام مال جمع کرنے والا

(۱۹۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حرام یا ناحق طریقے سے مال جمع کرنے والے پر رشک نہ کرو، اس لئے کہ اگر اس نے اپنے مال کا صدقہ کیا تو وہ قبول نہ کیا جائے گا، اور جو باقی رہ گیا، وہ اس کی آگ کا توشہ ہوگا۔ (۱)

حرام مال خریدنا

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ حرام مال فروخت کر رہا ہے تو اس کو خریدنا درست نہیں ہے۔ (۲)

حرام مال سے خرید وفروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغبطن جامع المال من غیر حلہ أو قال: من غیر حقہ فانہ ان تصدق لم یقبل منہ وما بقی کان زادہ الی النار رواہ الحاکم من طریق حنش۔ (الترغیب والترهیب: (۲/۳۴۳) رقم الحدیث: ۲۶۸۹، کتاب البیوع، الترغیب فی طلب الحلال والأکل منہ والترهیب من اکتساب الحرام وأکلہ ولبسہ، ط: دار الکتب العلمیة)

المستدرک للحاکم: (۲/۵) کتاب البیوع، فان اللہ لاینال فضلہ بمعصیة، ط: دار المعرفة۔

شعب الأیمان للبیهقی: (۳/۳۹۶) رقم الحدیث: ۵۵۲۵، الباب الثامن والثلاثون من شعب الأیمان: وهو باب قبض الید عن الأموال المحرمة، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) ان علم ان العین التی یغلب علی الظن انہم اخذوها من الغیر بالظلم قائمة وباعوها فی الاسواق فانہ لاینبغی شراءها منہم وان تداولتہ الایدی۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۳/۱۹۲) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: دار المعرفة بیروت)

اهدی الی رجل شیئا او اضافہ ان کان غالب مالہ حلال فلابأس بہ الا ان یعلم بانہ حرام۔ (هندیة: (۵/۳۴۲) کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

مجمع الانهر: (۳/۱۸۶) کتاب الکراهیة، ط: غفاریہ کوئٹہ۔

حرام مال سے قرض وصول کرنا

اگر دائن کو یہ معلوم ہے کہ مدیون کے پاس جو حرام مال ہے وہ اصل مالک کی رضا اور شریعت کی اجازت کے بغیر ہی حاصل کیا گیا ہے مثلاً چوری، ڈکیتی، غصب، رہزنی وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے تو ایسی صورت میں دائن کے لیے جان بوجھ کر اس حرام مال سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا جائز نہیں ہے۔

اور اگر دائن کو یہ معلوم ہے کہ مدیون کے پاس جو حرام مال ہے وہ اصل مالک کی رضامندی سے تو حاصل کیا گیا ہے لیکن شریعت کی اجازت کے بغیر ناجائز طریقہ سے حاصل کیا گیا ہے جیسے سود، قمار، جوا، بدکاری، ناچ گانے وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے تو اس حرام مال سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا قضاءً جائز ہے البتہ دیانۃً اگر اس سے اجتناب کرے تو تقویٰ کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے۔[1]

---

(۱) يجوز أخذ المسلم دينه على كافر من ثمن خمر، أو خنزير، لصحة بيعهما من الكافر لغيره، لأنّهما مال متقوّم في حقه، بخلاف الدين على مسلم، لايصحّ أخذه من ثمن خمر أو خنزير، لعدم صحة البيع... وكذلک لايجوز استيفاء الدين من كسب حرام كالمرابي والمرتشي والغصب والسارق والمغنية۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۳/۰ ۵۸) الباب السابع: الحظر والإباحة، المبحث الخامس، مسائل في البيع والتعامل، ط: دار الفكر)

قال ابن تيمية رحمه الله تعالى: ما في الوجود من الأموال المغصوبة والمقبوضة بعقود لاتباح بالقبض، إن عرفه المسلم اجتنبه، فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه، فأخذ من المغصوب قهزا بغير حق، لم يجز لي أن آخذ منه لابطريق الهبة ولا بطريق المعاوضة ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع ولا وفاء عن قرض، فإن هذا عين ذلک المظلوم ۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۱۷۸/۲۹) قواعد جامعة في عقود المعاملات والنكاح، النهي من الشرع لو لم يعلل، أصول في التحريم والتحليل، ط: مكتبة العبيكان، السعودية)

الدر المختار مع الرد: (۳۸۵/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

ولو كان الدين لمسلم على مسلم فباع المسلم خمرا وأخذ ثمنها وقضاه صاحب الدين، كره له أن يقبض ذلک من دينه، كذا في السراج الوهاج۔ (الهندية: (۳٦۷/۵) كتاب الكراهية، الباب السابع والعشرون في القرض والدين، ط: رشيديه)=

حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

حرام مال سے اپنے آپ کو پاک اور بری کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

❶ سب سے پہلا حل اور شرط تو یہ ہے کہ آدمی خالص دل سے حرام کمائی کے گناہ سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگے آئندہ کے بارے میں اس طرح نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرے اور جس سے مال لیا ہے اس کو واپس کرنے کی فکر کرے۔ (۱)

❷ حرام مال اگر غصب، چوری، لوٹ، رشوت، سود، جوا، خیانت، دھوکا یا ناجائز اور حرام کاروبار کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے تو سب سے پہلے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے مال حاصل کیا گیا ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کو ورنہ اس کے ورثا کو پہنچایا جائے خواہ کہیں بھی ہوں اور کسی بھی ملک میں ہوں جب تک اصل مالک اور حق دار یا اس کے ورثا موجود ہیں اور ان تک ان کا حق پہنچانا ممکن ہے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔

شرح السیر الکبیر میں ہے:

”جو مال کسی خبیث اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہے اس کا راستہ یہ

= ولو باع مسلم خمرًا أو فی دینه من ثمنها، کره لرب الدین أخذه۔ وإن کان المدیون ذمیًا، لا یکره۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر: (۲۱۴/۴) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

الدر المنتقی علی هامش المجمع: (۲۱۴/۴) کتاب الکراهیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) فإن کانت المعصیة بین العبد وبین الله تعالی لا یتعلق بحق آدمی، فلها ثلاثة شراط: أحدها: أن یقلع عن المعصیة، والثانی: أن یندم علی فعلها، والثالث: أن یعزم أن لا یعود إلیها أبدًا، فإن فقد أحد الثلاثة، لم تصح۔ وإن کانت المعصیة تتعلق بآدمی فشروطها أربعة: هذه الثلاثة، وأن یبرأ من حق صاحبها، فإن کانت مالًا أو نحوه رده إلیه۔ (ریاض الصالحین: (ص: ۲۴، ۲۵) باب التوبة، ط: قدیمی)

شرح الفقه الأکبر للقاری: (ص: ۱۵۸) بحث التوبة، ط: قدیمی۔

الوسیط لسید طنطاوی: (۳۴/۱۳) سورة الشوری: ۲۵، ط: دار النهضة، مصر۔

تفسیر خازن: (۹۹/۴) سورة الشوری: ۲۵، ط: دار الکتب العلمیة۔

ہے کہ اسے واپس کر دیا جائے"۔ [۱]

فتاویٰ شامی میں ہے:

"مال حرام کے بارے میں اگر اصلی مالکان کا علم اور پتا ہے تو ان تک مال کا پہنچانا واجب ہے اور اگر اصل مالکان کا علم اور پتا نہ ہو اور مال بھی عین حرام ہے تو پھر جس کے ہاتھ میں ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ خود استعمال کرے بلکہ اسی حرام اور ناجائز مال کو اصل مالکان کی جانب سے صدقہ کر دے کہ ثواب انہیں کو پہنچے"۔ [۲]

حرام مال کا انجام

"مال حرام کا انجام" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۹/۶)

حربی کفار کے ساتھ تعاون

جب مکہ والے قحط کا شکار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے پانچ سو دینار بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ دینار ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ (قوم کے سردار) کو دیے جائیں تا کہ وہ انہیں مکہ مکرمہ کے محتاجوں میں تقسیم کر دیں۔ [۳]

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ساتھ معاشی احسان کرنا بھی جائز ہے، اور یہ

---

(۱) وماحصل بسبب خبیث فالسبیل ردہ۔ (شرح السیر الکبیر، (۴/۴) باب المسلم یخرج من دار الحرب ومعہ مال... الخ، ط: دار الکتب العلمیة)

(۲) والحاصل انہ ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیهم والا فان علم عین الحرام لایحل ویتصدق بہ بنیة صاحبہ۔ (شامی، (۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالاً حراماً، ط: سعید)

قال شیخنا: ویستفاد من کتب فقهائنا کالهدایة وغیرها من ملک بملک خبیث ولم یمکنہ الرد الی المالک فسبیلہ التصدق علی الفقراء۔ (معارف السنن: (۳۴/۱) أبواب الطهارة، باب ماجاء لاتقبل صلاة بغیر طهور، مسألة فاقد الطهورین، ط: سعید)

(۳) بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس مائة دینار الی مکة حین قحطوا وأمر بدفع ذلک الی ابی سفیان بن حرب وصفوان بن امیة لیصرفا علی فقراء اهل مکة۔ (شرح السیر الکبیر، باب صلة المشرک، (۷۰/۱) ط: دار الکتب العلمیة)

معاشی احسان اس وقت کیا گیا جب مکہ کے قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے اور دین کے بدترین دشمن تھے۔

حرص سے پرہیز کرے

''رزق مقدر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸/۴)

حساب کتاب میں غلطی

کبھی کبھار ''سیل مین'' (فروخت کرنے والا) حساب وکتاب میں غلطی کرتا ہے کبھی گاہک کو کم دے دیتا ہے اور کبھی زیادہ لے لیتا ہے، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر سیل مین کو معلوم ہو جائے کہ خریدار نے قیمت سے زیادہ رقم دے دی ہے اور وہ اس کو جانتا ہے تو سیل مین پر خریدار کو وہ رقم لوٹا دینا ضروری ہے اور اگر وہ مر گیا تو اس کے وارثوں کو لوٹا دینا ضروری ہے لیکن اگر سیل مین خریدار کو نہیں جانتا اور اس کے واپس آنے کی امید بھی نہیں تو اس کی طرف سے وہ زائد رقم فقیروں کو صدقہ کر دے۔

اور اگر خریدار نے رقم کم دی ہے تو وہ اسے تلاش کرے، اور اس رقم کا مطالبہ کرے جو اس نے کم دی ہے، اگر وہ کم دینے کو تسلیم نہیں کرتا تو اس معاملے کو لے کر عدالت سے رجوع کرے۔[1]

---

(۱) وعنه (أي عن سمرة رضي الله عنه) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(قال: على اليد ما أخذت) أي يجب على اليد ما أخذته... (حتى تؤدي)... أي حتى تؤديه الى مالكه فيجب رده في الغصب وان لم يطلبه... يعني من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۷/۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

والحاصل ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامي: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالا حراما۔ ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

وقال صلى الله عليه وسلم: "من وجد عين ماله فهو أحق به" ومن ضرورة كونه أحق بالعين وجوب الرد على الآخذ۔ (المبسوط للسرخسي: (۴۹/۱۱) كتاب الغصب، ط: دار المعرفة۔

حسن اخلاق سے پیش آنا گاہک کے ساتھ

''گاہک کے ساتھ حسن سلوک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۸/۵)

حشرات الارض کی خرید وفروخت کرنا

''کیڑا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۱/۵)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیشہ

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت میں معروف ومشہور تھے جب اسلام لائے تو اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم کا سرمایہ تھا، اس میں غلام بھی آزاد کرتے اور مسلمانوں کی مدد بھی کرتے، مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو صرف پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے تھے، اور جب آپ کا انتقال ہوا تو ترکہ میں ایک دینار یا ایک درہم بھی نہیں چھوڑا جب آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو دوسرے دن ہی سر پر کپڑوں کی گٹھڑی رکھ کر بازار کی طرف چل دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے روکا، اور آپ سے فرمایا کہ آپ حکومت کے کام انجام دیں، اور بیت المال سے آپ کے لئے ہر روز آدھی بکری کی قیمت کے برابر رقم وظیفہ مقرر کر دیا، آپ کا مدینہ منورہ کے ''سنح'' کے مقام میں کپڑے کا کارخانہ اور گودام تھا۔ (۱)

---

(۱) عن هشام بن عروة قال: أخبرني أبي قال: أسلم أبو بكر يوم أسلم وله أربعون ألف درهم. قال أخبرنا محمد بن عمر قال حدثني أسامة بن زيد بن أسلم عن أبيه، قال: كان أبو بكر معروفا بالتجارة لقد بعث النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أربعون ألف درهم فكان يعتق منها ويقوي المسلمين حتى قدم المدينة بخمسة آلاف درهم ثم كان يفعل فيها ما كان يفعل بمكة... أخبرنا عطاء بن السائب قال: لما استخلف أبو بكر أصبح غاديا إلى السوق وعلى رقبته أثواب يتجر بها فلقيه عمر بن الخطاب وأبو عبيدة بن الجراح فقالا له: أين تريد يا خليفة رسول الله؟ قال: السوق. قالا: تصنع ماذا وقد وليت أمر المسلمين؟ قال:=

حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے

حضرت ابو معلق انصاریہ رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے، اپنا اور دوسرے تاجروں کا مال بہت سارے ممالک میں لے جایا کرتے تھے، بڑے دیندار متقی پرہیزگار اور مستجاب الدعوات تھے۔(۱)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مشہور مالدار صحابی ہیں، جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھائی چارہ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے قائم کردیا، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں اپنے تمام گھریلو اثاثے اور جائیداد کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ آپ کو دیتا ہوں، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ میری دو بیویاں ہیں، آپ جس کو پسند کریں میں اسے طلاق دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کرلیں، لیکن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سب آپ کو مبارک ہو، مجھے صرف مدینہ منورہ کے بازار کا راستہ بتادیں، چنانچہ وہ

=لمن أين أطعم عيالي؟ قالا له: انطلق حتى نفرض لک شيئاً۔ فانطلق معهما فضربوا له كل يوم شطر شاة... عن عائشة رضي الله عنها، قالت: ماترک أبو بكر ديناراً ولا درهماً ضرب الله سكته ... أن أبابكر الصديق كان له بيت مال بالسنح معروف ليس يحرسه أحد۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (٤/ ١٣٧،١٣١، ١٤٦، ١٥٩) ذكر بيعة أبي بكر، وذكر وصية أبي بكر، ط: دار الكتب العلمية)

(١) ومنهم أبو معلق الأنصاري: كان تاجراً يتجر بماله ولغيره ويضرب في الآفاق وكان ناسكاً ورعاً مجاب الدعوة۔ (التراتيب الادارية: (٢/ ٢٣) القسم التاسع، الباب الأول في ذكر من كان يتجر في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم)

السيرة الحلبية: (٣/ ٢٣٨) باب سراياه صلى الله عليه وسلم وبعوثه، سرية الرجيع، ط: دار الكتب العلمية.

الإصابة في تمييز الصحابة: (٧/ ١٧٨) باب الكنى، حرف الميم، ط: دار الكتب العلمية.

مدینہ طیبہ کے بازار "قینقاع" گئے، دن کو تجارت کی اور شام کو جب لوٹے تو ان کے پاس کچھ پنیر اور گھی تھا۔ (۱)

آگے چل کر آپ کا کاروبار اتنا وسیع ہوا کہ جب ان کے تجارتی قافلے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تو دھوم مچ جاتی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تجارت میں بہت مال کمایا تھا جب ان کا انتقال ہوا تو پسماندگان میں تین بیوہ چھوڑیں، جن میں سے ایک تماضر الجعیہ تھیں، تین بیواؤں کو کل ترکہ کا آٹھواں حصہ ملا، پھر آٹھویں حصہ کے مزید تین حصے کئے گئے، تماضر الجعیہ نے صلح کے طور پر اپنا حصہ چھوڑ دیا اور اس کے عوض ان کو تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) درہم ملے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ

---

(۱) ابراهيم بن سعد عن أبيه عن جده قال: قال عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه: لما قدمنا المدينة آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بيني وبين سعد بن الربيع، فقال سعد بن الربيع: إني أكثر الأنصار مالاً، فأقسم لك نصف مالي، وانظر أي زوجتي هويت نزلت لك عنها، إذا حلت، تزوجتها، قال: فقال له عبدالرحمن لاحاجة في ذلك هل من سوق فيه تجارة؟ قال: سوق قينقاع قال: فغدا إليه عبدالرحمن، فأتى بأقط وسمن. الحديث. (صحيح البخاري: (۲۷۵/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في قول الله تبارك وتعالى، فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض، ط: قديمي)

شرح مشكل الآثار: (۲۳/۱۵) رقم الحديث: ۶۱۳، باب بيان مشكل ماروي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله: أي المسلمين جلدته أو لعنته أو سببته فاجعل ذلك له زكاة وقربة، ط: مؤسسة الرسالة.

عبدالرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه قدم المدينة بلاشيء، وآخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بينه وبين رجل من الأنصار، وأخوه الأنصاري عنده زوجتان، فقال له: هلم إلى زوجتي فاختر أيهما شئت فأطلقها وتعتد وتتزوجها، وهلم أقاسمك مالي، سبحان الله العظيم! فقال: أمسك عليك زوجتك، وبارك الله لك في مالك وفي زوجك دلني على السوق فذهب إلى السوق، وأخذ يبيع ويشتري، يأتي يوم بأقط ويوم بسمن، ويوم بكذا وكذا، حتى اتسعت تجارته، وأصبحت القوافل تأتي إليه من الشام إلى المدينة ومرة في يوم الجمعة والرسول صلى الله عليه وسلم قائم يخطب، فإذا بطبول القافلة تدق، فخرج الناس إليها. (شرح الأربعين النووية لعطية بن محمد سالم: (۳۴/۳) الحديث الحادي عشر، عبدالرحمن بن عوف مثال التاجر التقي. الشبكة الإسلامية).

...آپ نے ترکہ میں کتنا زیادہ مال چھوڑا تھا۔ [۱]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ

تیسرے خلیفہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، آپ مال مویشی اور غلہ کے علاوہ کپڑے بیچنے کی تجارت بھی کرتے تھے، جنگ تبوک میں تقریباً ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے جہاد کے لئے ...ڈونیشن دیے اور یہ سارا مال کپڑوں کی تجارت سے حاصل ہوا تھا۔ [۲]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد عفان بھی بڑے تاجر تھے، تجارت کے سلسلہ میں مختلف ممالک کا سفر کیا کرتے تھے، شام کی طرف تجارت کے سلسلہ میں سفر کرتے ہوئے راستہ میں عفان کا انتقال ہوا۔ [۳]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تجارت کے ذریعہ مال کما کر اسلام اور اہل اسلام کی بڑی خدمت کی، بیس ہزار درہم میں ایک یہودی سے ''بیر رومہ'' خرید کر

...أخبرنا أبو نعيم الفضل بن دكين حدثنا كامل أبو العلاء سمعت أبا صالح قال: مات عبد الرحمن بن ...وترك ثلاث نسوة فأصاب كل واحدة مما ترك ثمانون ألفاً ثمانون ألفاً. (نصب الراية: ٤/١٥١) كتاب ...لح، ط: دار الحديث، مصر)۔

...عن عمرو بن دينار أن أمرأة عبد الرحمن بن عوف أخرجها أهله من ثلث الثمن بثلاثة وثمانين ألف ...(مصنف عبد الرزاق: (٨/٢٨٩) رقم الحديث: ١٥٢٥٦، كتاب البيوع، باب المرأة تصلح على ...ط: المكتب الإسلامي)

...منهم أمير المؤمنين عثمان بن عفان، قال ابن قتيبة في المعارف في صنائع الأشراف: كان عثمان ...قال ابن عبد البر: جهز عثمان جيش العسرة تسعمائة وخمسين بعيراً وأتم الألف بخمسين فرساً. ...ادة قال: حمل عثمان على ألف بعير وسبعين فرساً، وكل ذلك مما اكتسب من المال بحرفة ...ولم يكن يحترف بغيرها. (التراتيب الإدارية: (٢/٢٥) القسم التاسع، الباب الأول، باب في ذكر ...بزاز في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم)

...عفان "خرج في تجارة إلى الشام فمات هنالك. (المعارف لابن قتيبة: (ص: ١٩١) أخبار عثمان ...رضي الله عنه، ط: دار المعارف)

مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔ [۱]

پچیس ہزار درہم میں زمین خرید کر مسجد نبوی کی توسیع کی۔ [۲]

ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ [۳]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں نے تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم لوٹ لئے تھے، اس کے علاوہ تین کروڑ دو لاکھ درہم ترکہ میں چھوڑا تھا۔ [۴]

چار بیویوں میں سے ہر ایک کا حصہ ایک لاکھ دینار بنتا تھا۔ [۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت

"عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۰/۴)

---

(۱) واشترى بئر رومة من يهودي بعشرين ألف درهم وسبلها للمسلمين. (تهذيب الأسماء واللغات للنووي: (۳۲۳/۱) حرف العين المهملة، باب العين والثاء المثلثة، ط: دار الكتب العلمية)

المعارف لابن قتيبة: (ص: ۱۹۳)، أخبار عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: دار المعارف.

(۲) أن المسجد ضاق بأهله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يشتري بقعة آل فلان فيزيدها في المسجد بخير منها في الجنة؟ فاشتريتها من صلب مالي... وزاد النسائي من رواية الأحنف بن قيس عن عثمان أنه اشتراها بعشرين ألفا أو بخمسة وعشرين ألفا. (فتح الباري: (۴۰۸/۵) كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا، ط: دار المعرفة.

عمدة القاري: (۷۱/۱۴) ايضاً، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) وأنه كان يعتق كل يوم جمعة عتيقاً فإن تعذر عليه أعتق في الجمعة الأخرى عتيقين. (البداية والنهاية: (۲۰۰/۷) فصل في الإشارة إلى شيء من الأحاديث الواردة في فضائل أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه، القسم الثاني فيما ورد في فضائله وحده، ط: دار الفكر)

(۴) عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة قال: كان لعثمان بن عفان عند خازنه يوم قتل ثلاثون ألف ألف درهم وخمسمائة ألف درهم ومائة ألف دينار فانتهبت وذهبت وترك ألف بعير بالربذة وترك صدقات كان تصدق بها ببراديس وخيبر ووادي القرى قيمة مائتي ألف دينار. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۷۶/۳) الطبقة الأولى على السابقين في الإسلام ممن شهد بدراً... الخ ذكر ما خلف عثمان وكم عاش، ط: دار صادر بيروت)

(۵) ؟؟؟؟؟

حق ایجاد

حق ایجاد مادی چیز نہیں ہے، تنہا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے البتہ ایجادات کو قیمت بڑھا کر بیچ دے اور بعد میں ایجاد کی اجازت دے دے تو جائز ہوگا۔ (۱)

حق بائع کی وجہ سے مانع

"بائع کے حق کی وجہ سے واپس کرنا منع ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۲)

حق تصنیف فروخت کرنا

حق تصنیف حقوق مجردہ میں سے ہے اور حقوق مجردہ کی دو قسمیں ہیں:

❶ ایک وہ حقوق جن کے ساتھ مالی منفعت وابستہ ہو جیسے حق وظیفہ وغیرہ۔

❷ دوسرے وہ حقوق جن کے ساتھ مالی منفعت متعلق نہ ہو، جیسے حق شفعہ وغیرہ۔

ان میں سے مالی منفعت والے حقوق سے دست برداری کے عوض مال لینا جائز ہے، اور حق تصنیف کے ساتھ بھی دور حاضر میں چوں کہ مالی منفعت وابستہ ہے اس لیے بعض علماء کے نزدیک اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس کو حق اسبقیت سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض علماء کے نزدیک اس کی خرید وفروخت ناجائز ہے، اس

---

(۱) وفي الأشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

وبيع الحقوق بانفراده لا يجوز۔ (شامی: (۸۰/۵) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)

يصح بيع حق المرور وحق الشرب والمسيل تبعا للأرض والماء تبعا لقنواته . . . ولكن لا يجوز بيع حق المرور وحق الشرب وحق التسيل ولا هبتها قصدا، لأن بيع الحقوق بانفرادها لا يجوز۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۵/۱) رقم المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: في ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: مكتبه فاروقيه)

لیے آخرت کے اعتبار سے نہ لینا ہی بہتر ہے۔[1]

حقِ تعلّی کی بیع

☆...... "حق تعلّی"، یعنی "فضا" مال نہیں ہے کیوں کہ اس کو مال کی طرح جمع کر کے محفوظ کرنا ممکن نہیں ہے، اس کو حق مجرد کہتے ہیں اور حق مجرد کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ نیچے والی منزل ایک آدمی کی ہو اور اوپر والی منزل کسی دوسرے آدمی کی ہو اور اللہ نہ کرے دونوں منزلیں گر جائیں، اب اوپر والا اپنا حق نیچے والے پر فروخت کر دے تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی کیوں کہ یہ حق تعلّی ہے اور حق تعلّی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔[2]

☆...... اگر کوئی شخص زمین فروخت کرتے وقت مشتری سے یہ شرط لگائے کہ آپ کو زمین کے اوپر مثلاً دس فٹ کے اندر اندر ایک چھت بنانے کی اجازت ہے

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة وعلی ھذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف۔ وفیھا فی آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذھب عدم اعتبار العرف الخاص لکن أفتی کثیر باعتبارہ وعلیه فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجزدة، ط: سعید)

☐ أقول علی ماذکرہ من جواز الاعتیاض عن الحقوق المجردة بمال ینبغی ان یجوز الاعتیاض عن التعلی وعن حق الشرب وعن حق المسیل بمال... کماجاز النزول عن الوظائف ونحوھا لاسیما اذا کان صاحب حق العلو فقیرًا قدعجز عن اعادة علوہ فلولم یجز ذلک له علی الوجه الذی ذکرناہ یتضرر فلیتامل ولیحرر۔ (شرح مجلة الاحکام لخالد الاتاسی: (۱۲۱/۲) [شرح المادۃ: ۲۱۶] الفصل الثانی فی بیع مایجوز ومالایجوز، ط: رشیدیه)

☐ انعام الفتاوی، کتاب المعاملات، عنوان: "حق تصنیف سے متعلق سوال وجواب" (۳۱۷،۳۱۴/۲) ط: مکتبہ رحمانیہ۔

(۲) سفل وعلو بین رجلین انھدما فباع صاحب العلو علوہ لم یجز لان الھواء لیس بمال۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۵/۵) کتاب البیوع، فصل واما الذی یرجع الی المعقود علیه فانواع، ط: سعید)

☐ لان حق التعلی لیس بمال لان المال مایمکن احرازہ۔ (الھدایة: کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، (۵۷/۳) ط: رحمانیه)

☐ فتح القدیر: (۳۹۳/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

اگر دس فٹ سے مکان اونچا کرنا ہو تو اس کی بھی قیمت ادا کرنا ہوگی البتہ اس کی قیمت نیچے والے حصے سے کم ہوگی اس طرح زمین فروخت کرنا یا زمین فروخت کرتے وقت اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔[1]

حق تلفی کمیشن ایجنٹ کی

''کمیشن ایجنٹ کی حق تلفی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۱/۵)

حق چھوڑ دینا جھگڑے سے بچنے کے لئے

''جھگڑے سے بچنے کے لئے حق چھوڑنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۷/۳)

حق خیار کو فروخت کرنا

حق خیار کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔[2]

حق سے کم پر اکتفا کرنا

''اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۱)

حق شرب

کسی زمین کے حق شرب کو زمین کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[3]

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) ان الخیار لیس الامشیئة وارادة لایتصور انتقاله۔ (الهداية: (۳/ ۳۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رحمانیة)

(۳) قوله: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة عن الملک قال فی البدائع: الحقوق المجردة لا تحتمل التملیک ولایجوز الصلح عنها... قوله: کحق الشفعة... ولو صالح المخیرة بمال لتختاره بطل ولاشیء لها۔ (شامی: (۴/ ۵۱۸) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط: سعید)

(۴) الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

(۵) ... کے لیے ''پانی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

حقِ شفعہ (Pre Emptio)

''حقِ شفعہ'' ایک حق ہے، پڑوسی کے نقصان کو دور کرنے کے لیے مقرر ہے لیکن یہ مادی چیز نہیں ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ [(۱)]

حقِ طباعت

''حقِ طباعت'' مادی چیز نہیں ہے، تنہا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے البتہ کتاب کو قیمت بڑھا کر فروخت کر دے اور بعد میں طباعت کی اجازت دے دے تو گنجائش ہوگی۔ [(۲)]

حقِ غیر کی وجہ سے مانع

خریدار نے آگے سودا کر کے مبیع کو اپنی ملکیت سے نکال دیا، بعد میں عیب کا علم ہوا تو خریدار کو عیب کی وجہ سے مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار ختم ہو جائے

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدرمع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط:سعید)

بدائع الصنائع: (۴۸/۶) کتاب الصلح، فصل: وأما الذي یرجع إلی المصالح عنه فأنواع، ط: سعید۔

الأشباہ والنظائر (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط:قدیمی۔

(۲) من اشتری شیئا وأغلی في ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاویٰ الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط:رشیدیه)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي یقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱۹/۱۱) کتاب البیوع، ط:دار الفکر بیروت)

لأن الثمن حق العاقد فإلیه تقدیره۔ (الجوهرة النیرة: (۳۸۷/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه پشاور)

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا یجب علیه أن یبیعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعیین الأثمان وتقدیرها۔ (بحوث في قضایا فقهیة معاصرة: (۸/۱) أحکام البیع بالتقسیط، زیادة الثمن من أجل الأجل، ط: دار العلوم کراچی)

گا، مثلاً اسے آگے فروخت کردیا یا کسی کو ہبہ یا صدقہ کردیا تو مبیع خریدار کی ملکیت سے
نکل کر دوسروں کی ملکیت میں داخل ہوگئی، لہٰذا اب اس کی واپسی نہیں ہوسکتی ہاں اگر
دوسری بیع کینسل ہوگئی اور مبیع پہلے خریدار کے پاس واپس آگئی تو اس کو عیب کی وجہ
سے مبیع واپس کرنے کا حق ہوگا۔ (۱)

حق مہر میں دی ہوئی زمین

عقد نکاح کے وقت بیوی کو حق مہر میں دی ہوئی زمین کی مالک بیوی ہے،
شوہر نہیں ہے، اس لیے شوہر کے لیے ایسی زمین پر بیوی کی اجازت کے بغیر تصرف
کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے اگر بالفرض شوہر ایسی زمین کو فروخت کرے گا تو
بیوی کی اجازت کے بغیر بیع نافذ نہیں ہوگی۔ (۲)

حقوق اللہ ساقط نہیں ہوتے

''ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے'' عنوان کے تحت
دیکھیں۔ (٢٧٢/٦)

---

(۱) ولو أخرج المبيع عن ملكه بحيث لا يبقى لملكه أثر، بأن باعه أو وهبه أو أقربه لغيره ثم علم بالعيب
لا يرجع بالنقصان... فلما باعه المشتري صار حابساً للمبيع بالبيع فلا يرجع بالنقصان لكونه صار مفوتاً
للرد. (شامي، (٢٠/٥)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في أنواع زيادة البيع، ط: سعيد)
(باع ما اشتراه فرد) المشترى الثاني (عليه بعيب رده على بائعه لو رد عليه بقضاء) لأنه فسخ۔ (الدر
مع الرد: (٢٦/٥) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب وجد في الحنطة تراباً، ط: سعيد۔
شرح المجله لرستم باز: (١٣٩/١) الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس في بيان
الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه۔
(۲) واما شرائط النفاذ فنوعان: أحدهما: الملك او الولاية والثاني: أن لايكون في المبيع حق
لغير البائع، فإن كان فلاينفذ۔ (الهندية: (٣/٣) كتاب البيوع، الباب الاول في تعريف البيع، ط: رشيديه)
ومنها: وهو شرط انعقاد البيع للبائع ان يكون مملوكا للبائع عند البيع فان لم يكن لاينعقد۔ (بدائع
الصنائع: (١٤٧/٥) كتاب البيوع، فصل واما الذي يرجع الى المعقود عليه، ط: سعيد)
فتح القدير: (٣٣٠/٦) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

حقوق طبع

''کاپی رائٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۳/۵)

حقوق مشترکہ ومجردہ

ایسے حقوق جن میں کسی ملک کے باشندے اور شہری مساوی حقوق رکھتے ہیں اگر یہ شرعاً مال کی تعریف میں نہیں آتے تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور ان پر حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع ناجائز اور حرام ہے، صاحب حق کو واپس کرنا ضروری ہے۔

❶ مثلاً قدرتی نہر کے پانی اور سمندر کے پانی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

❷ راستہ اور شارع عام میں گزرنے اور گاڑی چلانے کا حق فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❸ لائسنس اور اجازت ناموں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❹ پاسپورٹ، شناختی کارڈ کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❺ غیر مملوکہ اور افتادہ زمین میں، راستے کے کنارے میں، بازار میں، میدان میں، چلنے کا حق، بیٹھنے کا حق یا اس میں خرید وفروخت کرنے کا حق جس کو قابض نے شرعی اور قانونی طریقے پر نہ خریدا ہو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❻ طلبہ کی رہائش، قیام وطعام اور دوسری سہولتوں کے حقوق جو دینی مدارس اور جامعات، دنیاوی تعلیمی اداروں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی جانب سے طلبہ کو حاصل ہیں ان کی خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے۔

❼ اساتذہ کرام کے استاذی کے جملہ حقوق اور اداروں کی جانب سے ملنے

والی سہولتوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے مثلاً سرکاری یا غیر سرکاری گاڑیوں میں کم پیسے پر سفر کرنے کے حقوق، عہدے اور مناصب کی بنیاد پر مکان یا پلاٹ لینے کے حقوق اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۹ مزدوروں اور ملازمین کی مزدوری اور ملازمت کرنے کے حقوق کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

حقوق ملازم

"ملازم کے حقوق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۰/۶)

---

(۱) والمراد بالمال عين يجري فيه التنافس والابتذال۔ (الدر المنتقى على مجمع الأنهر: (۴/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

☐ قوله: وإذا كان السفل لرجل وعلوه لآخر فسقطا أو سقط العلو وحده فباع صاحب العلو علوه لم يجز)؛ لأن المبيع حينئذ ليس إلا حق التعلي وحق التعلي ليس بمال؛ لأن المال عين يمكن إحرازها وإمساكها ولا هو حق متعلق بالمال بل هو حق متعلق بالهواء وليس الهواء مالاً يباع والمبيع لا بد أن يكون أحدهما۔ (فتح القدير: (۳۹۳/٦) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

☐ قال في الخانية: ولا يجوز بيع مسيل الماء وهبته، ولا بيع الطريق بدون الأرض، وكذلك بيع الشرب... ومراد الخانية ببيع الطريق ببيع حق المرور بدليل قوله بدون الأرض۔ (الشامية: (۷۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع الطريق، ط: سعيد)

☐ خانية على هامش الهندية: (۱۵۳/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

☐ ولا يباع الشرب ولا يوهب ولا يوجر ولا يتصدق؛ لأنه ليس بمال متقوم في ظاهر الرواية، وعليه الفتوى۔ (الشامية: (۸۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع الشرب، ط: سعيد)

☐ الحق المجرد أو المحض هو الذي لا يترك أثرا بالتنازل عنه صلحا أو إبراء... فلا يجوز الاعتياض عنه كحق الولاية على النفس والمال وحق الشفعة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱۳/۴) الحقوق المجردة وغير المجردة، ط: دار الفكر بيروت)

☐ لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

☐ تكملة فتح الملهم: (۳۴۷/۱) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، ط: دار إحياء التراث العربي۔

حق وصول کرنے کے لیے زائد کا دعویٰ کرنا

''دعوی زائد کا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

حقوق مجردہ

''مادی وجود نہیں ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦/٤٧)

حقیقت معلوم نہ ہو

''دھوکا ہوسکتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٣٦٧)

حکم نامہ کی خرید و فروخت

''ڈگری کی خرید و فروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٣٩٨)

حکومت کا اسمگلنگ شدہ مال ضبط کرنا

اگر اسمگلر پکڑا جائے تو حکومت اسے جائز قانون کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے قید اور کوئی بھی مناسب جسمانی سزا دے سکتی ہے، لیکن اس کا مال اور سامان ضبط کرنا اور نیلام کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ تعزیر مالی ہے، شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔ (١)

مزید ''اسمگلنگ کا مال ضبط کر کے نیلام کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(١) وأفاد في البزازية: أن معين التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيئ من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي.... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (الدر المختار مع الرد (٤/٦١، ٦٢)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٥/٤١)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (٢/١٦٧)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

حکومت کا ضبط کردہ مال خریدنا

''ضبط کردہ مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۴)

حکومت کسی کی زمین زبردستی نہیں لے سکتی

''زمین پر قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۴/۴)

حکومت کی اطاعت

جائز کام میں حکومت کی اطاعت ضروری ہے اور ناجائز کام میں حکومت کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

حکومت کی طرف سے چیزوں کا نرخ مقرر کرنا

''نرخ مقرر کرنا'' اور ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۲/۶)

حکومت کی طرف سے ظلماً نیلام کردہ جائے داد خریدنا

''ضبط کردہ مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۴)

---

(۱) طاعة الامام حق على المرء المسلم مالم يأمر بمعصية الله۔ فاذا امر بمعصية الله فلاطاعة له قال علامة المناوی تحته: (طاعة الامام) الاعظم (حق على المرء المسلم) وان جار (مالم يأمر بمعصية الله فاذا امر بمعصية الله فلاطاعة له) لانه لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق، وخص المسلم لانه حق بالتزام الحق والا فكل ملتزم للاحكام كذلك وفيه ان الامام اذا امر بمندوب يجب طاعته فيه فيصير المندوب واجبا كما اذا امرهم به ثلاثة ايام فی الاستسقاء فانه يلزمهم الصوم ظاهرا وباطنا بل ذكر بعض الشافعية انه اذا امر بصدقة او اعتق يجب۔ (فيض القدير، (۷/ ۳۸۵۴، ۳۸۵۵) [رقم الحديث: ۵۲۲] ط: مكتبه نزار مصطفى الباز)

الشامی، (۱۷۲/۲) باب العيدين، مطلب. تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد۔

وفيه ايضا: (۲۶۳/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في وجوب طاعة الإمام، ط: سعيد۔

تكملة فتح الملهم: (۳۲۳/۳، ۳۲۴) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراجي۔

حکومت کے مقرر کردہ بھاؤ کے خلاف کرنسی فروخت کرنا

مختلف ممالک کی کرنسیوں کو حکومت کے مقرر کردہ بھاؤ سے کم یا زیادہ میں فروخت کرنا جائز ہے، البتہ عقد کی مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ ہونا ضروری ہے ورنہ ادھار ہونے کی صورت میں بیع صرف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ ایک ملک کی کرنسی کی دوسرے ملک کی کرنسی کے عوض میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز ہے البتہ مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ ضروری ہے۔ (۱) البتہ جانبین سے ایک ہی ملک کی کرنسی کی کمی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) وأمّا العملة للأجنبية من الأوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاضل، فيجوز بيع ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي۔ ثم إن العملات المختلفة لها قيمة معهودة في البنوك والدوائر الحكومية، فهل تجوز المبادلة بأكثر أو أقلّ من هذه القيمة المعهودة كما يفعل ذلك في السوق السوداء؟ والجواب: أنّا لما اعتبرنا العملة الأجنبية جنسًا آخر، فالأصل أنّ التفاضل في مثله جائز شرعًا بالغًا ما بلغ، فلا تكون المبادلة على خلاف سعرها الحكومي ربا۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/۵۹۰) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

بحوث قضايا فقهية معاصرة: (۱/۱۶۵، ۱۶۶) أحكام الأوراق النقدية، مبادلة العملات الدول المختلفة، ط: دار العلوم كراچی۔

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه، حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرّمة، والأصل فيه الإباحة۔ وإذا وجدا، حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر، حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهدايه: (۳/۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

الدر مع الرد: (۵/۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد۔

(۲) وأمّا الأوراق النقدية وهي التي تسمى "نوٹ" فقد أشبعنا الكلام على حقيقتها في باب تحريم مطل الغني... قدمنا هناك أنّ المختار عندنا قول من يجعلها أثمانًا إصطلاحية وحينئذٍ تجرى عليها أحكام الفلوس سواء بسواء۔ وقدمنا آنفًا أنّ مبادلة الفلوس بجنسها لايجوز بالتفاضل عند محمد رحمه الله تعالى، وينبغي أن يفتى بهذا القول في هذا الزمان، سدًا لباب الربا، وعليه فلايجوز مبادلة الأوراق النقدية بجنسها متفاضلة، ويجوز إذا كانت متماثلةً۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/۵۹۰) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)=

حکومت کے مقرر کردہ نرخ

(۲۱۷) اگر تاجر حضرات اشیاء کی قیمتوں میں حد سے تجاوز کریں، تو ایسی صورت میں قیمت کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کی جانب سے اشیاء کا نرخ مقرر کرنا درست ہے اور تاجر حضرات اس نرخ پر سامان فروخت کرنے کے پابند ہوں گے، اور اس سے زیادہ قیمت لینا مکروہ ہوگا۔ اور حکومت ایسے لوگوں کو سزا دے سکتی ہے اور ان کو قید بھی کر سکتی ہے۔ (۱)

= فالصحيح الراجح في زماننا أن مبادلة الأوراق النقدية إنما تجوز بشرط تماثلها، ولايجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۶۴/۱) أحكام الأوراق النقدية، الرأي الراجح في هذا الباب، ط: دار العلوم كراچی)

بيع الفلس بجنسه متفاضلاً على أوجه أربعة: بيع فلس بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما، وبيع فلس بعينه بفلسين بغير أعيانهما، وبيع فلس بغير عينه بفلسين بأعيانهما، وبيع فلس بعينه بفلسين بأعيانهما، والكل فاسد سوى الوجه الرابع۔ أما الأول فلأن الفلوس الرائجة أمثال متساوية قطعا لاصطلاح الناس على أهدار قيمة الجودة منها فيكون أحد الفلسين فضلاً خاليا عن العوض مشروطا في العقد وهو الربا۔ وأما الثاني فلأنه جاز أمسک البائع الفلس المعين وطلب الآخر وهو فضل خال عن العوض۔ وأما الثالث فلأنه لو جاز قبض البائع الفلسين ورد إليه أحدهما مكان ما استوجبه في ذمته فيقي الآخر له بلا عوض۔ وأما الوجه الرابع: فجوزه أبو حنيفة و أبو يوسف رحمهما الله تعالى: وقال محمد رحمه الله تعالى: لايجوز؛ لأن الثمنية في الفلس تثبت باصطلاح الكل، وما يثبت باصطلاح الكل لايبطل باصطلاحهما لعدم ولايتهما على غيرهما فبقيت أثمانا وهي لاتتعين بالاتفاق۔ (العناية في شرح الهداية: (۲۰/۷، ۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) ولا يسعر حاكم... إلا إذا تعدى الأرباب عن القيمة تعدياً فاحشاً فيسعر بمشورة أهل الرأي. (الدر المختار مع الرد: (۴۰۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(ولا يسعر السلطان إلا أن يتعدي أرباب الطعام عن القيمة تعدياً فاحشاً) ... وينبغي للقاضي والسلطان أن لايعجل بعقوبة من باع فوق ما سعر بل يعظه ويزجره وإن رفع إليه ثانياً فعل به كذلك وهدده، وإن رفع إليه ثالثاً حبسه وعزره حتى يمتنع عنه ويمتنع الضرر عن الناس. (البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱، ۳۷۲) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۲۸/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه)

حکومت کے نیلام کردہ اموال خریدنا

''نیلام کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۰/۶)

حکیم کی اجرت

جو حکیم اپنے مریضوں سے فیس لے کر علاج کرتے ہیں یہ جائز ہے کیوں کہ حکیم کی اجرت مرض کی تشخیص اور نسخے تجویز کرنے کی ہے، اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے بلا شبہ جائز ہے۔ (۱)

بشرطیکہ حکیم مستند حکیم ہو ورنہ اس کے لیے علاج کا پیشہ اختیار کرنا ہی جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

حلال اور حرام کا اختیار

دین اسلام میں کسی بھی چیز کو حلال اور حرام کرنے کا اختیار صرف اللہ

---

(۱) وعن أنس رضي الله عنه قال: حجم أبو طيبة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمر له بصاع من تمر وأمر أهله أن يخففوا عنه من خراجه متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱، ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمى)

قال الطيبي رحمه الله في الحديث جواز مخارجة العبد برضاه ... وفيه: إباحة نفس الحجامة... وإباحة الأجرة على المعالجة للطبيب ـ (مرقاة المفاتيح: (۱۶/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب حل أجرة الحجام، ط: قديمى۔

فتح الباري: (۳۵۹/۴) كتاب الإجارة، باب خراج الحجام، ط: قديمى۔

(۲) بل يمنع مفت ماجن يعلم الحيل الباطلة لتعليم الردة لتبين من زوجها او لتسقط عنها الزكاة وطبيب جاهل۔ (الدر المختار) (قوله: طبيب جاهل) بان يسقيهم دواء مهلكا واذا قوى عليهم لايقدر على ازالة ضوره۔ زيلعى۔ (ردالمحتار: (۱۴۷/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۹۳/۵) كتاب الحجر، ط: امداديه ملتان۔

بدائع الصنائع: (۱۶۹/۷) كتاب الحجر والحبس، ط: سعيد۔

تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آسمان سے شریعت نازل کی ہے، مخلوق میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے۔

حکمران ہو یا رعایا کسی کو بھی اللہ کے بندوں پر کسی چیز کو حرام یا حلال کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص حلال وحرام کا قانون بنا کر عوام پر لاگو کرنا چاہے تو لاگو نہیں کر سکتا، یہ سراسر شرک کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ (1)

حلال حرام سے بے نیاز کردیتا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعض اشیاء کو حرام قرار دیا ہے لیکن اس کے بدل میں بہتر درجہ کی حلال چیزیں عطا کی ہیں، مثلاً سود کو حرام کیا ہے تو تجارت حلال کی ہے ریشم کا استعمال مردوں پر حرام کیا ہے تو اون اور روئی کی مختلف اقسام پر لباس عطا کیا ہے، زنا اور اغلام بازی کو حرام کر دیا ہے تو نکاح کو حلال قرار دیا ہے نشہ آور چیزوں کو حرام کر دیا ہے تو مختلف قسم کے لذیذ مشروبات عطا کئے ہیں جو جسم کو قوت اور تازگی پہنچاتے ہیں۔

اور اگر بعض چیزوں کے استعمال پر پابندی لگا دی ہے تو دوسری طرف بے شمار نعمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمزور پیدا کیا ہے

---

(1) (شوریٰ: ۲۱)

☜ ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب إن الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون. (سورة النحل: ٦٦)

☜ فالتحليل والتحريم من خصائص الألوهية في التشريع، والحلال ما أحله الله، والحرام ما حرمه الله وليس لأحد من خلقه فردا كان أو جماعة أن يشرع لعبادة ما لم يأذن به الله. (التفسير الميسر: (ص: ٤٢٦) (سورة الأعراف) ط: مجمع الملك فهد السعودية)

اس لئے آسانی کا معاملہ فرمایا ہے۔[1]

(۲۲۰) حلال روزی کا عمل

حلال روزی کے لیے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ (۴۱) بار اول آخر درود شریف (۱۱) دفعہ پڑھیں۔

فجر کی نماز کے بعد سورۂ اذا جاء نصر اللہ (۲۱) بار، ظہر کی نماز کے بعد (۲۲) بار، عصر کی نماز کے بعد (۲۳) بار، مغرب کی نماز کے بعد (۲۴) بار اور عشاء کی نماز کے بعد (۲۵) بار پڑھا کریں۔

نیز کوئی ایک وقت مقرر کر کے باوضو قبلہ رو بیٹھ کر درود شریف (۵۰۰) بار پڑھا کریں۔ ان شاء اللہ روزی فراغت کی ملے گی اور پریشانی دور ہوگی۔[2]

حلال روزی کمانے کی نیت ہو

ہر دکاندار اور تاجر کا مقصد حلال روزی کمانا اور اپنی ذمہ داری اور فرض کو پورا کرنا ہو کیونکہ حلال کمانا بھی مسلمان کی ذمہ داری اور فریضہ ہے، لہٰذا تجارت محض دنیاوی چیز نہیں بلکہ عبادت بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کھانا دوسرے فرائض (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ)

---

(۱) قال الله تبارک وتعالیٰ: یرید الله أن یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا. (سورة النساء:۲۸)

وقد جعل الله فیما أحل عوضا مما حرم، فحرم الربا وأحل البیع، وحرم السفاح وأحل النکاح، وحرم الدیباج وأحل الوشی، وحرم الخمر وأحل النبیذ غیر المسکر۔ (فیض الباری: (۲۱/۶) کتاب الأشربة، الفرق بین الخمر والنبیذ، ط: دار الکتب العلمیة)۔

(۲) فتاویٰ محمودیہ: (۱۶/ ۱۳۱) باب البیع الباطل والفاسد والمکروہ، بینڈ باجا فروخت کرنا اور حلال روزی کا عمل، ط: جامعہ فاروقیہ کراچی۔

کے بعد ایک فریضہ ہے۔[1]

حلال کمانے والے کے لئے خوشخبری

حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اس آدمی کے لئے خوشخبری ہو جس کی کمائی حلال ہے، اور جس کا دل اور باطن درست اور ظاہر کریم و شریف ہو، اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے، اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے، جو اپنے علم پر عمل کرے، اور اپنے زائد مال سے خرچ کرے اور فضول باتوں سے بچتا رہے۔[2]

حلال کمائی ایک فریضہ ہے

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ فرائض کے بعد حلال روزی کمانا ایک ذمہ داری اور فریضہ ہے، اس لئے تجارت کے دوران نماز، روزہ وغیرہ کا اہتمام کر کے روزی کمانی چاہئے تاکہ یہ بھی عبادت میں شامل ہو جائے، اور جو لوگ کاروبار کے

---

(۱) عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة. (مشكاة المصابيح: (۲٤٢/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

شعب الايمان: (٤٢٠/٦) رقم الحديث: ۸۷٤۱، الستون من شعب الايمان: وهو باب في حقوق الأولاد [والأهلين، ط: دار الكتب العلمية.

السنن الكبرى للبيهقي: (۲۷/٦) رقم الحديث: ۱۱٦۹٥، كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله [بيده، ط: ادارة تاليفات اشرفيه.

(۲) عن نصيح العنسي عن ركب المصري قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طوبى لمن طاب كسبه، [و]صلحت سريرته، وكرمت علانيته، وعزل عن الناس شره، طوبى لمن عمل بعلمه، وأنفق الفضل من [ما]له، وامسك الفضل من قوله رواه الطبراني۔ (الترغيب والترهيب: (٤٤٢/۲) رقم الحديث: ۲٦۷٦، كتاب [البيو]ع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (۷۱/٥) رقم الحديث: ٤٦۱٥، باب الراء، ركب المصري، ط: مكتبة ابن [ت]يمية القاهرة.

السنن الكبرى: (۱۸۲/٤) كتاب الزكاة، باب كراهية إمساك الفضل وغيره محتاج إليه، ط: إدارة [تاليف]ات اشرفيه.

دوران نماز اور روزہ کا اہتمام نہیں کرتے ان کی تجارت عبادت میں شامل نہیں اور وہ حقیقی معنی میں فریضہ اور ذمہ داری ادا کرنے والے نہیں ہیں۔

بعض لوگ کمائی کے دوران حرام وحلال میں تمیز نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ کمانا اور بچوں کا پیٹ پالنا بھی تو ضروری ہے، اور وہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ کمانے کے لئے دماغ اور طاقت کس نے دی ہے، اور اتنی ساری نعمتوں سے کس نے مالا مال کیا ہے، اس ذات کے حکم کی خلاف ورزی کر کے کمانا عقلمندی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی حاصل کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک فریضہ اور ذمہ داری۔ (1)

حلال لقمہ

دین اسلام میں حلال لقمہ کی بہت بڑی اہمیت ہے، اس سے دل میں نیک عمل کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے، اور گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے، اس لئے حرام لقمہ سے بچنا لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں اگر تم میں موجود ہوں تو دنیا کے فوت ہونے پر بھی افسوس

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة رواه البيهقي في شعب الايمان. (مشكاة المصابيح: (۲۴۲/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۲۷/٦) كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

وقوله: بعد الفريضة) كناية عن أن فرضية طلب كسب الحلال لاتكون في مرتبة فرضية الصلاة والصوم والحج وغيرها فالمعنى أنه فريضة بعد الفريضة العامة الوجوب على كل مكلف بعينه. (مرقاة المفاتيح: (۲٦/٦) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

نہ کرو، امانت کی حفاظت سچی بات، اچھے اخلاق، اور پاکیزہ لقمہ۔ (۱)

حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا

حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا کفر ہے۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے، ان کے پاس شیطان آ کر انہیں بہکاتے ہیں گمراہ کرتے ہیں، اور ان کو دین سے دور کرتے ہیں، اور جو اشیاء میں نے ان کے لئے حلال کی ہیں انہیں ان پر حرام کرتے ہیں اور انہیں حکم دیتے ہیں کہ میرے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک ٹھہرائیں جن کی شراکت کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی"۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ (شیطان اور نفس کے کہنے پر) حلال کو حرام کرنا شرک اور کفر ہے۔

---

(۱) عن عبداللہ بن عمرو رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اربع اذا كن فيك، فلا عليك مافاتك من الدنيا: حفظ امانة، وصدق حديث، وحسن خليقة، وعفة في طعمة رواه احمد والطبراني: (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴۱) رقم الحديث: ۲۶۷۴، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية.
مسند أحمد بن حنبل: (۲/۱۷۷) رقم الحديث: ۶۶۵۲، مسند عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما، ط: مؤسسة قرطبه، القاهرة.
مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۵) كتاب الرقاق، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(۲) عن عياض بن حمار المجاشعي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال ذات يوم: ألا إن ربي أمرني أن اعلمكم ماجهلتم مما علمني يوم هذا كل مانحلته عبداً حلال وإني خلقت عبادي حنفاء وانهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي مالم انزل به سلطانا. (صحيح مسلم: (۲/۳۸۵) كتاب الجنة، وصفة نعيمها وأهلها، ط: قديمي)
مسند أحمد: (۴/۱۶۲) حديث عياض بن حمار المجاشعي رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبه.
ومن اعتقد الحلال حراماً أو بالعكس يكفر إذا كان حراماً لعينه۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱/۳۲۴) كتاب الكراهية والاستحسان، ط: دار احياء الكتب العربية.
الفتاوى الهنديه: (۲/۲۷۳) كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ط: رشيديه.

حلال وحرام کے بارے میں سوال

''قیامت کے دن کا سوال''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۶/۵)

حمل

پیدا ہونے سے پہلے حمل کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، چوں کہ اس کے بارے میں بہت سارے احتمالات ہیں، مردہ پیدا ہوگا یا زندہ، دبلا ہوگا یا موٹا تازہ، نر ہوگا یا مادہ جس میں دھوکا ہونے کا قوی امکان ہے اور بیع میں دھوکا حرام ہے اس لیے حمل کی بیع حرام ہے۔(۱)

حمل جانور میں عیب نہیں ہے

''قربانی کے لیے جانور خریدنے کے بعد معلوم ہوا حاملہ ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔

حنوط شدہ جانور

حنوط شدہ جانور تصویر کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا

---

(۱) وأما الّذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، منها: أن يكون موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم، وماله خطر العدم كبيع نتاج النتاج بأن قال: بعت ولد ولد هذه الناقة، وكذا بيع الحمل؛ لأنّه إن باع الولد فهو بيع المعدوم وإن باع الحمل فله خطر العدم۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأمّا الّذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

(ولا يجوز بيع الحمل) أي الجنين (ونتاج الحمل) هو حبل الحبل، وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بين الحبل وحبل الحبل... ولأنّ فيه غرزاً وهو ما طوى عنك علمه۔ قال المغرب في الحديث: نهى عن بيع الغرر، وهو الّذي لا يدري أيكون أم لا، كبيع السمك في الماء والطير في الهواء۔ (العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۳۷۷/۶، ۳۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (۴۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

فرمایا ہے لوگوں نے نہیں بنایا، لیکن اگر یہ جانور ایسا ہے کہ اس کا گوشت کھانا حرام ہے تو وہ مرنے کے بعد ناپاک ہے، اسے گھر اور مہمان خانے میں رکھنا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا جانور ہے کہ اس کا گوشت کھانا حلال ہے لیکن اسلامی طریقے کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو تو مرنے کے بعد وہ بھی ناپاک ہے اسے بھی گھر اور مہمان خانے وغیرہ میں رکھنا ناجائز ہے، اور اگر وہ ایسا جانور ہے جس کا گوشت کھانا حلال ہے، اور اس کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کر کے پھر حنوط کیا گیا تو اس کو گھر یا مہمان خانے میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر اس کام میں بہت زیادہ رقم خرچ کی گئی تو پھر یہ مال ضائع کرنے کی قبیل سے ہے۔

باقی حنوط شدہ ذبح کے بغیر مردہ جانور کی خرید و فروخت کرنا اور درآمد اور برآمد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ مردہ جانور مال نہیں ہے، اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے، البتہ اسلامی طریقہ سے ذبح کرنے کے بعد حنوط کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت وغیرہ جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) س: هناك بعض الطيور كالحمام والصقور المحنطة والتي تباع في الأسواق للمنظر أو كالتحفة وبما أن هذه الطيور من خلق الله ولا يوجد بها أي تغير، لذلك ترغب من سماحتكم ما هو الحكم فيمن يضعها في منزله؟

ج: لا يعتبر ذلك من التصوير، ولا من مضاهاة خلق الله، ولا من اقتناء الصور التي ورد النهي عنها في الأحاديث، ولكن اتخاذها لمجرد أن تكون تحفة في المنازل فيه ضياع للمال إن كانت مأكولة اللحم وإتلاف حيوان ينتفع به إن كان من جنس الصقور دون فائدة مشروعة من وراء ذلك، مع ما في نفقات التحنيط من إسراف وكونه ذريعة إلى إتخاذ التماثيل في البيوت ونحوها فيمنع ذلك. (فتاوي اللجنة الدائمة: (۷۶۶/۱) رقم الفتوى: ۴۹۹۸، التصوير، إقتناء بعض الطيور المحنطة للمنظر أو للتحفة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء الرياض)

ج: إقتناء الطيور والحيوانات المحنطة سواء ما يحرم اقتنائه حياً أو ما جاز إقتنائه حيًا فيه إضاعة للمال وإسراف وتبذير في نفقات التحنيط، وقد نهى الله عن الإسراف والتبذير، ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن إضاعة المال. فتاوى اللجنة الدائمة: (۷۶۵/۱) رقم الفتوى: ۳۵۰م، التصوير، إقتناء الطيور والحيوانات المحنطة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)=

حنوط شدہ جانور کی خرید و فروخت

(۲۲۶) حنوط شدہ پرندوں اور جانوروں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ
مردار ہے اور مردار کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، مزید یہ کہ حنوط کرنے میں مال
صرف کرنا فضول خرچی میں آتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فضول خرچی اور مال ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔

مزید یہ کہ ان جانوروں کے متعلق غلط عقائد رکھنے کا اندیشہ ہے، اور
جانداروں کی تصویریں بنانے کا ذریعہ بن سکتا ہے، پھر انہیں گھروں میں یا دفاتر میں
رکھا جائے گا یا آویزاں کیا جائے گا اور یہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔ [1]

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی
تصویروں اور مجسموں کی وجہ سے شرک پیدا ہو گیا تھا، حالانکہ وہ اس قوم میں نیک
لوگ تھے اور ایک دوسرے کے قریب قریب زمانوں میں فوت ہوئے تھے، شیطان
نے ان کی قوم کے دل میں یہ خیال خوبصورت بنا کر ڈال دیا کہ وہ ان کی تصویریں

= وبطل بيع ماليس بمال... كالدم والميتة. (الدر المختار مع الرد: (٥/٥٠،٥١) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

والحيوان الذي ذبح أو قتل بغير ذكاة شرعية في حكم الميتة شرعاً، فلا يجوز بيع المنخنقة أو الموقوذة فيما بين المسلمين. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٣٠٣/١) المبحث الثالث، الشرط الثاني، كون المبيع متقوماً، ط: معارف القرآن)

(١) اقتناء الطيور والحيوانات المحنطة سواء مايحرم إقتنائه حيًا أو ما جاز اقتنائه حيًا فيه إضاعة للمال وإسراف وتبذير في نفقات التحنيط، وقد نهى الله عن الإسراف والتبذير، ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن إضاعة المال، ولأن ذلك وسيلة إلى إتخاذ الطيور وغيرها من ذوات الأرواح، وتعليقها ونصبها محرم فلا يجوز بيعها ولا إقتنائها، وعلى المحتسب أن يبين للناس أنها ممنوعة وأن يمنع ظاهرة تداولها في الأسواق. (فتاوى اللجنة الدائمة: (٧٦٥/١) رقم الفتوى: ٥٠٣٥، التصوير، إقتناء الطيور والحيوانات المحنطة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

انظر أيضاً الحاشية السابقة.

بنا کر جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں نصب کردیں، انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کی وجہ سے نوح علیہ السلام کی قوم شرک میں مبتلا ہوگئی۔ (۱)

حوالگی سے عاجز ہو

اگر بائع عقد بیع کے وقت بیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی بیع باطل ہے۔ اگر چہ وہ اس کی ملکیت میں ہو، مثلاً کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی تو جب تک گم شدہ چیز واپس مل نہیں جائے گی تب تک اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

حوالگی کو موخر کرنے کی شرط

"مبیع کو ادھار دینے کی شرط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۶)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما: صارت الأوثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد أما "ود" كانت لكلب بدومة الجندل، أما سواع كانت لهذيل، وأما يغوث فكانت لمراد... وأما يعوق فكانت لهمدان، وأما نسر فكانت لحمير لأل ذي الكلاع، أسماء رجال صالحين من قوم نوح، فلما هلكوا أوحى الشيطان إلى قومهم أن نصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصاباً وسموها بأسمائهم، ففعلوا فلم تعبد حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (الصحيح للبخاري: (۷۳۲/۲) كتاب التفسير، سورة نوح، باب ودًا ولا سواعاً ولا يغوث ويعوق ونسراً، ط: قديمي)

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: (۲۶۳/۲۱) تفسير سورة نوح: ۲۴، ۲۳، ط: مؤسسة الرسالة.

تفسير ابن كثير (۱۴۳/۱۴) سورة نوح، ط: مؤسسة قرطبة.

(۲) ومنها أن يكون مقدور التسليم عند العقد، فإن كان معجوز التسليم عنده لا ينعقد وإن كان مملوكاً له كالأبق في جواب ظاهر الروايات. (بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

بيع معجوز التسليم: يري جمهور الحنفية كما في ظاهر الرواية، أنه لا ينعقد بيع معجوز التسليم عند العقد، ولو كان مملوكاً كالطير الذي طار من يد صاحبه، أو العبد الآبق (الفار) واللقطة، ويكون البيع باطلاً. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۴۰۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الأول: أنواع البيع الباطل، ط: رشيديه)

الشامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط المبيع أنواع أربعة، ط: سعيد.

حوالگی مؤخر کرنے کی شرط لگانا

(۲۲۸) ''ڈلیوری مؤخر کرنے کی شرط لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۹/۳)

حوالے کا کاروبار

☆......حوالہ کاروبار اور ہنڈی کا حکم ایک ہے لہٰذا ہنڈی کے جتنے عنوانات ہیں ان کے ماتحت دیکھیں۔

☆......مزید یہ کہ حوالہ کا معاملہ ادھار ہونے کی صورت میں ڈالر وغیرہ کی قیمت بازار میں رائج قیمتوں سے زیادہ رکھنا جائز نہیں ہے، سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔(۱)

حوصلہ افزائی کرنا

اسلام نے دوسرے تاجروں کے سامان فروخت کرنے میں ان کی مدد اور حوصلہ افزائی کرنا سکھایا ہے، طاقت ور تاجر کمزور اور ضعیف تاجروں کی مدد کریں، ان

---

(۱) ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة ؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه يفتح باب الربا۔ (الهداية: (۱۱۰/۳) كتاب الصرف، ط: شركة علمية ملتان)

بيع فلوس معينة بالتفاضل، كبيع الفلس الواحد بعينه بفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: إنه لا يجوز أيضا ... والذي يظهر لهذا العبد الضعيف أن قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفذت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت بمنزلتها في كل شيئ، فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعيينها لانفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب و دب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۸۸/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچي)

عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲۸/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

کے ساتھ تعاون کریں اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ (۱)

حیلہ

حرام کو حلال کرنے کے لئے حیلہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس برائی کا ارتکاب نہ کرو جس کا ارتکاب یہود نے کیا، ایسا نہ ہو کہ تم چھوٹے چھوٹے حیلوں سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حرام کی گئی چیزوں کو حلال کرنے بیٹھ جاؤ۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود کا ستیاناس کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کردی تو انہوں نے اسے پگھلالیا، پھر اسے فروخت کردیا اور اس کی قیمت کھا گئے۔ (۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولايسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأوّل، ط: قديمی)

☐ عن أبي موسى رضي الله تعالیٰ عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا۔ وعن بشير رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل جسد إذا اشتكى عضو منه تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأوّل، ط: قديمی)

☐ فكل ما يستضر به المعامل فهو ظلم وإنّما العدل لا يضر بأخيه المسلم، والضابط الكلي فيه أن لايجب لأخيه إلاّ مايحب لنفسه، فكل مالو عومل به شق عليه وثقل على قلبه، فينبغي أن لايعامل غيره به بل ينبغي أن يستوي عنده درهمه ودرهم غيره۔ (إحياء علوم الدين: (۲/۷۴) كتاب آداب المعاش، الباب الثالث في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) وقال عليه السلام: لا ترتكبوا ما ارتكبت اليهود وتستحلوا محارم الله بادني الحيل. (غاية المرام: (ص: ۲۳) رقم الحديث (۱۱)، ط: المكتب الإسلامي)

☐ تفسير ابن كثير: (۱/۴۴۲) سورة البقرة: ۶۷، أمر بني اسرائيل بذبح البقرة، ط: مؤسسة قرطبة.

☐ روح المعاني: (۴/۹۴) سورة الأعراف: ۱۶۶، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۳) قاتل الله اليهود لما حرم الله عليهم الشحوم جملوها، ثم باعوها فاكلوا ثمنها. (صحيح البخاري: (۱/۲۹۸) (رقم: ۲۲۳۶) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمي)=

حیلہ سازی

''رخصت تلاش کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳/۴)

حیلہ کرنا

حرام کو حلال کرنے کے لیے یا حرام کھانے کے لیے یا حرام کام کرنے کے لیے یا دوسرے کے حق کو باطل کرنے کے لیے حیلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ حرام سے بچنے یا حرام سے نکلنے کے لیے حیلہ کرنا جائز ہے مثلاً سود لینے کے لیے حیلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ سود سے بچنے اور اس سے نکلنے کا طریقہ اور حیلہ بتایا جائے گا۔[1]

= الصحیح لمسلم: (۲/۲۳) کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم بیع الخمر والمیتة، ط: قدیمي.

إعلاء السنن: (۱۴/۷۹) کتاب البیوع، أبواب البیوع الفاسدة، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، ط: إدارة القرآن.

(۱) من مذهب علمائنا ان کل حیلة یحتال بها الرجل لابطال حق الغیر او لادخال شبهة فیه او لتمویه باطل، فهو مکروهة وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فهی حسنة، والاصل فی جواز هذا النوع من الحیل قول الله تعالی: { وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولاتحنث } وهذا تعلیم المخرج لایوب النبي علیه وعلی نبینا الصلاة والسلام عن یمینه التی حلف لیضربن امراته مائة عود، وعامة المشایخ علی ان حکمها لیس بمنسوخ وهو الصحیح من المذهب کذا فی الذخیرة۔ (الهندیة: (۶/ ۳۹۰) کتاب الحیل، الفصل الاول، ط: رشیدیه کوئٹه)

الحیل جمع حیلة وهي الحذق فی تدبیر الامور وهی تقلیب الفکر حتی یهتدی الی المقصود (الاشباه والنظائر: (ص: ۴۷۷) الفن الخامس: الحیل، ط: دار الفکر المعاصر، بیروت)

قال ابو سلیمان: کذبوا علی محمد لیس له کتاب الحیل وانما هو الهرب من الحرام والتخلص منه حسن قال تعالی: { وخذ بیدک ضغثا ... الایة } وذکر فی الخبر " ان رجلا اشتری صاعا من تمر بصاعین فقال النبی صلی الله علیه وسلم: أربیت هلا بعت تمرک بالسلعة ثم ابتعت بسلعتک تمرا" وهذا کله اذا لم یؤد الی الضرر۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۹۷) الفصل الخامس: الحیل، ط: قدیمی کراچی)

حیوانات کی ادھار بیع کا حکم

(۲۳۱) ☆......حیوان کی بیع حیوان کے بدلے میں ادھار کے طور پر کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا کہ آپ اس سال مجھے اپنا بیل دے دیں میں اس کے عوض میں آئندہ سال دوسرا بیل دے دوں گا تو یہ بیع شرعاً جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......حیوان کی بیع حیوان کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً پیسے کے بدلے میں ادھار جائز ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ۔ (شرح معانی الآثار: (۲/۲۱۴) کتاب البیوع، باب استقراض الحیوان، ط: مکتبہ رحمانیہ)

لایجوز بیع شیء من الحیوان من الرقیق ولا غیرہ بشیء من الحیوانات والرقیق ولا غیرہ نسیئۃ لان الحیوان لایجوز فیہ السلم ای التاجیل وقال عبداللہ بن مسعود انہ نہی السلم فی الحیوان۔ (اعلاء السنن: (۱۴/۳۸۵) باب النہی عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ، ط: إدارۃ القرآن)

کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ: (۳/۲۶۵) کتاب البیع، ارکان السلم، ط: مکتبۃ الحقیقیۃ۔

(۲)
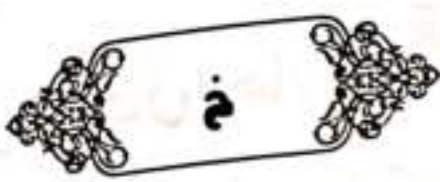
خارجی تجارت

''بیرون ممالک سے تجارت کی ضرورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۶

خچر کی تجارت

خچر کی تجارت جائز ہے۔ (۱)

خدمت خلق

''مال کی پاکی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۶۵)

خدمت کو ہدیہ قرار دینا

''ہدیہ کوئی خدمت ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۴۷۵)

خراب اور اچھا

''کچھ اچھا کچھ خراب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۲۹۴)

---

(۱) ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر وھو المختار۔ (الفتاوی الھندیة: (۳/۱۱۴) کتاب البیوع، الباب التاسع في مایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الرابع في بیع الحیوانات، ط: رشیدیه کوئٹه)

(وبصح بیع الکلب والفھد وسائر السباع، علمت) الکلب والفھد والسباع (اولا)۔ (مجمع الانھر: (۳/۱۵۱) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

ویصح بیع الکلب والسباع وسائر انواعھا۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۲۲۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۴/۵۳۰) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

البحر الرائق: (۶/۲۸۶) کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: رشیدیه کوئٹه۔

خراب چیز ٹوکری میں نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا

(۲۳۳) ''ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۳/۳)

خراب چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے

''عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خراب دے کر اچھا لینا

خراب گیہوں دے کر اچھے گیہوں لینا یا خراب آٹا دے کر اچھا آٹا لینا ہے تو برابر لینا دینا پڑے گا ورنہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۱) اگر کوئی شخص برابر دینے اور لینے پر راضی نہ ہو تو سود سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچ دیں کہ ہم نے اتنا آٹا دو سو روپے میں بیچا اور دو سو روپے پر قبضہ کرلیں پھر اسی دو سو روپے کے عوض اس سے وہ اچھے گیہوں یا آٹا لے لیں تو یہ جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) ولایجوز بیع الجید بالردیٔ مما فیه الربا إلا مثلاً بمثل؛ لأن الجودة إذا لاقت جنسها فیما یثبت فیه الربا لاقیمة له۔ (الجوهرة النیرة: (۲۵۹/۱) کتاب البیوع، باب الربا، ط: حقانیه)

مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الکتب العلمیة۔

الهدایة: (۸۳/۳) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رحمانیه۔

(۲) عن أبي هریرة رضي الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم استعمل رجلاً علی خیبر فجاء بتمر جنیب فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: أکل تمر خیبر هکذا؟ قال: لا والله یا رسول الله! إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعین والصاعین بالثلث، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فلاتفعل، بع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنیبا۔ (صحیح مسلم: (۲۶/۲) کتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)

صحیح البخاري: (۲۹۳/۱) کتاب البیوع، باب إذا أراد بیع تمر بتمر خیر منه، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۵) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

خراب ہونے والی چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا

ایک شخص نے گوشت یا مچھلی یا کوئی اور جلدی خراب ہونے والی چیز خریدی، پھر سودا بائع (دوکاندار) کے پاس چھوڑ کر گھر سے پیسے لینے کے لیے چلا گیا اور اتنی دیر کردی کہ جتنی دیر میں چیز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو بائع وہ چیز کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے اور دوسرا خریدار اصل معاملہ کو جانتے ہوئے بھی خرید سکتا ہے، اگر دوسرے خریدار کے ہاتھ زیادہ قیمت پر فروخت کی تو زائد قیمت کو صدقہ کردے اور اگر کم قیمت پر فروخت کی تو نقصان بائع کے ذمہ ہوگا، پہلے خریدار سے وہ نقصان پورا نہیں کرایا جائے گا۔ (۱)

خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی

خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت بائع نے یہ شرط لگائی کہ خریدار متعینہ مدت تک پوری قیمت ادا کرکے چیز اٹھالے گا، اور خریدار نے مثلاً دس ہزار ادا

---

(۱) وكذا لو اشترى شيئا مما يتسارع إليه الفساد، كاللحم والسمك والفاكهة، وذهب المشتري إلى بيته ليجيء بالثمن، فطال مكثه، وخاف البائع فساده كان له أن يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري منه أن ينتفع به وإن كان يعلم ذلك؛ لأن البائع رضي بانفساخ البيع الأول، والمشتري كذلك ظاهرا ثم ينظر إن كان الثمن الثاني أكثر من الأول فعليه أن يتصدق بالزيادة وإن كان أنقص فالنقصان على البائع لا على المشتري الأول۔
(فتح القدير: (۱۲۱/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة قبيل: باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۰۵/۶) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۴۹۷/۶) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ط: سعيد۔

اشترى ما يتسارع إليه الفساد ولم يقبضه المشتري ولم ينقد الثمن حتى غاب كان للبائع أن يبيعه من آخر ويحل للمشتري الثاني أن يشتريه وإن كان يعلم بالحال؛ لأن المشتري الأول رضي بهذا فسخ دلالة، فيحل للبائع بيعه وحل للمشتري أن يشتريه۔ (فتح القدير: (۲۷۲/۶) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

الخانية على هامش الهندية: (۲۳۰/۲) كتاب البيوع، فصل في الإقالة والاستحقاق، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۰۵/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

کردیئے اور بائع (سیلر) نے کہا کہ اگر خریدار متعینہ مدت تک چیز نہیں اٹھائے گا تو بائع کسی دوسرے کو فروخت کردے گا اور اس میں نقصان ہونے کی صورت میں خریدار کی جمع شدہ رقم سے تلافی کرے گا اور خریدار نے اس شرط کو منظور کیا اور وہ چیز خریدلی، مگر خریدار نے متعینہ مدت کے اندر پوری قیمت ادا کرکے وہ چیز نہیں اٹھائی، اور وہ چیز خراب ہونے لگی تو بائع نے مجبوراً وہ چیز دوسرے آدمی کو فروخت کردی اور اس میں مثلاً بیس ہزار کا نقصان ہوا تو اب بائع پہلے خریدار سے مزید دس ہزار کا نقصان وصول کرسکے گا۔

خراب ہونے والی چیزوں میں گوشت، مچھلی، چمڑا، سبزی، فروٹ وغیرہ ہیں

واضح رہے کہ خریدار سے نقصان کی تلافی کرنا اس وقت جائز ہوگا جب خریدار نقصان کی تلافی کی شرط کو منظور کرے گا ورنہ خریدار سے نقصان کی تلافی کرنا درست نہیں ہوگا۔ (۱)

خرافات

خرافات والی چیزوں کی تجارت جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) قلت: وفي الولوالجية: اشتري لحما، فذهب ليجي بالثمن فأبطأ فخاف البائع ان يفسد يسع البائع بيعه، لأن المشتري يكون راضيا بالإنفساخ، فان باع بزيادة تصدق بها أو بنقصان وضع على المشتري، وهذا نوع استحسان، وبه علم ان مايسرع فساده لايتوقف على القاضي لرضاه بالانفساخ. (شامي: (۵/ ۲۳۱) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب للقاضي ايداع مال غائب واقراضه وبيع منقوله، ط: سعيد)

☐ وفي الرافعي: قال ابن كمال باشا: ان هذا البيع وان كان قبل القبض الا انه ليس بمقصود، انما المقصود احياء حقه، وفي ضمنه يصح بيعه. (تقريرات الرافعي: (۲/۱۷۷) باب المتفرقات، ط: سعيد)۔

☐ الفتاوى الولوالجية: (۳/۱۸۹) كتاب البيوع، الفصل الثالث: فيما يجوز تصرف البائع والمشترى في الثمن والمبيع وفيما لايجوز، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) بيع السلاح من أهل الفتنة وفي عساكرهم؛ لأن بيعه منهم من باب الإعانة على الإثم والعدوان وأنه منهي، ولايكره بيع مايتخذه من السلاح منهم كالحديد وغيره؛ لأنه ليس معدًا للقتال فلايتحقق معنى الإعانة، ونظيره بيع الخشب الذي يصلح لاتخاذ المزمار فإنه لايكره، وان كره بيع المزامير۔ =

خربوزہ خراب نکلے

(۲۳۶) ''سبزی خراب نکلے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۵/۴)

خریدار

''گاہک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۵)

خریدار اور بائع کا الگ الگ ہونا ضروری ہے

''ایک شخص بائع اور خریدار دونوں نہیں ہوسکتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدار بیعانہ دے کر بھاگ گیا

بعض اوقات بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان باقاعدہ ایجاب وقبول کے ذریعہ بیع مکمل ہونے کے بعد مشتری کچھ رقم ٹوکن منی (Token Money) یعنی بیعانہ کے طور پر بائع کو دیتا ہے، بعد میں کسی بھی وجہ سے خریدار بھاگ جاتا ہے یا کسی وجہ سے خریداری سے انکار کر دیتا ہے، اس سے بعض دفعہ بائع کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے تو ایسی صورت میں نقصان سے بچنے کی متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ مشتری کو اگر مبیع کی واقعۃً ضرورت نہیں ہے تو بائع اس کا بیعانہ ضبط نہ کرے بلکہ مشتری پوری قیمت ادا کر کے مبیع پر قبضہ کر لے، پھر بائع بیعانہ کی رقم کی مقدار کم کر کے قیمت مقرر کرے اور مشتری سے واپس خرید لے اس صورت میں بیعانہ کی رقم ضبط نہیں ہوگی بلکہ مستقل عقد کے ذریعہ اتنی رقم نفع کے طور پر حاصل

=(بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما صفة البیع، ط: سعید)

الشامیة: (۲۶۸/۴) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۱۴۳/۵) کتاب السیر، باب البغاة، ط: سعید۔

کی گئی، اور یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

۲ بائع مشتری کی اجازت سے بیع کسی اور آدمی کو فروخت کردے، اگر پہلی بیع سے کم پر فروخت ہوئی، تو یہ نقصان بیعانہ کی رقم سے وصول کرلے کیونکہ یہ بیع اصل میں مشتری کے لئے ہوئی ہے اور اگر زیادہ قیمت پر فروخت ہو تو بائع اپنا ثمن وصول کرکے زائد رقم مشتری اول کو واپس کردے، کیونکہ سودا مکمل ہوچکا تھا اور مشتری اول ہی مبیع کا مالک بن چکا تھا۔ اور مالک ہی اصل اور نفع کا حق دار ہوتا ہے۔ (۲)

۳ اور اگر مشتری مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر بھی عمل کرنے کے لئے راضی نہیں تو ایسی صورت میں بائع عدالت سے رجوع کرے اور

---

(۱) يجب أن يعلم أن شراء ماباع الرجل... بأقل مما باع، ممن باع... قبل نقد الثمن لايجوز... بخلاف مابعد قبض الثمن. (المحيط البرهاني: (۳۸۷/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس في مايجوز بيعه ومالايجوز، نوع آخر في شراء ماباع بأقل مماباع. ط: إدارة القرآن)

☐ (وفسد شراء ماباع... بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) كل (الثمن) الأول... (ولابد) لعدم الجواز (من اتحاد جنس الثمن فإن اختلف جنس الثمن جاز مطلقاً كمالو شراه بأزيد أو بعد النقد. قوله: قبل نقد كل الثمن) قيد بكونه قبل النقد لأنه إذا كان بعده لافساد، و قيد بكل الثمن، لأنه لايجوز شراءه بالأقل وإن بقي من ثمنه درهم. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة)

☐ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۷۳، ۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد، ط: سعيد۔

☐ احسن الفتاوىٰ: (۵۱۷/۶) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) وصح بيع الوكيل بما قل أو كثر. (شرح الوقايه: (۱۹۳/۳) كتاب التوكيل، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: إدارة الحرم.

☐ الوكيل بالبيع يجوز بيعه بالقليل والكثير: (الفتاوىٰ الهندية (۵۸۸/۳) كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه.

☐ لو أعطى أحد ماله للدلال، وقال بعد بكذا درهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل ايضاً لصاحب المال. (شرح المجلة لرستم باز: (۲۴۴/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: فاروقيه.

☐ احسن الفتاوىٰ: (۵۱۷/۶) كتاب البيوع، ط: سعيد.

عدالت اسے کسی اور جگہ فروخت کرنے کی اجازت دے دے۔ [1]

❷ اگر اسلامی یا مسلمان ملک نہ ہونے کی وجہ سے عدالت سے رجوع کرنا مشکل ہو تو علماء کرام کی مجلس اور پنچائیت سے بھی فیصلہ کرایا جاسکتا ہے اور اگر بائع خود کسی وجہ سے عدالت سے رجوع نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا نقصان ہے لیکن اس وجہ سے بیعانہ ضبط کرنا جائز نہیں ہوگا۔ [2]

خریدار دو ہوں

''دو خریدار ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۳)

خریدار سامان واپس کرنا چاہے

''واپس کرنا چاہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۳/۶)

خریدار سے واپس خریدنا

کسی چیز کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت وصول کرنے سے پہلے وہی چیز خریدار سے کم قیمت میں خریدنا جائز نہیں ہے۔ [3]

---

(۱) ومن اشترى عبداً فغاب فبرهن البائع على بيعه وغيبته معروفة لم يبع بدين البائع وإلا بيع لدينه. (كنز الدقائق: (ص: ۲۵۸) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: قديمي).

الهداية: (۱۰۹/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رحمانيه.

تبيين الحقائق: (۱۲۸/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه.

أحسن الفتاوى: (۵۰۱/۶) كتاب البيوع، ط: سعيد.

(۲) احسن الفتاوى: (۵۰۱/۶) كتاب البيوع، ط: سعيد.

امداد المفتين: (ص: ۲۹۹) كتاب البيوع، متفرقات البيوع، ط: دار الإشاعت.

(۳) وفسد شراء ما باع ... بالأقل) من قدر الثمن الأوّل (قبل نقد) كل (الثمن) الأول۔ صورته: باع شيئاً بعشرة ولم يقبض الثمن ثم شراه بخمسة لم يجز۔ (قوله: وفسد شراء ما باع ... الخ) أي لو باع شيئاً وقبضه المشتري ولم يقبض البائع الثمن فاشتراه بأقلّ من الثمن الأوّل لايجوز۔ (الدر مع الرد: (۷۳/۵، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)=

البتہ پوری قیمت وصول ہونے کے بعد خریدار سے کم قیمت میں خریدنا جائز ہے۔ (۱)

خریدار کو تحفہ دینا

اگر فروخت کرنے والا خریدنے والے کو کوئی تحفہ دے تو خریدار قبضہ کرنے کے بعد اس کا مالک بن جائے گا۔ (۲)

لیکن اگر خریدار کسی کمپنی یا حکومتی ادارے کا وکیل ہے تو پھر یہ تحفہ رشوت کے مشابہ ہوگا، کیونکہ یہ ایک عام سی بات ہے کہ جب اس وکیل کو کوئی تحفہ دیا جائے گا تو وہ اس فروخت کرنے والے کو دوسروں پر ترجیح دے گا، چاہے وہ مال دوسروں کے پاس کم قیمت میں بھی ملے تب بھی تحفہ کی وجہ سے مال زیادہ قیمت پر اسی فروخت

تبيين الحقائق: (۵۳/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۸۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) وفي الفتاوى العتابية: ولو قبض الثمن ثم اشتراه بأقل جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۱۳۲/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل العاشر في بيع شيئين أحدهما لا يجوز البيع فيه شراء ما باع بأقل مما باع، ط: رشيديه)

والوضيعة: بيع بمثل الثمن الأول مع نقصان معلوم، والكل جائز۔ (الفتاوى الهندية: (۱۶۰/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۲) أهدي إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۲/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة. (الدر المختار مع الرد: (۴۶۳/۶) كتاب الصيد، ط: سعيد)۔

الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه. (الفتاوى الهندية: (۱۷۱/۳) كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط. الخ، ط: رشيديه.

کرنے والے سے خریدے گا۔ [(۱)]

ہاں اگر آدمی اپنے لئے کچھ خریدتا ہے اور فروخت کرنے والا اس کو کوئی تحفہ دے دے تو وہ لینا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ [(۲)]

خریدار کو متوجہ کرنے کے لیے ہدیہ دینا

☆......تاجروں کا خریداروں کو اپنی تجارتی خدمات کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور ان سے بہتر تعلقات قائم کرنے کے لیے ہدیہ دینا اور قیمتوں میں رعایتیں اور سہولیات دینا اچھا عمل ہے، اس کو اختیار کرنے سے خریداروں کے دل میں اس تاجر کی محبت، عظمت اور احترام پیدا ہوتا ہے اور ان کی دعائیں حاصل کرنے سے تجارت میں خیر و برکت ہوتی ہے، مارکیٹنگ کے لیے ہدیہ تحفے دینے کے عمل کو اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ [(۳)]

---

(۱) وفی المصباح: الرشوة مايعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على مايريد: (شامي: ۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد).

عن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لا يخرجها عن دائرة الحرام إلى الحلال۔ (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوي: (ص: ۲۷۱)، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)۔

(۲) أنظر رقم الحاشيه: ۲، على الصفحة السابقة۔ (أهدي إلى رجل شيئاً أو أضافه)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: تهادوا تحابوا۔ (الأدب المفرد للبخاري: (۲۰۸/۱) رقم الحديث: ۵۹۴، ط: دار البشائر، بيروت)

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۶۹/۶) كتاب الهبات، باب التحريض على الهبة والهداية... الخ، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

تهادوا تحابوا... تهادوا يزيد في القلب حبا، وذلک لأن الهبة خلق من أخلاق الإسلام دلت عليه الأنبياء وحث عليه خلق وهم الأولياء تؤلف القلوب وتنفي سخائم الصدور۔ (فيض القدير: (۱۴۹/۳) رقم الحديث: ۳۳۷۳، حرف التاء، ط: دار الحديث القاهرة)

☆...... ہدیہ کے طور پر دی جانے والی چیز کا جائز ہونا ضروری ہے، حرام چیزوں کا ہدیہ دینا جائز نہیں ہے، مثلاً شراب، خنزیر، آلات لہو ولعب اور جان دار کی تصویر یا مجسمہ پر مشتمل چیزوں کا ہدیہ دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔

☆...... ہدیہ کسی ایسی شرط یا صورت پر مشتمل نہ ہو جس میں جوا اور دھوکا وغیرہ ہو جیسے آج کل انعامی اسکیم کے نام سے جوا اور دھوکا کیا جاتا ہے۔

☆...... ہدیہ دینے اور لینے میں کسی طرح سودی معاملہ لازم نہ آئے۔

☆...... ہدیہ دینے والے کا مقصد حرام اور ناجائز معاملات کو رواج دینا نہ ہو، مثلاً حرام چیزوں یا سودی معاملات وغیرہ کو فروغ دینا یا دوسرے تاجروں کو نقصان پہنچانا نہ ہو۔ (1)

خریدار کو وکیل بنانا

''خرید کر بیچ دو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۰/۳)

---

(۱) أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه، إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس، إلا أن يعلم بأنه حرام. فإن كان الغالب هو الحرام، ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام. (الفتاوى الهندية: (۳۴۲/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

☐ الأشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳) القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ما خرج عن هذه القاعدة، ط: قديمي۔

☐ مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴) كتاب الكراهية، ط: غفاريه كوئته۔

☐ الخانية على هامش الهندية: (۴۰۰/۳) كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ط: رشيديه۔

☐ وسمي القمار قمارا؛ لأن كل واحد ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (الشامية: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ وما كان سببا لمحظور فهو محظور. (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

☐ أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

خریدار کے روپیہ سے مال خرید کر اسی پر نفع سے بیچنا

(۲۴۲) اگر کوئی شخص باقاعدہ تاجر ہے مگر اس کے پاس تجارت کرنے کے لئے فی الحال پیسے نہیں ہیں، اس نے گاہک سے پیشگی رقم وصول کی اس سے مال خریدا یا تیار کیا، پھر گاہک پر نفع کے ساتھ فروخت کیا تو یہ جائز ہے اور تاجر کے لئے نفع حلال ہے، کیونکہ گاہک نے اسے اپنا وکیل نہیں بنایا بلکہ اس کے ساتھ عقد کیا ہے۔[۱]

ہاں اگر کوئی باقاعدہ تاجر نہ ہو، اسے کسی نے مال خریدنے کے لئے پیسے دیئے تو وہ سامان خریدنے کا وکیل ہوگا، وہ اس میں نفع نہیں کما سکتا۔[۲]

---

(۱) كل شئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق. (شرح المجله لرستم باز: (۱۷۵/۱) المادة، ۳۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع في الإستصناع، ط: فاروقيه)

والذي يظهر لي أن هذا المبلغ دفعة تحت الحساب، وهي: وان كانت قرضاً في الإصطلاح الفقهي، من حيث يجوز للمدله أن يصرفها في حوائج نفسه، ومن حيث كونها مضمونة عليه. ولكنها قرض يجوز فيه شرط البيع اللاحق، لكونه شرطاً متعارضاً، فإن الدفعات تحت الحساب لا يقصد بها الإقراض، وإنما يقصد بها تفريغ ذمة المشتري عن أداء الثمن عند البيع اللاحق وأن يتيسر له شراء الحاجات دون أن يتكلف نقد الثمن كل مرة، فهذا قرض تعورف فيه شرط البيع، والشرط كلما كان متعارفاً فإنه يجوز عند الحنفية، وإن كان مخالفاً لمقتضى العقد، كما في شراء النعل بشرط أن يحذوه البائع۔ (بحوث في قضايا فقهيه معاصرة: (۶۷/۱) أحكام البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم كراچى)۔

الثمن المدفوع مقدماً عند إبرام العقد مملوك للصانع يجوز له الانتفاع والاسترباح به... ويكون ربحه للصانع بحكم الضمان، تخريجاً للثمن المقدم في الاستصناع على الأجرة المقدمة أو ما اشترط تعجيله في الإجارة۔

(فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲۰۵/۱، ۲۰۶) المبحث الخامس، الباب الثاني في السلم والاستصناع، أحكام ثمن الاستصناع، ط: معارف القرآن)

فتاوىٰ دار العلوم ديوبند: (۳۰۳/۱۴) خريد و فروخت كا بيان، ط: دار الإشاعت۔

(۲) عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

آج کل دوائی کی کمپنی اور اکثر بڑے کارخانہ والے پیشگی رقم لے کر سامان اور دوائی تیار کرتے ہیں پھر ان کو نفع رکھ کر سامان اور دوائی دیتے ہیں یہ جائز ہے کیونکہ دوائی کی کمپنی اور کارخانہ والے خریدار کے وکیل نہیں ہیں۔

خریدار کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا

گاہک خریدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے، اور دکاندار کے لئے روزی کمانے کا ذریعہ ہے، اگر دکان میں کوئی خریدار نہیں آئے گا تو کمائی کہاں سے ہوگی اور گزارا کیسے ہوگا، چولہا کیسے جلے گا اس لئے دکاندار کو چاہئے کہ اپنے خریدار اور گاہک کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کا معاملہ کرے، اس کے ساتھ بدخواہی اور برائی کا معاملہ نہ کرے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ میں استطاعت کے مطابق دینی احکام کی مکمل اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کروں گا۔ (۱)

= لا یجوز التصرف في مال غیره بغیر إذنه. (شرح الحموي: (۲/۴۴۴) كتاب الغصب، ط: إدارة القرآن)

لا یجوز لأحد أن یتصرف في ملك الغیر بلا إذنه... وإن فعل كان ضامناً. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۱) رقم المادة: ۹۶، المقالة الثانیة: في بیان القواعد الكلیة الفقهیة، ط: فاروقیه.

وکیل کو یہ جائز نہیں کہ مؤکل کے روپیہ سے بدون اس کی اجازت کے نفع حاصل کرے۔ (امداد الاحکام: ۳/ ۴۳۰) کتاب الوکالۃ والکفالۃ، ط: دار العلوم کراچی۔

(۱) عن جریر بن عبدالله رضي الله عنه، قال: بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فلقنني فیما استطعت والنصح لكل مسلم. (صحیح بخاري: (۱/۲۶۹) كتاب الأحكام، باب كیف یبایع الإمام الناس، ط: قدیمي)

السنن الكبری للبیهقي: (۵/۲۷۱) كتاب البیوع، باب المتبایعان بالخیار ما لم یتفرقا، ط: دار الباز.

صحیح ابن حبان: (۱/۴۱۲) رقم الحدیث: ۴۵۴۶، كتاب السیر، باب بیعة الأئمة وما یستحب لهم، ذكر البیان بأن النصح لكل مسلم في البیعة، ط: مؤسسة الرسالة.

خریدار کے قبضے سے پہلے بائع نے تصرف کیا

''قبضہ مشتری سے پہلے بائع نے فروخت کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدار کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے

''گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدار نے اس کے خریدار سے اقالہ کیا

خریدار نے خریدا ہوا سودا آگے کسی اور کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس کا اقالہ کیا پھر اس سودے میں کسی ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع (سیلر) کے ہاں لگا تھا اب وہ بائع کو واپس کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، کیوں کہ پہلے بائع کے حق میں اقالہ، جدید بیع ہے گویا کہ اب خریدار نے اس چیز کو اپنے خریدار سے خریدا ہے۔[1]

خریداروں کو متوجہ کرنے والی سرگرمیاں

خریداروں کو متوجہ کرنے کے لیے چند اہم چیزیں یہ ہیں:

۱. خریداروں کو ہدیہ تحفہ دیا جائے۔
۲. قیمتوں میں رعایت دی جائے۔
۳. خریدی ہوئی چیز واپس کرنے کا اختیار دیا جائے۔
۴. مصنوعات کی تشہیر کے لیے مقابلہ منعقد کیا جائے۔

---

(۱) إذا باع المشتري المبيع من آخر، ثم تقايلا، ثم اطلع على عيب كان في يد البائع فأراد أن يرده على البائع ليس له ذلک، لأنه بيع في حقه فكأنه اشتراه من المشتري بحر۔ (الشامية: (۵/۱۲۷) كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب: تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۰۴) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۴/۷۲) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳/۱۰۳) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار الكتب العلمية۔

⑤ چیز اصلی اور معیاری ہونے کی ضمانت دی جائے۔

خریداری حتمی کرنے سے پہلے تمام شرائط طے کرلیں

خریداری کو حتمی شکل دینے سے پہلے تمام شرائط (ٹرمز اینڈ کنڈیشنز) کو بالکل واضح کرلینا چاہیے یعنی عمدگی (کوالٹی)، مقدار (کوانٹٹی)، وقت (ٹائم) اور منگوانے کے اخراجات، پیکنگ اور ادائیگی وغیرہ کے تمام معاملات کو باہم طے کرلینا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑے کی شکل نہ بنے نیز تمام معاملات کو حتمی شکل دینے سے پہلے ادارے کے ذمہ داروں کو بھی اعتماد میں لیا جائے۔[1]

خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

اگر کسی تاجر نے کسی فیکٹری، کمپنی، کارخانہ، دکان یا کسی دوسرے شہر سے مال منگوایا، مال بیچنے والے نے ڈاک، بلٹی، یا جدید وقدیم حمل ونقل کے آلات مثلاً جانور، گاڑی، بحری یا ہوائی جہاز کے ذریعہ خریدار کا خریدا ہوا مال روانہ کردیا تو خریدار اس مال کو اپنے پاس پہنچنے سے پہلے کسی پر فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ خریدار نے مال خریدنے کے بعد اگر بیچنے والے سے کہا

---

(۱) يلزم أن يكون المبيع معلومًا عند المشتري) لأن بيع المجهول فاسد... وذلك لأن جهالة المبيع تفضي إلى النزاع فيمتنع التسليم والتسلم، ولهذا لو كان البيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرتفع الجهالة الفاحشة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۲۰۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: دار الكتب العلمية)

☐ (وشرط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن) كمصري أو دمشقي (غير مشار إليه) (قوله: غير مشار إليه) أي إلى ما ذكر من المبيع والثمن، قال في البحر: لأن التسليم والتسلم واجب بالعقد، وهذه الجهالة مفضية إلى المنازعة فيمتنع التسليم والتسلم وكل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز... اهـ (الدر مع الرد: (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۲۷۳/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☐ الهداية: (۲۱/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

کہ میرا یہ مال فلاں اڈہ والوں کے ہاتھ یا فلاں ہوائی جہاز یا فلاں بحری جہاز کے ذریعہ مجھے بھیج دیں اور کرایہ بھی خریدار ہی ادا کرے یا فی الحال بیچنے والا ادا کرے مگر بعد میں بل کے ساتھ خریدار کرایہ کی رقم بھی بیچنے والے کو ادا کردے، تو اس صورت میں جوں ہی بیچنے والا خریدار کا مال اڈہ والوں یا جہاز کے حوالے کرے گا، وہ مال بیچنے والے کے ضمان سے نکل کر خریدار کے ضمان میں آجائے گا، اور اس سے خریدار کا قبضہ ثابت ہوجائے گا اور خریدار اسے آگے فروخت کرسکے گا۔

اور اگر بیچنے والے نے خود مال بھیجا اور کرایہ بھی خود ادا کیا تو اس صورت میں خریدار کا قبضہ اس وقت ثابت ہوگا جب کہ مال اس کے پاس پہنچے گا، اور خریدار اس مال کو وصول کرنے سے پہلے فروخت نہیں کرسکے گا، اس وجہ سے اگر مال راستہ میں ہلاک ہوجائے تو پہلی صورت میں خریدار کا نقصان ہوگا اور دوسری صورت میں بیچنے والے کا نقصان ہوگا۔[1]

---

(۱) إذا قال المشتری للبائع ابعث إلی إبنی واستأجر البائع رجلا یحمله إلی ابنه فهذا لیس بقبض، والأجر علی البائع، إلا أن یقول: استأجر علیّ من یحمله، فقبض الأجیر یکون قبض المشتری إن صدقه أنه استأجر ودفع إلیه، وإن أنکر استئجاره والدفع الیه فالقول له. کذا فی التاتارخانیة۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/ ۱۹)، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن، الفصل الثانی فی تسلیم المبیع وفیما یکون قبضا۔۔۔إلخ، ط: رشیدیه)۔

▭ الفتاوی التاتارخانیة (۸/ ۲۶۳)، کتاب البیوع، الفصل الرابع فی حبس المبیع بالثمن، وما یتصل بهذا النوع، ط: مکتبة فاروقیه)۔

▭ قبض الوکیل بمنزلة قبض المؤکل من حیث إن الوکیل فی القبض عامل للمؤکل، ألا تری أنه لو هلک فی ید الوکیل، کان بمنزلة ما لو هلک فی ید المؤکل۔ (المحیط البرهانی (۱۰/ ۲۵۳)، کتاب الصرف، الفصل الثانی عشر فی الوکالة فی الصرف، ط: إدارة القرآن)۔

▭ (لا یصح بیع المنقول قبل قبضه) لنهیه علیه الصلاة والسلام عن بیع مالم یقبض ولأن فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک۔ (مجمع الأنهر (۳/ ۱۱۳)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل، ط: دار الکتب العلمیة)

▭ البحر الرائق: (۶/ ۱۹۰)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی بیان التصرف فی المبیع، ط: رشیدیه۔=

خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا

بعض مسلمان تاجر دکان میں یہ اعلان لکھ کر لٹکا دیتے ہیں کہ ”خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا“ یہ ایک مسلمان تاجر کے لیے بالکل مناسب نہیں، اس سے لوگوں کا اعتماد ختم ہو جائے گا اور سامان کم فروخت ہوگا اور خیر و برکت ختم ہو جائے گی اور اجر و ثواب سے بھی محروم رہے گا۔ (۱)

خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا

بعض دکاندار اپنی دکان میں یہ لکھ کر آویزاں کر دیتے ہیں کہ ”خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا“ اس شرط پر سودا بیچنا درست نہیں کیونکہ یہ شرط صحیح نہیں، اس میں نقصان اور اصل حقیقت کو چھپانے کا اندیشہ ہے، اور یہ شرط عیب سے براءت کے لئے کافی نہیں ہے، اس لئے اگر خریدی ہوئی چیز میں عیب ہوگا تو خریدار کو واپس یا تبدیل کرنے کا اختیار ہوگا اس عبارت کی وجہ سے خریدار سے واپس یا تبدیل کرنے

= وإن هلك المشتري في يد الوكيل قبل الحبس، هلك على المؤكل۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۵۸۱) كتاب السير، باب الردة وأحكامها، فصل في أهل الذمة وما يؤخذ منهم من الجزية، ط: رشيديه)

تعود حقوق العقد في الرسالة إلى المرسل ولا تتعلق بالرسول أصلاً۔ (شرح المجله لرستم باز: (۶۱۳/۲) المادة: ۱۴۶۲، الكتاب الحادي عشر: في الوكالة الباب الثالث في بيان أحكام الوكالة، ط: فاروقيه)

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أقال مسلمًا أقاله الله عثرته يوم القيامة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، قبيل باب السلم والرهن، الفصل الثاني، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب الإجارات، باب في فضل الإقالة، ط: رحمانية۔

وأما صفتها فهي مندوب إليها للحديث: من أقال نادمًا أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (البحر الرائق: (۱۰۲/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

مرقاة المفاتيح: (۹۱/۶) كتاب البيوع، باب من ابتاع نخلاً... الخ، ط: رشيديه۔

کا جو اختیار ختم کیا جا رہا ہے وہ شریعت کے خلاف ہے۔ (۱)

(۲۴۸)

خرید پر خرید

اگر ایک گاہک نے دکاندار سے سامان خرید لیا ہے یا خریدنے کی بات کی ہے، اور قیمت وغیرہ بھی طے ہو چکی ہے اب دوسرا شخص آتا ہے اور دکاندار سے یہ کہتا ہے کہ مجھے بیچ دو میں اس سے زائد قیمت دوں گا تو یہ جائز نہیں ہے جب تک کہ پہلا گاہک خریدنے سے انکار نہ کرے، عام طور پر زمین، مکان، دکان وغیرہ میں لوگ

---

(۱) خيار العيب حق يثبت للمشتري لرد المبيع بسبب عيب كان في المبيع وقت الشراء ولم يطلع عليه وأصله دلالة قوله تعالى: "ياايها الذين امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض" (النساء: ۲۹) فدلت الآية على أن عدم الرضا يمنع صحة البيع، فإن فقد الرضا من أصله لايتحقق البيع شرعاً، وإن اختل رضا المشتري بسبب العيب، فإنه يوجب الخيار فيه، إثباتاً للحكم على قدر الدليل، وقد وردت السنة بهذا الخيار أيضاً... وفي هذا يتميز الفقه الإسلامي عن بعض القوانين الوضعية التي تخالف الشريعة الإسلامية من جهتين:

الجهة الأولى: أن بعض القوانين الوضعية لاتسلم مسؤلية البائع في الإفصاح عن العيوب الخفية في المبيع، بل تعتقد أن من مسؤلية المشتري أن يتأكد من سلامة المبيع بنفسه... فإن اطلع المشتري على عيب في المبيع بعد الشراء فلايحق له الرد. وإن هذا الأصل معروف عندهم بالمثل القائل: (Caveat Emptor) (حذر المشتري)... ولكن هذا الأصل مخالف تماماً لمبادئ الشرعية الإسلامية... أما الشريعة الإسلامية، فتضمن حقوق الطرفين، وأن يكون العقود شفافاً لكل من المتعاقدين، وأن لايستغل أحدهما الآخر، ولو بسكوته، ولهذا أوجب رسول الله صلى الله عليه وسلم على البائع. ان يفصح عن عيوب المبيع وأعطى الخيار للمشتري إذا لم يفصحه البائع عند العقد وبناء على ذلك، أجمع فقهاء الشرعية الإسلامية على ثبوت أصل هذا الخيار قال ابن قدامة رحمه الله تعالى: "متى علم بالبيع عيباً لم يكن عالماً به فله الخيار بين الإمساك والفسخ، سواء كان البائع علم العيب أو كتمه، أو لم يعلم. لانعلم بين أهل العلم في هذا خلافاً. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/۸۲۶، ۸۳۲) المبحث الثامن: تقسيم البيع من حيث ترتب آثاره، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، خيار العيب، ط: معارف القرآن)

المغني لابن قدامة: (۴/۲۵۷) كتاب البيوع، بيع المصراة، فصل: علم بالمبيع عيباً لم يكن عالماً به ط: دار الفكر.

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۴۳) الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقية.

ایسا کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔(۱)

اسی طرح ایک شخص کسی سامان یا زمین کی قیمت لگا چکا ہو، اور ابھی انکار کسی کی جانب سے نہ ہوا ہو تو دوسرے کسی شخص کا بھاؤ لگا کر بائع (سیلر) کو اپنی جانب راغب کرنا درست نہیں، ہاں جب انکار ہو جائے تب درست ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔(۲)

خریدتے وقت تحقیق کی ضرورت

بازار سے کوئی چیز خریدتے وقت تحقیق کی ضرورت نہیں ہے(۳) اگر اتفاق سے تحقیق یا گمان غالب سے یہ معلوم ہو جائے کہ بیچنے والا ناجائز طریقے سے چیز

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يسم المسلم على سوم المسلم. قوله: لا يسم إلخ، قال في الفتح: وشرطه أن يتراضيا بثمن ويقع الركون به، فيجيء آخر فيدفع للمالك أكثر أو مثله... وقال الموفق في المغني: روي مسلم عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ولا يسم الرجل على سوم أخيه" ولا يخلو من أربعة أقسام: أحدها: أن يوجد من البائع تصريح بالرضا بالبيع فهذا يحرم السوم على غير ذلك المشتري، وهو الذي تناوله النهي. الثاني: أن يظهر منه ما يدل على عدم الرضا، فلا يحرم السوم. (إعلاء السنن: (۱۴/ ۱۸۹، ۱۹۱) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب في النهي عن سوم بعض على بعض، ط: إدارة القرآن)

المغني لابن قدامة: (۴/ ۳۰) كتاب البيوع، باب بيع المصراة، مسألة النهي عن النجش، فصل: لا يسم الرجل على سوم أخيه، ط: دار الفكر.

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يبيع الرجل على بيع أخيه الحديث. (صحيح مسلم: (۲/ ۳) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه. الخ، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۵/ ۳۴۴) كتاب البيوع، جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب وغير ذلك، باب لا يبيع بعضكم على بيع بعض، ط: ادارة تاليفات اشرفيه.

صحيح ابن حبان: (۱۱/ ۳۳۹) كتاب البيوع، باب البيع المنهي عنه، ذكر الزجر عن بيع المرء على بيع أخيه الخ، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) قوله تعالى: {ولا تجسسوا} (سورة الحجرات: ۱۲)

خرید کر فروخت کر رہا ہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں ہوگا اور اگر نا جائز ہونے کی تحقیق یا گمان غالب نہ ہو تو اس کو خریدنا جائز ہوگا۔ (۱)

(۲۵۰)

خریدتے وقت چیزیں چکھنا

''چکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۸/۳)

خرید کر بیچ دو

گاہک ایک مال دار یا دکان دار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فلاں قسم کی چیز مثلاً فریج وغیرہ خرید کر مجھے بیچ دو، اس مال دار یا دکان دار نے گاہک کو رقم دے کر خریدنے کا وکیل بنا دیا کہ تم پہلے میرے لیے خرید و تا کہ بعد میں تم اس مال میں کوئی نقص یا عیب نہ بتاؤ، پھر اس کے بعد دوبارہ مجھ سے اپنے لیے خرید لو، گاہک نے خوشی سے یہ شرط قبول کر لی اور خریدنے کا وعدہ کر لیا اس صورت کا حکم یہ ہے کہ عیب نہ بتلانے کی شرط سے اس کا حق ساقط نہیں ہوگا، اگر گاہک کو اپنے لیے خریدتے وقت عیب اور نقص کا پتا چل گیا تو گاہک کو شرعاً یہ حق حاصل ہوگا کہ اس عیب اور نقص کی وجہ سے مال نہ خریدے، مال دار یا دکان دار کے لیے گاہک کو خریدنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وحمل فعل المسلم على الصحة والحل واجب ما أمكن الا أن تقوم البينة۔ (المبسوط للامام السرخسي: (۶۲/۱۷) كتاب الدعوى، اختلاف الأوقات في الدعوى وغير ذلك، ط: دار المعرفة)

أمور المسلمين على السداد حتى يظهر غيره، من مسائله: ان من باع درهما ودينارا بدرهمين ودينارين جاز البيع وصرف الجنس الى خلاف جنسه تحريا للجواز حملا لحال المسلمين على الصلاح الا اذا نص: ان الدرهم بالدرهم والدينار بالدينار فانه يفسد البيع۔ (القواعد الفقهية، [رقم القاعدة: ۵۲] (ص: ۶۳) ط: الصدف پبلشرز)

(۲) قال النووي: أجمعوا على أنّ من وعد إنسانًا شيئًا ليس بمنهي عنه، فينبغي أن يفي بوعده، وهل ذلك واجب أو مستحب؟ فيه خلاف ذهب الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب، =

خرید کر فراہم کردیں گے

بعض اوقات کاروباری حضرات کے پاس چیز موجود نہیں ہوتی مگر وہ اس امید پر سودا طے کرلیتے ہیں کہ بعد میں کہیں سے خرید کر فراہم کردیں گے۔ یہ جائز نہیں ہے البتہ گاہک سے یہ وعدہ کرسکتے ہیں کہ ہم فلاں چیز اس قیمت پر دیں گے پھر اس کے بعد وہ چیز خرید کر وعدہ کے مطابق سودا کرلیں تو جائز ہے۔ [1]

یا یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جو چیز بیچنے والے کے پاس نہیں اس چیز کی جنس نوع اور تمام صفات بیان کردیں اور گاہک پوری قیمت اس مجلس میں ادا کردے تو یہ بیع سلم میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا مثلاً دکاندار یہ کہے کہ میں آپ کو اتنی مدت بعد ان صفات کی حامل فلاں چیز مہیا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں اور گاہک

= فلو تركه، فإنه الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى، قال: وذهب جماعة إلى أنه واجب... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلا بد من الوفاء إلا أن يتعذر. (مرقاة المفاتيح: (٢٢٨/٨) رقم الحديث: ٤٨٩٢، كتاب الأدب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

☐ تحفة الأحوذي: (١٢١/٦) كتاب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، ط: قديمي۔

☐ عون المعبود: (٢٢٨٦/٢) كتاب الأدب، باب العدة، ط: دار ابن حزم۔

☐ امداد الفتاوى: (٣١/٣) كتاب البيوع، ط: دار العلوم كراچی۔

☐ والذي يظهر أن التراضي لا بد منه لغة أيضا فإنه لا يفهم من باعه و باع زيد عبده إلا أنه استبدل به بالتراضي وإن الأخذ غصبا وإعطاء شيء آخر من غير تراض لا يقول فيه أهل اللغة باعه. (فتح القدير: (٥/ ٤٥٥) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

(١) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكا له وإن ملكه بعده، إلا السلم. (شامي: (٤/٥٠٥) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (٢٧٩/٥) كتاب البيع، ط: سعيد)

☐ لا يصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه الصلاة والسلام عن بيع مالم يقبض. (مجمع الأنهر: (١٠٣/٣) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: دار الكتب العلمية.

پوری قیمت ادا کردے تو یہ جائز ہوگا۔(۱)

خرید کردہ درخت کو کہاں سے کاٹے

''درخت خریدنے کے بعد کہاں سے کاٹے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خرید کر دیکھا تو عیب ہے

''عیب کے عوض میں قیمت کم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۲/۴)

خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے آگے سودا کرنا

''قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۶/۵)

خرید کی منصوبہ بندی

کسی بھی کام کو انجام دینے کے لیے نیت اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ ترتیب وتدبیر عمدہ ہونا اور منصوبہ بندی مناسب ہونا بھی ضروری ہے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا کام شروع کردینا چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (۲)

ترجمہ: پھر جب آپ رائے پختہ کرلیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجیے، بیشک اللہ

---

(۱) وشرائطه: تسمية الجنس والنوع والوصف والأجل... وقبض رأس المال قبل المفارقة. الاختيار لتعليل المختار: (۳۴/۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (۲۱۵/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۱۶۵/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: رشيديه.

(۲) [آل عمران: ۱۵۹]

تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ (۱)

لہٰذا مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ سامان خریدنے سے پہلے درج ذیل بنیادوں پر منصوبہ بندی کریں:

❶ آنے والے دنوں میں موسم اور حالات کے اعتبار سے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی۔

❷ مطلوبہ اشیاء کی کتنی مقدار درکار ہوگی؟

❸ مطلوبہ اشیاء کو خریدنے کے لیے کتنے وسائل درکار ہوں گے؟ اور ان میں سے کتنے تیار ہیں اور کتنے مہیا ہو سکیں گے؟

خرید کے دام پر دینا

اگر دکان دار وغیرہ نے خریدار سے کہا کہ یہ چیز ہم آپ کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہیں لیں گے تو اب کچھ نفع لینا جائز نہیں ہوگا خرید ہی کے دام ٹھیک ٹھیک بتانا واجب ہوگا، اس طرح کے سودے کو ''تولیہ'' کہتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) (بیان القرآن)

☜ { فإذا عزمت فتوكل على الله إن الله يحب المتوكلين }، أي فإذا عقدت نيتك على إتمام أمر و بعد المشاورة السليمة وبعد أن تبين لك وجه السداد فيما يجب أن تسلكه فباشر بتنفيذ ما عقدت العزم على تنفيذه، و "توكل على الله"، أي اعتمد عليه في الوصول إلى غايتك فإن الله تعالى يحب المعتمدين عليه، المفوضين أمورهم إليه مع مباشرة الأسباب التي شرعها لهم لكي يصلوا إلى مطلوبهم. (الوسيط للطنطاوي: (۳۱۹/۲) سورة آل عمران: ۱۵۹، ط: دار نهضة مصر)

(۲) صورة التولية أن يقول لآخر: أعطني مثل ما أعطيت۔ (الشامية: (۲۱۸/۵) كتاب البيوع، باب السلم مطلب: هل اللحم قيمي أو مثلي؟، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۱۶۵/۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد

☜ مجمع الأنهر: (۱۳۵/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

☜ والتولية نقل ما ملكه بالعقد الأول بالثمن الأول من غير زيادة ربح۔ (الجوهرة النيرة: (۲۳۵/۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: حقانيه)

☜ الدر المختار مع رد المحتار: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد =

خریدنا

''سامان خود خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۴)

(۲۵۴)

خریدنے کا کام شروع کرتے وقت

خریداری کی منصوبہ بندی کے بعد جب خریداری کا مرحلہ آئے تو ان باتوں کا خیال رکھیں:

❶ بازار اور منڈیوں میں فروخت کرنے والوں کی فہرست بنا کر ان کے متعلق معلومات حاصل کریں کہ کن کن اشیاء کو کتنے اور کون کون سے آدمی یا ادارے فراہم کرنے والے ہیں۔

❷ ان کے معاملات اپنے خریداروں کے ساتھ کیسے ہیں؟ کیا معاملات میں صاف ہیں یا دھوکا فریب اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں کیوں کہ مومن نہ دھوکا دیتا ہے اور نہ دھوکا کھاتا ہے۔(۱)

= البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۰۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

لأن التولية في وجوب الاحتراز عن شبهة الخيانة كالمرابحة لكونه بناء على الثمن الأول بلا زيادة ونقصان۔ (العناية في شرح الهداية: (۳۶۸/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا۔ (صحيح مسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: "ومن غشنا فليس منا"، ط: قديمي)

الترغيب والترهيب: (۲۵۰/۲) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

فيض القدير: (۱۹۵/۸) رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، ط: دار الحديث القاهرة۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۹) كتاب الآداب، باب الحذر والتأني في الأمور، الفصل الأول، ط: قديمي)=

❸ان کی فراہم کی ہوئی چیزوں کا معیار کیا ہے؟

❹ہماری قوت خرید کتنی ہے؟

❺ان فراہم کرنے والوں کے ساتھ رابطہ اور ان کے ساتھ معاملہ کا طریقہ کیا ہوگا؟ پھر ان معلومات کو حاصل کرنے کے بعد زبانی یا تحریری طور پر کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ یا ٹیبلیٹ وغیرہ میں محفوظ رکھیں۔

پھر مطلوبہ لوگوں سے رابطہ کر کے ضرورت کی چیزوں کی قیمت طے کریں اور مطلوبہ اشیاء مہیا کرنے کی مدت، مقدار معیار، ادائیگی اور ترسیل کا طریقہ اور دیگر شرائط مثلاً نقد ادائیگی یا ادھار کی صورت میں ادائیگی کا عرصہ وغیرہ تمام شرائط طے کرلیں، کسی بات کو مبہم نہ رکھیں۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ:

"تعاملوا کالاجانب وتعاشروا کالاخوان"۔

ترجمہ: معاملات میں یہ طرز ہو کہ گویا ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے ہی نہیں اور رہن سہن میل جول بھائیوں جیسا رکھا جائے۔ (۱)

❻ان تمام مراحل کو طے کرنے کے بعد اگر ادارہ بڑا ہے تو اس کو سپلائی آرڈر دے دیں اور اس میں تمام تفصیلات درج ہوں اور کوشش کریں کہ تمام

=صحیح البخاري: (۹۰۵/۲) کتاب الآداب، باب لایلدغ المؤمن جحر مرتین، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۴۱۳/۲) کتاب الزهد، باب أحادیث متفرقة، ط: قدیمی۔

(۱) المستطرف في کل فن مستظرف: (ص: ۳۶) الباب السادس: في الأمثال السائرة، وفیه فصول، الفصل الثالث: في أمثال العامة والمولدین، ط: قدیمی۔

مجمع الأمثال للنیسابوری: (۱۵۰/۱) الباب الثالث فیما أوله تاء، باب ما جاء علی أفعل من هذا الباب، ط: دار المعرفة۔

التمثیل والمحاضره لثعالبی: (۱۹۹/۱) الفصل الثاني في سیاقة ما یجري مجری الأمثال، التجارة والسوقیة، ط: الدار العربیة للکتاب۔

معاملات لکھ پڑھ کر ہوں تا کہ بعد میں کسی قسم کا شائبہ یا غلط فہمی کا امکان باقی نہ رہے قرآن کریم میں خاص طور پر ادھار معاملات اور لین دین کو لکھ کر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ (١)

خریدنے کے لئے ابھارنا

''ابھارنے کے لئے بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٨٤/١)

خرید وفروخت کی تعریف

''بیع کی تعریف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢١٨/٢)

خرید وفروخت کی اشیاء

مصنوعات کی تیاری اور خرید وفروخت کی چیزوں کا انتخاب کرتے ہوئے ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ چیز: ❶ حرام نہ ہو۔ ❷ انسانوں کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ ❸ بے حیائی کا ذریعہ اور موجب نہ ہو۔ ❹ دکھلاوے اور نام ونمود کے لیے نہ ہو۔ ❺ اجتماعی اور انفرادی فائدوں سے خالی نہ ہو۔

مذکورہ بالا صفات والی چیزوں کی تیاری اور ان کی خرید وفروخت سے بچنا چاہیے ورنہ ایسا تاجر گناہ گار بھی ہوگا اور دنیا کے دو پیسوں کے لیے آخرت کو تباہ

(١) {يٰأيها الّذين أمنوا إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمّى فاكتبوه... الآية}۔ (سورة البقرة: ٢٨٢)

فقوله: يٰأيها الّذين أمنوا إذا تداينتم بدينٍ إلى أجلٍ مسمّى فاكتبوه، هذا إرشاد منه تعالى لعباده المؤمنين إذا تعاملوا بمعاملات مؤجلة أن يكتبوها، ليكون ذلك أحفظ لمقدارها وميقاتها، وأضبط للشاهد فيها، وقد نبّه على هذه في آخر الآية، حيث قال: {ذلكم أقسط عند الله وأقوم للشهادة وأدنى ألاترتابوا}۔ (تفسير ابن كثير: (٦٥٩/١) سورة البقرة: ٢٨٢، ط: رشيديه)

صفوة التفاسير: (١٦١/١) سورة البقرة: ٢٨٢، ط: قديمي۔

الوسيط للطنطاوي: (٦٤٣/١) سورة البقرة: ٢٨٢، ط: دار نهضة، مصر۔

...برباد کرے گا۔[1]

خریدی ہوئی چیز قبضہ سے پہلے ضائع ہوگئی

"قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا ضائع ہونا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدی ہوئی چیز کے بارے میں کوئی شکایت ہے

اگر گاہک کو خریدی ہوئی چیز کے بارے میں کوئی شکایت ہے تو اس کی بات غور سے سنیں اور ہو سکے تو اس کی شکایت کا ازالہ کریں یا خریدی ہوئی چیز تبدیل کردیں۔[2]

---

(۱) وکان الغالب علیه الحرام لم یجز بیعه ولاهبته۔ (الفتاویٰ الهندیة: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

② ومنها أن تکون المنافع مباحة الاستیفاء، فإن کانت محظورة الاستیفاء لم تجز الإجارة۔ وقال فی المنتقی بعد ذکره کسر آلة اللهو: ویصح بیع هذه الأشیاء وقالا: لا یضمن ولا یجوز بیعها وعلیه الفتویٰ (تنقیح الفتاویٰ الحامدیة: (۳۵۴/۲) مسائل وفوائد شتی من الحظر والإباحة، ط: رشیدیه)

③ فإذا ثبت کراهة لبسها... ثبت کراهة بیعها وصیغها لما فیه من الإعانة علی ما لا یجوز وکل ما أدی إلی ما لا یجوز لا یجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید)

④ ما یؤدی إلی الشر شر۔ (روح المعانی: (۲۵۲/۷) سورة الانعام، تحت الآیة: ۱۰۸، ط: رشیدیه۔

⑤ وما کان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامیة: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، قبیل: فصل فی اللبس، ط: سعید)

⑥ أقول: الإعانة علی المعصیة وترویجها وتقریب الناس إلیها معصیة وفساد فی الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البیوع المنهی عنها، ط: قدیمی)

(۲) وعن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أقام مسلما أقاله الله عثرته یوم القیامة۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۹) کتاب البیوع، قبیل: باب السلم والرهن، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

② سنن أبی داود: (۱۳۴/۲) کتاب الإجارات، باب فی فضل الإقالة، ط: رحمانیة۔

③ وأما صفتها فهی مندوب إلیه للحدیث: من أقال نادما أقال الله عثرته یوم القیامة۔ (البحر الرائق: (۱۱۰/۶) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: سعید)

④ مرقاة المفاتیح: (۹۱/۶) کتاب البیوع، باب من ابتاع نخلا... الخ، ط: رشیدیه۔

خریدے ہوئے مال کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا

(۲۵۸) بعض دفعہ تاجر حضرات باہر ممالک سے مال منگواتے ہیں، بندرگاہ (پورٹ Port) پر مال آنے کے بعد پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے مال چھڑا نہ سکیں تو دوسرے آدمی کو مال فروخت کر دیتے ہیں تاکہ وہ پورٹ سے ڈیوٹی ادا کر کے مال نکال لے، پھر وہ دوسروں کو مال فروخت کر دے یا باہر سے منگوانے والا تاجر خود اس سے دوبارہ مال خرید لے یہ صورت جائز نہیں ہے کیوں کہ باہر سے مال منگوانے والا تاجر جب تک مال پر قبضہ نہیں کرے گا تب تک اس کے لیے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[1]

اگر اس کے پاس مال چھڑانے کے لیے پیسہ نہیں ہے تو کسی سے قرض لے کر پہلے مال چھڑا کر قبضہ کرے پھر اس کے بعد جس قیمت پر چاہے فروخت کرے۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ابتاع طعاما فلایبعه حتی یقبضه، قال ابن عباس رضی اللہ عنهما: واحسب کل شیء بمنزلة الطعام۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من ابتاع طعاما فلایبعه حتی یستوفیه، قال: حدثنی ابو الزبیر انه سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنهما یقول: کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: اذا ابتعت طعاما فلاتبعه حتی تستوفیه۔ (الصحیح لمسلم: (۲/۵) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی کتب خانه کراچی)

☐ سنن ابی داؤد: (۲/۱۳۷) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، ط: امدادیه ملتان۔

☐ فیحرم بیع کل شیء قبل قبضه طعاما کان او غیره۔ (تکملة فتح الملهم: (۱/۳۵۰) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: مکتبه دار العلوم کراچی)

☐ لایصح بیع المنقول قبل قبضه لنهیه علیه السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الانهر: (۳/۱۱۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

☐ البحر الرائق: (۶/۱۹۳) کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی البیع، ط: رشیدیه کوئٹه۔

☐ تبیین الحقائق: (۴/۳۳۵) کتاب البیوع، فصل: صح بیع العقار قبل قبضه، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

خشخاش

(۲۵۹) خشخاش کی کاشت کرنا جائز ہے اور اس کی تجارت جائز ہے۔[1] البتہ اس سے افیون نکال کر اس کی تجارت کرنا مکروہ ہے[2] باقی آمدنی حرام نہیں ہے۔

خشک وتر کھجور میں تفاضل

"کھجور خشک وتر میں کمی زیادتی کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۳/۵)

خضاب سیاہ تیار کرنا

"سیاہ خضاب کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۴)

خضاب سیاہ فروخت کرنا

"سیاہ خضاب کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۴)

خضاب سیاہ کی تجارت

"سیاہ خضاب کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۴)

خلفاء کرام بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے

بازاروں کی اہمیت اور معاشی سرگرمی میں ان کے مرکزی کردار کے پیش نظر

---

(۱) وجاز بیع العصیر من خمار ؛ لان المعصیة لاتقوم بعینہ بل بعد تغیرہ... ولان العصیر یصلح لاشیاء کلھا جائزة شرعاً فیکون الفساد علی اختیارہ۔ (البحر الرائق: (۳۷۱/۸) کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

ویجوز بیع العصیر ممن یتخذ خمرا لان المعصیة لاتقوم بنفس العصیر بل بعد تغیرہ فصار عند الفلا کسائر الاشربة من عسل ونحوہ۔ (مجمع الانھر: (۲۱۳/۴) کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، ط: غفاریہ کوئٹہ)

تبیین الحقائق: (۶۴/۷) کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

الاشباہ والنظائر: (۹۷/۱) الفن الاول، مباحث النیة، ط: ادارة القرآن کراچی۔

(۲) تخریج "افیون" عنوان کے تحت نمبر: ۳ دیکھیں۔

خلفاء کرام کثرت سے بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے اور ان میں شریعت کی پابندی اور اس کی حفاظت کرواتے تھے کیونکہ بازاروں کا کردار معیشت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ جسم میں پھیپھڑے کا، یہ اقتصادی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ (۱)

خنزیر برآمد کرنا

مسلمانوں کے لیے خنزیر کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس کی برآمد کرنا بھی جائز نہیں اور آمدنی بھی حرام ہے، البتہ غیر مسلموں کے لیے آپس میں خنزیر کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے ان کے لیے برآمد اور درآمد کرنا منع نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) {وقالوا مال هذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الاسواق} [الفرقان:۷]

{وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم ليأكلون الطعام ويمشون في الاسواق} [الفرقان:۲۰]

وقال قتادة: كان عمر يلبس- وهو خليفة جبة من صوف مرقوقة بعضها بأدم ويطوف في الأسواق على عاتقه الدرة يؤدب بها الناس، ويمر بالنكث والنوى فيلتقطه ويلقيه في منازل الناس ينتفعون به۔ (تاريخ الخلفاء للسيوطي: (۱۰۴/۱) الخليفة الثاني: عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز)

قال: أخبرنا الفضل بن دكين قال: حدثنا الحر بن جرموز، عن أبيه قال: رأيت عليًا وهو يخرج من القصر وعليه قطريتان إزار إلى نصف الساق، ورداء مشمر قريب منه، ومعه درة له يمشي بها في الأسواق، ويأمرهم بتقوى الله وحسن البيع ويقول: أوفوا الكيل والميزان، ويقول: لاتنفخوا اللحم۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۲۸/۳) الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدرًا من المهاجرين الأولين... الخ علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ذكر لباس علي عليه السلام، ط: دار صادر، بيروت)

(۲) لم يجز بيع الميتة واللحم... والخنزير والخمر) أي في حق المسلم للنهي عن بيعها وقربانها... وقيدنا بالمسلم؛ لأن أهل الذمة مايمنعون من بيعها، ثم اختلفوا فقال بعضهم: يباح الانتفاع بهما لهم شرعًا كالخل والشاة، فكان مالاً في حقهم، وقال بعضهم: هما حرامان عليهما؛ لأن الكفار مخاطبون بالحرمات وهو الصحيح من مذهب أصحابنا ولكن لايمنعون من بيعهما، لأنهم يعتقدون الحل والتمول وقد أمرنا بتركهم ومايدينون۔ (البحر الرائق: (۷۱/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵۵/۵، ۵۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيما إذا اجتمعت الإشارة والتسمية، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۱۴۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔

خنزیر کی بیع

خنزیر کا پورا جسم نجس اور ناپاک ہے[۱] قطعی طور پر حرام ہے۔[۲] اس سے کسی قسم کا انتفاع حاصل کرنا ناجائز اور اس کی خرید وفروخت کرنا باطل اور ناجائز ہے۔[۳] اس کی آمدنی بھی حرام ہے۔[۴]

البتہ اسلامی ممالک میں ذمیوں کے لیے آپس میں اس کی خرید وفروخت کی اجازت ہے۔

---

(۱) بخلاف الخنزير لانه نجس العين اذا الهاء في قوله تعالى: {فانه رجس} منصرف اليه لقربه۔ (الهداية: (۱/ ۴۱) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالايجوز به، ط: شركة علميه ملتان)

☐ تبيين الحقائق: (۱/ ۲۶) كتاب الطهارة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) قال الله تعالى: {حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به} [المائدة: ۳]

(۳) وبطل مال غير متقوم: اى غير مباح الانتفاع به وخنزير وميتة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

☐ لم يجز بيع (الميتة) والدم والخنزير والخمر والحر وأم الولد والمدبر والمكاتب لعدم ركن البيع وهو مبادلة المال بالمال۔ وبيع هذه الاشياء باطل۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۳۶۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ وكذا يبطل مال غير متقوم كالخمر والخنزير بالثمن۔ (مجمع الانهر: (۳/ ۷۸) باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

☐ الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/ ۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۶/ ۱۱۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۱۶) كتاب البيوع، الباب التاسع فى مايجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وبيع المحرمات، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ ولو باع الخمر والخنزير كان باطلا باعها من مسلم او لمسلم۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۴۱) كتاب البيوع، الباب الرابع فى البيع الفاسد واحكامه، ط: رشيديه)

☐ هنديه: (۳/ ۱۴۶) كتاب البيوع، الباب الحادى عشر فى احكام البيع الغير الجائز، ط: رشيديه۔

☐ الهداية: (۳/ ۵۳) باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۴) انظر رقم الحاشية: ۲، تحت عنوان "خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز"

خنزیر کی چربی کا تیل

''خنزیر کے گوشت کا تیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۵/۳)

خنزیر کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ

''خنزیر کے گوشت کا تیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۵/۳)

خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز

جس طرح خنزیر کی کھال خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے اور آمدنی حرام ہے اسی طرح خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز مثلاً جیکٹ، بیگ اور جوتا وغیرہ بھی بیچنا خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے، ایسی ناپاک چیز پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی [۱] اور آمدنی بھی حرام ہوگی۔ [۲]

---

(۱) (وبطل بيع مال غير متقوم) أي غير مباح الانتفاع به... كخمر وخنزير۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمية، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۱۲۶/۳) كتاب البيوع، الباب الحادي عشر في أحكام البيع الغير الجائز، ط: رشيديه۔

الهداية: (۵۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

بدائع الصنائع: (۲۹۹/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۱۳۷/۱۳) باب بيوع أهل الذمة، ط: دار المعرفة۔

ولا يجوز بيع جلد الخنزير ولو كان مدبوغا، لأنه لا يطهر بالدباغ۔ (الجوهرة النيرة: (۲۶۸/۱) كتاب البيوع، باب السلم، ط: حقانيه)

ولا ينعقد بيع جلد الخنزير كيف ما كان، لأنه نجس العين بجميع أجزائه۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۲/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

قال: وكل إهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلاة فيه والوضوء منه إلا جلد الخنزير والآدمي۔ (الهداية: (۴۱/۱) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز به، ط: شركه علميه ملتان)

(وكل إهاب دبغ فقد طهر... وجازت الصلاة عليه والوضوء منه) وكذا تجوز الصلاة فيه بأن يلبسه... إلا جلد الخنزير۔ (الجوهرة النيرة: (۱۷/۱)، كتاب الطهارة، ط: حقانيه)

(۲) (وشعر الخنزير) لنجاسة عينه فيبطل بيعه ابن كمال وإن جاز الانتفاع به) لضرورة الخرز =

خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی چیز خرید نے کے بعد واپس کرنا ممکن نہ ہو

خنزیر اور اس کے اجزاء سے تیار کی گئی چیزوں میں بیع (خرید وفروخت) منعقد ہی نہیں ہوتی اور اس کا ثمن (قیمت) بائع (سیلر) کے لیے حرام ہوتا ہے بلکہ ایسی چیز خریدار کی ملکیت میں ہی داخل نہیں ہوگی، جن لوگوں نے لاعلمی میں یا بھول کر ایسی مصنوعات خرید لی ہیں وہ ان دکان داروں کو واپس کردیں اور دکان داروں کو چاہیے کہ وہ ان کمپنیوں کا مال واپس کردیں جن سے انہوں نے خریدا ہے تاکہ وہ ان غیر مسلموں کو یہ مال ومصنوعات واپس کر کے اپنی رقم واپس لے سکیں تاہم اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو اور ثمن بھی ادا کر چکے ہوں تو اب حق وصول کرنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی غیر مسلم کو یہ چیزیں فروخت کرنے کے لیے وکیل بنادیں اور فروخت ہونے کے بعد اپنا حق وصول کر کے اگر زائد رقم باقی رہے تو اس کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کر کے حرام مال سے جان چھڑالیں۔[1]

=حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة وكره البيع فلا يطيب ثمنه۔ (الدر المختار: (۵/۲۱،۷۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)

فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۰۰/۱) المبحث الثالث في أحكام المبيع وما يشترط فيها لجواز البيع، الباب الأول في المبيع وما يشترط فيه لصحة البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، بيع الخنزير وأجزاءه، ط: مكتبه معارف القرآن)

ولا يجوز بيع شعر الخنزير؛ لأنه نجس العين) ونجس العين لا يجوز بيعه إهانة له، ويجوز الانتفاع به للخرز للضرورة؛ لأن غيره لا يعمل عمله۔ فإن قيل: إذا كان كذلك وجب أن يجوز بيعه۔=

=أجيب بأنه مباح الأصل فلا ضرورة إلى بيعه، وعلى هذا قيل: إذا كان لا يوجد إلا بالبيع جاز بيعه لكن الثمن لا يطيب للبائع۔ (العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۳۹۱/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۸۵/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) قال الإمام السرخسي: وإذا كان في تركة الذمي خمرا وخنزير وغرماءه مسلمون وليس له وصي=

خنزیر کے بالوں کی تجارت کا حکم

خنزیر کے بالوں کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ ناپاک ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

خنزیر کے بالوں کا برش

خنزیر کے بالوں سے بنے ہوئے برش کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے اور برش میں جو لکڑی یا پلاسٹک ہوتی ہے وہ خنزیر کے بالوں کے تابع ہوتی ہے اس لیے لکڑی وغیرہ کی وجہ سے بھی خنزیر کے بالوں کے بنے ہوئے برش کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= فان القاضی یوکل ببیع ذلک رجلا من اهل الذمة فیبیعه ویقضی به دین المیت لان من یامره القاضی یکون نائبا عن المیت ... والمیت کافر فیجوز بیع الذمی خمره علی سبیل النیابة عنه والغرماء انما یقبضون الثمن بدینهم لا ان یکون بیع قیم القاضی وافعالهم۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳۱/۱۵) باب قسمة الدار للمیت وعلیه دین او وصیة، ط: دار المعرفة بیروت)

واذا أمر المسلم نصرانیا ببیع خمر او شرائها ففعل جاز عند ابی حنیفة وقالا: لایجوز علی المسلم... وقولهما الموکل لایلیه فلا یولیه غیره منقوض ... بالقاضی اذا امر ذمیا ببیع خمر او خنزیر خلفه ذمی آخر وهو لایلی التصرف بنفسه وبالذمی اذا اوصی لمسلم وقد ترکها فان الوصی یوکل ذمیا بالبیع والقسمة وهو لایلی ذلک بنفسه۔ (العنایة شرح الهدایة، علی هامش فتح القدیر: (۴۳۹/۶) باب البیع الفاسد، ط: دار الفکر بیروت)

(۱) (وشعر الخنزیر) لنجاسة عینه فیبطل بیعه (قوله: لنجاسة عینه) ای عین الخنزیر ای بجمیع اجزائه۔ (الدر مع الرد: (۷۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید کراچی)

لایجوز بیع شعر الخنزیر لانه محرم فیبطل لنجاسته۔ (مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر: (۸۵/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: مکتبة غفاریة کوئٹه)

(قوله: وشعر الخنزیر) ای لم یجز بیعه اهانة له، لکونه نجس العین کاصله۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۳۲) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه کوئٹه)

(۲) ولایجوز بیع شعر الخنزیر لانه محرم فیبطل لنجاسته۔ (مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر: (۳/ ۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)=

اور آمدنی بھی حلال نہیں۔[1]

خنزیر کے گوشت کا تیل

اگر خنزیر کے گوشت کو کیمیاوی طریقے سے تیل بنالیا جائے تو وہ تیل بھی ناپاک ہوگا[2] اس کی خرید وفروخت ناجائز ہوگی، اسی طرح جن چیزوں میں یہ تیل

○ وشعر الخنزیر ینتفع بہ للخرز ای لایجوز بیع شعرہ ویجوز الانتفاع بہ للخرز لانہ نجس العین۔ (کنز الدقائق: (ص: ۲۴۰) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: المصباح))

○ (وشعر الخنزیر) ای لم یجز بیعہ اھانۃ لہ لکونہ نجس العین کاصلہ۔ (البحر الرائق: (۱۳۲/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید کراچی)

○ وشعر الخنزیر لنجاسۃ عینہ ای عین الخنزیر بجمیع اجزائہ فیبطل بیعہ۔ (شامی: (۵/ ۷۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید کراچی)

○ بدائع: (۱۴۲/۵) کتاب البیوع، وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعید۔

(۱) (وشعر الخنزیر) لنجاسۃ عینہ فیبطل بیعہ ابن کمال وإن جاز الانتفاع بہ) لضرورۃ الخرز، حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورۃ و کرہ البیع فلایطیب ثمنہ۔ (الدر المختار: (۷۱/۵، ۷۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعید)

○ فقہ البیوع علی المذاهب الأربعة: (۳۰۰/۱) المبحث الثالث في أحكام المبيع وما يشترط فيها لجواز البيع، الباب الأول في المبيع ومايشترط فيه لصحة البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، بيع الخنزير وأجزاءه، ط: مکتبہ معارف القرآن)

○ ولایجوز بیع شعر الخنزیر؛ لأنہ نجس العین) ونجس العین لا یجوز بیعہ إهانۃ لہ، ویجوز الانتفاع بہ للخرز للضرورۃ؛ لأن غیرہ لایعمل عملہ۔ فإن قیل: إذا کان کذلک وجب أن یجوز بیعہ۔ أجاب بأنہ باح الأصل فلاضرورۃ إلی بیعہ، وعلی هذا قیل: إذا کان لایوجد إلا بالبیع جاز بیعہ لکن الثمن لایطیب للبائع (العنایۃ فی شرح الهدایۃ مع الفتح: (۳۹۱/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ)

○ مجمع الأنهر: (۸۵/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۲) واما الخنزیر فشعرہ وعظمہ وجمیع اجزائہ نجسۃ۔ (البحر الرائق: (۱۹۱/۱) کتاب الطهارۃ، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

○ (قولہ: لنجاسۃ عینہ) ای عین الخنزیر ای بجمیع اجزائہ۔ (شامی: (۵/ ۷۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید کراچی)

○ الحلبی الکبیر: (ص: ۱۵۳) فصل فی الانجاس، ط: سہیل اکیڈمی لاهور۔

ملایا جائے گا ان چیزوں کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہوگی[1] اور ایسے تیل کو استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

خودروگھاس

خودروگھاس کاٹنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، ہاں کاٹنے کے بعد کاٹنے والا مالک بن جاتا ہے، پھر بیچنا جائز ہے۔[2]

خودروگھاس کی خرید وفروخت کرنا

خودروگھاس چاہے اپنی ملکیت کی زمین میں کیوں نہ ہو کاٹنے سے پہلے اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے تاہم اگر خودروگھاس کے بڑھنے اور حفاظت کرنے میں زمین کے مالک کی محنت بھی شامل ہے مثلا اس کے اردگرد خندق یا کانٹے دار تار یا باڑھ وغیرہ سے حفاظت کرے اور اس کو پانی وغیرہ دے تو اس محنت کی وجہ سے زمین کے مالک کے لیے اس گھاس کو کاٹ کر فروخت کرنے کی اجازت

---

(۱) والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

والضابط عندھم: ان کل ما فیه منفعة تحل شرعاً فان بیعه یجوز لان الاعیان خلقت لمنفعة الانسان۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۳۴۳۱/۵) بیع الغرر، بیع النجس والمتنجس، ط: رشیدیه کوئٹه)

(۲) وکذا یشترط في المبیع أن یکون مملوکاً فلا یصح بیع الکلأ قبل إحرازه وإن نبت في ملك البائع۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۷۸/۱) شرح المادة: ۱۹۹، الکتاب الأوّل في البیوع، الباب الثاني في بیان المسایل المتعلّقة بالمبیع، الفصل الأوّل: في شروط المبیع وأوصافه، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

ولا بیع الکلأ في أرض مملوکة له... قبل الإحراز۔ (الشامیة: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب في شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔

حاشیة الشلبي علی التبیین: (۴۸/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیه ملتان۔

ہوگی۔ (۱)

خود سامان خریدنا

"سامان خود خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۴)

خوراک مرغیوں کی

"مرغیوں کی خوراک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۳/۶)

---

(۱) عن رجل من المهاجرين من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال: غزوت مع النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثا اسمعه يقول المسلمون شركاء في ثلاث: في الكلاء والماء والنار۔ (ابو داؤد: (۱۳۶/۲) كتاب الإجارة، باب في منع الماء، ط: رحمانية)

(۲) ولايجوز بيع الكلاء واجارته وان كان في ارض مملوكة غير ان لصاحب الأرض ان يمنع الدخول في ارضه ... هذا اذا نبت بنفسه فاما اذا كان سقى الارض واعدها للانبات فنبت ففي الذخيرة والمحيط والنوازل يجوز بيعه لانه ملكه وهو مختار الصدر الشهيد۔ (الفتاوى الهندية: (۱۰۹/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع في مايجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الثاني في بيع الثمار وانزال الكروم والاوراق، ط: رشيديه كوئٹه)

(۳) البحر الرائق: (۷۷/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۴) (والمراعي) اى الكلاء (واجارتها) اما بطلان بيعها فلعدم الملك لحديث: الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلاء والنار۔ (الدر مع الرد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۵) تبيين الحقائق: (۳۷۱/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

(۶) اما اذا حرز الماء بالاستحقاق في آنية، والكلاء بقطعة جاز حينئذ بيعه لانه بذلك ملكه وظاهره ان ... اذا نبت بنفسه فامالو كان سقى الارض واعدها للنبات فنبتت ففي الذخيرة والمحيط والنوازل ... بيعه لانه ملكه وهو مختار الصدر الشهيد، وكذا ذكر في اختلاف ابي حنيفة وزفر نبت الكلاء ... انه جاز بيعه وكذا لو حدق حول ارضه وهيأها للانبات حتى نبت القصب صار ملكا له ... وقال ... القدوري: لايجوز بيع الكلاء في ارضه وان ساق الماء الى ارضه ولحقته مؤنة، لان الشركة فيه ثابتة وانما ... تنقطع بالحيازة وسوق الماء الى ارضه ليس بحيازة والاكثر على الاول۔ (فتح القدير: (۴۱۸/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۷) البحر الرائق: (۱۲۷/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

(۸) المحيط البرهاني: (۲۹۱/۷) كتاب البيع، الجزء السابع في مايجوز ومالايجوز بيعه، ط: مكتبه رشيديه كوئٹه۔

خوش حالی

خوش حالی اور فراوانی مقبولیت کی علامت نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے تمہارے درمیان رزق کو تقسیم فرمایا، اللہ پاک دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، اور اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ دین صرف اسی کو دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، پس اللہ پاک نے جسے دین دیا اس سے محبت فرمائی۔ (۱)

خوشخبری حلال کمانے والے کے لئے

''حلال کمانے والے کے لئے خوشخبری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۳)

خوش نصیب

نصیح عنسی حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی روزی پاک ہو، اور جس کی نجی اور اندرونی زندگی نیک ہو، اور اس کی بیرونی اور عام زندگی شریفانہ ہو

---

(۱) عن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله قسم بينكم اخلاقكم كما قسم بينكم أرزاقكم وإن الله يعطي الدنيا من يحب ولا يحب ولا يعطي الدين إلا من أحب فمن أعطاه الله الدين فقد أحبه الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص:٤٢٥) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، ط: قديمي)

المستدرك على الصحيحين للحاكم: (٣٣/١) كتاب الايمان، ان الله لا يعطي الإيمان إلا من يحب، ط: دار المعرفة.

شعب الإيمان: (٣٩٥/٤) رقم الحديث: ٥٥٢٤، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: دار الكتب العلمية.

قصر الأمل لابن أبي الدنيا: (ص:٢٦) الجزء الأول: ذكر قصر الأمل، ط: دار ابن حزم.

اور اپنا "شر" لوگوں سے دور رکھتا ہو (کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا) خوش نصیب ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اپنا (ضروریات سے) زائد مال خرچ کر دیتا ہو اور غیر ضروری باتوں کو روک لیتا ہو۔ (۱)

خون

☆......خون مال نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

☆......بہتے خون کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے خواہ انسان کا ہو یا کسی جانور کا ہو (۲) لیکن اگر کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور خون بلا قیمت نہ ملتا ہو تو ایسی حالت میں مریض کے لیے قیمت دے کر خون حاصل کرنا جائز ہوگا (۳) مگر

---

(۱) عن نصیح العنسي عن ركب المصري رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طوبى لمن طاب كسبه وصلحت سريرته، وكرمت علانيته، وعزل عن الناس شره، طوبى لمن عمل بعلمه، وانفق الفضل من ماله، وامسك الفضل من قوله. رواه الطبراني. (الترغيب والترهيب: (۲/٤٤۲) رقم الحديث: ۲۶۱۶، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه، والترهيب من اكتساب الحرام وأكله ولبسه ونحو ذلك، ط: دار الكتب العلمية)

☆المعجم الكبير للطبراني: (۵/۷۱) رقم الحديث: ٤٦١٦، باب الراء، ركب المصري، ط: مكتبه ابن تيمية.

☆مجمع الزوائد: (۱۰/۲۲۹) رقم الحديث: ۱۷۷۷۱، كتاب الزهد، باب جامع في المواعظ، ط: مكتبة القدسي.

(۲) بطل بيع ما ليس بمال أي ليس بمال في سائر الأديان كالدم المسفوح۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۰، ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

☆لم يجز بيع الميتة والدم لانعدام المالية التي هي ركن البيع... وأراد بالدم الدم المسفوح۔ (البحر الرائق: (۶/۷۰، ۷۱) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

☆تبيين الحقائق: (۴/۴۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(۳) يجوز للعليل شرب الدم... إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۵۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات، ط: رشيديه)

☆ انظر ايضا الحاشية السابقة، رقم: ۱،

خون دینے والے کے لیے اس کی قیمت لینا درست نہیں ہوگا۔ (۱)

خون جانوروں کے

''جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خون دینے کا معاوضہ لینا

بخاری شریف میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

اس لئے خون فروخت کرکے اس کا عوض لینا جائز نہیں ہے۔ (۳)

اور اگر کسی نے اس کا معاوضہ لے لیا تو اسے فقراء پر صدقہ کردینا ضروری

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن الله اليهود، وحرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها، وأن الله إذا حرم على قوم أكل شئ حرم عليهم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۱/۱۴) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسد، باب حرمة بيع الخمر والميتة، والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن)

نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب الأمة الحديث . . . الحكم الخامس ثمن الدم واختلف في المراد به فقيل: أجرة الحجامة وقيل: هو على ظاهره والمراد تحريم بيع الدم كما حرم بيع الميتة والخنزير وهو حرام إجماعا أعني بيع الدم وأخذ ثمنه۔ (فتح الباري: (۴۲۶/۴، ۴۲۷) كتاب البيوع، باب ثمن الكلب، ط: قديمي)

نيل الأوطار: (۱۷۰/۵، ۱۷۱) كتاب البيوع، أبواب مايجوز بيعه ومالايجوز، باب ماجاء في بيع النجاسة وآلة المعصية ومانفع فيه، ط: دار الحديث، مصر)

(۲) عن عون بن أبي جحيفة، قال: رأيت أبي اشتري حجاماً، فأمر بمحاجمه، فكسرت فسألته عن ذلك قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهي عن ثمن الدم، الحديث. (صحيح بخاري: (۲۹۸/۱) رقم الحديث: ۲۲۳۸، كتاب البيوع، باب ثمن الكلب، ط: قديمي)

(۳) بطل بيع ماليس بمال كدم المفسوح. (الدر المختار مع الرد: (۱۱۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

بيع الخمر والميتة والدم . . . باطل. (الخانية على هامش الهندية: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه.

مجمع الأنهر: (۷۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

ہے۔ (۱)

خون کی خرید وفروخت

جس طرح شیر خوار بچوں کی جان بچانے کے لیے دودھ پلانا جائز ہے اسی طرح انسانوں کی جان بچانے کے لیے بھی خون دینا جائز ہے (۲) اور اپنا خون پہلے سے بلڈ بینک میں جمع کرانا بھی جائز ہے البتہ اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، یہ بیع باطل ہے۔ (۳)

---

(۱) لومات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم... يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئا... ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي: (۶/۳۸۵) كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (۵/۳۴۹) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه.

☐ البحر الرائق: (۸/۳۶۹) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه.

(۲) ولابأس بان يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء. (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۵۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات، ط: رشيديه)

☐ الضرورات تبيح المحظورات ومن ثم جاز اكل الميتة عند المخمصة واساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر للاكراه، وكذا اتلاف المال واخذ مال الممتنع من اداء الدين بغير اذنه ودفع الصائل ولو ادى الى قتله. (الاشباه والنظائر: (۱/ ۲۷۵، ۲۷۶) القاعدة الخامسة، ط: ادارة القرآن كراچی)

☐ شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۲۹) [رقم المادة: ۲۱] ط: مكتبة حنفيه كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۸/ ۲۰۵) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

(۳) بطل بيع ماليس بمال كالدم المسفوح، فجاز بيع كبد وطحال۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۱۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

☐ بيع الخمر والميتة والدم وذبيحة المجوسي... باطل۔ (قاضي خان على هامش الهندية: (۲/ ۱۳۳) فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه كوئٹه)

☐ وبيع ماليس بمال والبيع به باطل كالدم والميتة والحر۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳/ ۷۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

☐ بدائع الصنائع: (۴/ ۳۶۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

☐ البحر الرائق: (۶/ ۱۱۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ الهداية: (۳/ ۵۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: شركة علمية ملتان۔

ہاں اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لیے خون چڑھانے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں اور کوئی شخص ایثار و ہمدردی کے طور پر مفت میں خون دینے کے لیے تیار نہیں تو مجبوراً خون خرید کر دینا جائز ہوگا البتہ خون فروخت کرنے والوں کے لیے قیمت کی رقم حلال نہیں ہوگی اور وہ گناہ گار ہوں گے۔ (۱)

خون کی راکھ کی تجارت

بعض علاقوں میں مذبح خانوں سے خون جمع کر کے جلا لیا جاتا ہے اور اس کی راکھ کو فارمی مرغیوں کی خوراک تیار کرنے والی فیکٹریوں کو فروخت کر دیا جاتا ہے اور عرف کے اعتبار سے اس کو مال سمجھا جاتا ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت کی گنجائش ہے کیوں کہ خون جل کر راکھ بن جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور خون خون ہی نہیں رہتا۔ (۲)

علی الصفحة: ۹۲، ۱، علی الصفحة: ۹۳_تحت عنوان "خون"
(۱) انظر الحاشیتین: ۳،
(۲) وفي الكشف الكبير: المال ما يميل إليه الطبع ويمكن إدخاره لوقت الحاجة، والمالية إنما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعا۔ (البحر الرائق: (۵/ ۲۵۶) كتاب البيع، ط: سعيد)
الشامية: (۴/ ۵۰۱) كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد۔
بطل بيع صبي لا يعقل ومجنون ... وبول و رجيع آدمي لم يغلب عليه التراب فلو مغلوبا به جاز كسرقين وبعر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بطلان بيع الوقف وصحة بيع الملك المضموم إليه، ط: سعيد)
لم يذكروا دودة القرمز، أما إذا كانت حية فينبغي جريان الخلاف ... وقد ذكر سيدي عبد الغني النابلسي في رسالة أن بيعها باطل؛ وأنه لا يضمن متلفها؛ لأنها غير مال۔ قلت: وفيه أنها من أعز الأموال اليوم، ويصدق عليها تعريف المال المتقدم، ويحتاج إليه الناس كثيرا من الصباغ وغيره، فينبغي جواز بيعها كبيع السرقين والعذرة والمختلطة بالتراب ... وسيأتي أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، وأنه يجوز بيع العلق للحاجة مع أنه من الهوام، وبيعها باطل، و كذا بيع الحيات للتداوي۔ (الشامية: (۵/ ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)
والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۶۹) كتاب البيوع ... بيع دودة القرمز، ط: سعيد)=

خون مریض کے لیے خریدنا

(۲۷۳) خون مال نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، تاہم اگر کسی مریض یا زخمی کے لیے شدید ضرورت کے وقت قیمت کے بغیر خون نہ ملے تو قیمت دے کر اس کے لیے خون خریدنا جائز ہوگا لیکن خون دینے والے یا بلڈ بنک والوں کے لیے قیمت لینا جائز نہیں ہوگا تاکہ خون متاع بازار نہ بن جائے اور انسان کی تذلیل نہ ہو۔ (۱)

خیارات ((Options))

بیع میں بعض اوقات بائع یا مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔ (۲)

= الدر المنتقي على هامش مجمع الأنهر: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه۔

والضابط عندهم أن كل ما فيه منفعة تحلّ شرعًا فإن بيعه يجوز، لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۳۳۱/۵) الفصل الأول، عقد البيع، المبحث الرابع البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۱) بطل بيع ما ليس بمال اى ليس بمال فى سائر الاديان كالدم۔ (الدر مع الرد: (۵۱/۵) كتاب البيوع، مطلب البيع الموقوف من القسم الصحيح، ط: سعيد)

لم يجز بيع الميتة والدم لانعدام المالية التى هى ركن البيع۔ (البحر الرائق: (۷۰/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۴۴/۴) باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(۲) عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المتبايعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه ما لم يتفرقا إلا بيع الخيار. (صحيح بخاري: (۲۸۴/۱) كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة القدر بتمر، ط: قديمي۔

وأما قوله صلى الله عليه وسلم (إلا بيع الخيار) ففيه ثلاثة اقوال... والقول الثاني: ان معناه إلا بيعاً شرط فيه خيار الشرط ثلاثة أيام أو دونها فلا ينقضي الخيار فيه بالمفارقة بل يبقى حتى تنقضي المدة. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة بتمر، ط: قديمي)۔

اس طرح کل اختیارات تقریباً سترہ ہیں اور ان میں سے عام طور پر سات خیارات کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ یہ ہیں۔

❶ خیار شرط ❷ خیار رویت ❸ خیار عیب ❹ خیار وصف
❺ خیار نقد ❻ خیار تعیین ❼ خیار غبن وتغریر (۱)

خیار اجنبی کے پاس

"خیار کا اختیار مشتری کے پاس" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۳)

خیار بائع کو حاصل ہو

اگر بیچتے وقت بائع (سیلر) نے خیار حاصل کیا تو چیز اس کی ملکیت سے نہیں نکلے گی، اس صورت میں اگر خریدار نے چیز اپنے قبضے میں لے لی اور اس کے پاس کسی نے خیار کی مدت میں وہ چیز ضائع کردی، تو خریدار کے ذمہ اس کی بازار میں رائج قیمت لازم ہوگی اور اگر خریدار نے خود ضائع کی تو ثمن یعنی وہ قیمت لازم ہوگی جو بائع اور خریدار کے درمیان طے ہوئی تھی۔ (۲)

---

(۱) ذكر الحنفية سبعة عشر خياراً وهي خيار الشرط، والرؤية، والعيب، والوصف والنقد، والتعيين، والغبن مع التغرير، وهذه السبعة هي التي ذكرتها المجلة وخيار الكمية، والإستحقاق، والتغرير الفعلي، وكشف الحال، وخيانة المرابحة والتولية، وتفريق الصفقة بهلاك بعض المبيع، وإجازة الفضولي، وتعلق حق الغير بالمبيع بسبب كونه مستأجراً أو مرهوناً. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۰۱۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس، الخيارات، عدد الخيارات، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۸/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: ادارة المعرفة.

الدر المختار مع رد المحتار: (٥٦٥/٤) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد.

(۲) (ولا يخرج مبيع عن ملك البائع مع خياره . . . فيهلك على المشتري بقيمته . . . إذا قبضه بإذن البائع) . . . كالمقبوض على سوم الشراء، فإنه بعد بيان الثمن مضمون بالقيمة۔ وفي الرد: (قوله: مضمون بالقيمة) أي إذا هلك، أما إذا استهلكه فمضمون بالثمن۔ (الدر مع الرد: (۵۷۲/۴، ۵۷۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)=

خیار ختم کرنا چاہے تو

''اختیار ختم کرنا چاہے تو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۵/۱)

خیار خریدار کے پاس

''خیار کا اختیار مشتری کے پاس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۳)

خیار دو شخصوں کو حاصل ہو

اگر دو شخصوں کو خیار حاصل ہو تو ان میں سے جو شخص بھی پہل کر کے اختیار کے بارے میں جو کچھ کہے گا اس کے مطابق حکم ثابت ہو جائے گا، خواہ بعد میں دوسرا شخص اس کے خلاف کہے، اگر دونوں نے ایک ساتھ متضاد کلام کیا تو سودا ختم ہو جائے گا۔ (۱)

خیار رؤیت

اگر مشتری (خریدار) یا اس کے وکیل نے دیکھے بغیر کوئی چیز خریدی ہے تو بیع صحیح ہو جائے گی لیکن مشتری کو وہ چیز دیکھنے پر اختیار حاصل ہوگا، اگر پسند ہے تو

= منحة الخالق على البحر الرائق: (۱۱/۶) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔
النهر الفائق: (۳۶۹/۳) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه۔

(۱) ولو شرط المشتري أو البائع ... الخيار لغيره ... صح ... فإن أجازه أحدهما ... أو نقض صح ... وإن أجاز أحدهما وعكس الآخر فالأسبق أولى لعدم المزاحم ولو كانا معًا فالفسخ أحق في الأصح زيلعي؛ لأن المجاز يفسخ والمفسوخ لايجاز ۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸۳/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، قبيل: مطلب في خيار النقد، ط: سعيد)
البحر الرائق: (۲۰/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔
تبيين الحقائق: (۱۹/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔
مجمع الأنهر: (۴۴/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔
الفتاوى الهندية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الخامس في شرط الخيار في البعض والخيار لغير العاقد، ط: رشيديه۔

پوری قیمت ادا کر کے لینا ہوگا اور اگر پسند نہیں تو کوئی وجہ بتائے بغیر بھی بائع کو واپس کر سکے گا، اس کو "خیار رؤیت" کہتے ہیں۔ (۱)

خیار رؤیت ایک جیسی چیزوں میں

اگر ٹوکرے یا کریٹ وغیرہ میں اوپر نیچے ایک جیسی چیزیں ہیں مثلاً مٹر کی پھلیاں اور ٹماٹر وغیرہ تو اس صورت میں تھوڑی سی چیز دیکھ لینا کافی ہے، تھوڑی سی چیز دیکھ لی سب چیزیں نہیں دیکھیں تب بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۲)

خیار رؤیت بائع کو حاصل نہیں

"بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۶/۲)

---

(۱) من اشترى شيئا لم يره فله الخيار اذا رآه ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده سواء رآه على الصفة التي وصفت له او على خلافها۔ (الفتاوى الهندية: (۵۷/۳) الباب السابع في خيار الرؤية، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

ومن اشترى شيئا لم يره فالبيع جائز وله الخيار اذا رآه ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده۔ (الهداية: (۴۰/۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه)

(۲) وكفت رؤية وجه البصرة . . .)؛ لأنّ الأصل فيه أن رؤية جميع المبيع غير مشروط لتعذره فيكتفي برؤية ما يدلّ على العلم بالمقصود، فرؤية وجه الصبرة معرفة للبقية لكونه مكيلاً يعرض بالنموذج وهو المكيلات والموزونات فيكفي برؤية بعضه . . . بخلاف ما إذا كانت أحاده متفاوتة كالثياب والدواب فلا بدّ من رؤية كل واحد، والجوز والبيض مما يتفاوت آحاده فيما ذكره الكرخي، قال في الهداية: وينبغي أن يكون مثل الحنطة والشعير؛ لكونها متقاربة، وصرح به في المحيط، وفي المجرد وهو الصحيح۔ (البحر الرائق: (۲۹/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۱۵/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية۔

وإن كانت من العدديات المتقاربة كالجوز والبيض فرأى البعض منها ذكر الكرخي أن له الخيار وألحقه بالعدديات المتفاوتة لاختلافها في الصغر والكبر كالبطيخ والرمان۔ وذكر القاضي الإمام الإسبيجابي رحمه الله في شرحه مختصر الطحاوي: أنه لا خيار له وهو الصحيح؛ لأنّ التفاوت بين صغير البيض والجوز وكبيرهما متقارب ملحق بالعدم عرفاً وعادةً وشرعاً۔ (بدائع الصنائع: (۲۹۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

خیار رؤیت بیع سلم میں

بیع سلم میں خیار رؤیت نہیں ہے۔ (۱)

خیار رؤیت ختم ہونے کی صورتیں

اگر خریدار چیز دیکھنے کے بعد اسے استعمال کر لے یا فروخت کر دے یا اس میں کوئی ایسا عیب پیدا کر دے کہ جس کی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنا مشکل ہو جائے یا زبان سے اس چیز پر رضامندی کا اظہار کر دے تو ان تمام صورتوں میں خیار رؤیت ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر خریدار نے چیز کو دیکھنے سے پہلے فروخت کر دیا یا گروی رکھوا دیا یا کرایہ پر دے دیا تو ان کاموں سے بھی خیار رؤیت ختم ہو جائے گا، اسی طرح خریدار کی موت سے بھی خیار رؤیت ختم ہو جاتا ہے اور اس کے وارث کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ (۲)

---

(۱) تنبيه: لايثبت في السلم خيار الرؤية۔ (شامي: (۲۱۷/۵) كتاب البيوع، باب السلم مطلب: اللحم قيمي أو مثلي، ط: سعيد)

الهداية: (۱۰۲/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه۔

حاشية الشرنبلالي على درر الحكام: (۱۹۶/۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

(۲) (ويثبت الخيار) للرؤية (مطلقًا غير مؤقت)... مالم يوجد مبطله وهو مبطل خيار الشرط مطلقًا۔ (وفي الرد: قوله: هو مبطل خيار الشرط) كتعيب في يده وتعذر رد بعضه وتصرف... يوجب حقًا للغير كالبيع المطلق أي عن شرط الخيار للبائع والرهن والإجارة قبل الرؤية وبعدها۔ (الدر مع الرد: (۵۹۵/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۳۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

(ويبطل خيار الرؤية مايبطل خيار الشرط) من صريح ودلالة... من تسبيب في يده وتعيب) قبل الرؤية بعيب لا يرتفع كقطع اليد... وتصرف من المشتري لايفسخ كالاعتاق وتوابعه... أو تصرف من المشتري يوجب حقًا للغير كالبيع المطلق... والرهن والإجارة۔ (مجمع الأنهر: (۵۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)=

خیارِ رویت غائب چیز کی بیع میں

"غائب چیز کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۲۶۵)

خیارِ رویت کو دیکھنے سے پہلے ساقط کرنا

"دیکھنے سے قبل خیارِ رویت کو ساقط کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۹۸)

خیارِ روایت کو ساقط کرنے والی چیزیں

"مسقطاتِ خیارِ رویت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۱۸)

خیارِ رویت کی مدت

خیارِ رویت کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں ہے البتہ چیز دیکھنے کے بعد راضی ہونے سے خیار ختم ہو جاتا ہے۔[1]

= خیار الرؤیة لاینتقل إلی الوارث، فإذا مات المشتري قبل أن یری المبیع لزم البیع ولا خیار لوارثه؛ لأن خیار الرؤیة لیس إلا مجرد إرادة ومشیئة وهذا وصف فلایمکن انتقاله إلی الوارث۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۱۳۷) المادة: ۳۲۱، الکتاب الأول: في البیوع، الباب السادس في بیان الخیارات، الفصل الخامس في خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیة)

الشامیة: (۵/۱۳۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب الغرور لایوجب الرجوع إلا في ثلاث مسائل، ط: سعید۔

مجمع الأنهر: (۳/۲۸) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: دار الکتب العلمیة۔

الجوهرة النیرة: (۱/۲۳۰) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: حقانیة۔

(۱) (ویثبت الخیار) للرؤیة (مطلقا غیر مؤقت) بمدة هو الأصح عنایة لإطلاق النص۔ (قوله: هو الأصح) وقیل مؤقت بوقت إمکان الفسخ بعد الرؤیة، حتی لو تمکن منه ولم یفسخ سقط خیاره بحر۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۹۵) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۶/۲۷) کتاب البیع، باب خیار الرؤیة، ط: سعید۔

العنایة في شرح الهدایة مع الفتح: (۶/۳۳۶) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

خیارِ رؤیت کی وجہ سے چیز کو واپس کرنا

(۲۷۹) خیارِ رؤیت کی وجہ سے چیز کو واپس کرنے کے لیے بائع کی رضامندی یا عدالت کے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے، خریدار اپنی مرضی سے سودا ختم کرسکتا ہے، البتہ ختم کرنے کے لیے بائع کو اس کی خبر دینا اور جس جگہ سودا ہوا تھا اس جگہ تک چیز کو لے جانا ضروری ہے۔ (۱)

خیارِ رؤیت متفاوت چیزوں میں

امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی جو سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے، تھوڑا بہت دیکھنے سے اختیار ختم نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وليس للبائع أن يطالب المشتري بالثمن ما لم يسقط خيار الرؤية منه ولا يتوقف الفسخ على قضاء ولا رضا بل بمجرد قوله: رددت ينفسخ قبل القبض وبعده، لكن بشرط علم البائع. (فتح القدير: (٦/ ٣١٢) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

وحاشية الشلبي على التبيين: (٤/ ٢٣) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امدادية ملتان.

ومن اشترى شيئًا ولم يره، وحينئذ كان له الخيار حتى يراه فإذا رآه إن شاء قبله وإن شاء فسخ البيع ... ثم إنه يشترط في الفسخ علم البائع ورد المبيع إلى موضع العقد إذا كان البائع قد حمله إلى بيت المشتري؛ لأن مؤونة رد المبيع بخيار شرط ورؤية وعيب على المشتري سواء حمله إلى بيته هو أو البائع. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (١/ ١٣٧، ١٣٦) المادة: ٣٢٠، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

(و) له للمشتري (أن يرده إذا رآه) إلا إذا حمله البائع لبيت المشتري، فلا يرده إذا رآه إلا إذا أعاده له البائع ... (ولو فسخه قبلها) قبل الرؤية (صح) ... في الأصح ... ويشترط للفسخ علم البائع بالفسخ. (الدر المختار مع الرد: (٤/ ٥٩٣-٥٩٦) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

(٢) ولو اشترى البطيخ في السريجة والرمان في النقفة فرأى البعض فله الخيار؛ لأن البعض منها ليس تبعًا للبعض بل كل واحد منها مقصود بنفسه، فرؤية البعض منها لا تفيد العلم بالباقي لكونها متفاوتة تفاوتًا فاحشًا فكان له الخيار. (بدائع الصنائع: (٥/ ٢٩٣) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

وأما إن كان متفاوت الآحاد كالبطاطيخ والرمان فلا تكفي رؤية البعض في سقوط خياره. =

خیارِ رؤیت میں چیز واپس کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں

''خیارِ رؤیت کی وجہ سے چیز کو واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۹/۳)

خیارِ رؤیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی

خیارِ رؤیت ایک ایسا حق ہے جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور یہ وارثوں کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔

مثلاً باپ نے اپنے شہر کے علاوہ دوسرے شہر سے مال منگوایا اور مال پہنچنے سے پہلے والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور جب مال آیا تو وہ عیب دار تھا، وارثوں کو پسند نہیں آیا تو وارثوں کو خیارِ رؤیت کا حق استعمال کر کے مال واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا کیوں کہ بیع تام ہو چکی ہے اور خیارِ رؤیت منتقل نہیں ہوتا ہے ہاں اگر مال بیچنے والا مال واپس لینے پر راضی ہے تو واپس کرنا جائز ہوگا۔[1]

خیارِ رؤیت نابینا کا

''نابینا کا خیارِ رؤیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۵/۶)

=(البحر الرائق: (۲۹/۶) کتاب البیع، باب خیار الرؤیة، ط: سعید)

فتح القدیر: (۳۱۵/۶) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) خیار الرؤیة لاینتقل الی الوارث فاذامات المشتری قبل ان یری المبیع لزم البیع ولاخیار لوارثه۔

وقال العلامة سلیم رستم باز: لان خیار الرؤیة لیس الامجرد ارادة ومشیئة، وهذا وصف فلایمکن انتقاله الی الوارث۔ (شرح مجلة الاحکام لسلیم رستم باز، (ص: ۱۷۱) [المادة: ۳۲۱] باب الخیارات۔

الشامیة: (۱۳۶/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب: الغرور لایوجب الرجوع إلا في ثلاث مسایل، ط: سعید۔

مجمع الأنهر: (۴۸/۳) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: دار الکتب العلمیة۔

الجوهرة النیرة: (۲۴۰/۱) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: حقانیه۔

خیارِ شرط

(۲۸۱) ☆...... ''خیارِ شرط'' یہ ہے کہ سودا کرتے وقت بائع (سیلر) یا مشتری (خریدار) میں سے کسی ایک نے یہ شرط لگادی کہ میں سودا تو کر رہا ہوں لیکن مجھے تین دن کے اندر اس بیع (سودے) کو فسخ (کینسل) کرنے کا اختیار ہوگا، اس کو ''خیارِ شرط'' کہتے ہیں۔

☆...... تین دن سے زیادہ خیارِ شرط کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

☆...... اگر خیارِ شرط میں خیار کی مدت متعین نہیں کی تو بیع فاسد ہوجائے گی، باطل نہیں ہوگی چنانچہ اگر بعد میں تین دن کے اندر اندر اختیار ختم کردیا تو یہ سودا صحیح ہوجائے گا۔ (۱)

☆...... اگر سودا کرتے وقت کوئی اختیار نہیں لیا اور اس کے بعد بائع (سیلر) نے خریدار کو یا خریدار نے بائع کو اختیار دیا تو یہ اختیار صرف اسی مجلس تک محدود رہے گا جس مجلس میں اختیار ملا تھا، مجلس ختم ہونے پر اختیار ختم ہوجائے گا۔ (۲)

---

(۱) صح شرطه للمتبايعين... ولأحدهما... في مبيع... ثلاثة أيام أو أقل) وفسد عند إطلاق أو تأبيد (لأكثر) فيفسد... (غير أنه يجوز إن أجاز) من له الخيار (في الثلاثة) فينقلب صحيحا على الظاهر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۶۷/۴، ۵۶۹) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في هلاک بعض المبيع قبل قبضه، ط: سعيد)

☐ صح للمتبايعين أو لأحدهما ثلاثة أيام... ولو أكثر لا... ولو قال المؤلف: ولو أكثر أو مؤبدا أو مطلقا أو مؤبدا بوقت مجهول لكان أولى؛ لأن البيع فاسد في هذه كلها... فإن أجاز في الثلاث صح) لزوال المفسد قبل تقرره فانقلب صحيحا۔ (البحر الرائق: (۲/۶، ۵) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

☐ الفتاوى التاتارخانية: (۹۱/۹) كتاب البيوع، الفصل الثالث عشر في البيع بشرط الخيار، نوع منه في بيان ما يصلح منه وما لا يصلح، ط: مكتبه فاروقيه)

☐ الفتاوى الهندية: (۳۸/۳، ۳۹) كتاب البيوع، الباب السادس فيما يصح منه وما لا يصح، ط: رشيديه۔

(۲) ولو باع بلا خيار ثم لقيه بعد مدة، فقال له: أنت بالخيار فله الخيار ما دام في المجلس۔ (الشامية: (۴/ ۵۶۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في هلاک بعض المبيع قبل قبضه، ط: سعيد)=

خیارِ شرط ان صورتوں میں ختم ہوجاتا ہے۔

❶ زبان سے اختیار ختم کرنے یا سودا پکا ہوجانے کی صراحت کر دے۔
❷ اختیار کی مدت کے اندر صاحب اختیار اس چیز کو اپنی مملوکہ چیز کی طرح استعمال کرلے۔
❸ اختیار کی مدت میں صاحب اختیار کا انتقال ہوجائے۔
❹ صاحب اختیار کوئی اظہار نہ کرے اور مدت ختم ہوجائے۔

ان تمام صورتوں میں اختیار ختم ہوجاتا ہے۔(۱)

خیارِ شرط بیع سلم میں

بیع سلم میں خیارِ شرط نہیں ہے۔(۲)

= البحر الرائق: (۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

وعن باع من آخر شيئا وقبض المشتري المبيع ومضى أيام فقال البائع للمشتري أنت بالخيار فله الخيار مادام في المجلس۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۳۹، ۴۰) كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الأول فيما يصح منه وما لا يصح، ط: رشيديه)

(۱) أجاز من له الخيار... صح ولو مع جهل صاحبه... فإن فسخ بالقول لا يصح إلا إذا علم الآخر... وتم العقد بموته... ومضى المدة۔ (قوله: أجاز من الخيار) أي أجاز بالقول أو بالفعل كالإعتاق والوطء ونحوهما۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۸۰، ۵۸۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱/۱۷) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۴/۱۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

(۲) وبقي من الشروط كون رأس المال منقودا، وعدم الخيار۔ (قوله: وعدم الخيار) أي خيار الشرط۔ (الدر مع الرد: (۵/۲۱۷) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: اللحم قيمي أو مثلي، ط: سعيد)

ولا يصح السلم إذا كان فيه خيار الشرط لهما أو لأحدهما۔ (الجوهرة النيرة: (۱/۲۶۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: حقانيه)

الهداية: (۳/۱۰۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه۔

خیار شرط تین دن سے زائد رکھنا

(۲۸۳) بیع کرتے وقت تین دن سے زیادہ خیار شرط رکھنا جائز نہیں ہے اس سے بیع فاسد ہوجاتی ہے البتہ ایسی چیزیں جن کی صفات کا علم تین دن میں نہیں ہوسکتا ان میں تین دن سے زائد خیار شرط رکھنا جائز ہے۔ [1]

خیار شرط ساقط ہونے کے اسباب

خیار شرط ختم ہونے کی بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں۔

❶ اسقاط یعنی خیار شرط کو ساقط کرنا۔

❷ سقوط یعنی خیار شرط کا خود ختم ہوجانا۔

اور دونوں صورتوں کی تفصیل اپنے اپنے عنوان کے تحت دیکھیں۔

خیار شرط کی مدت میں مبیع ہلاک ہوجائے

خیار شرط کی مدت میں مبیع ہلاک ہونے سے خیار ساقط ہوجاتا ہے پھر بیع درست ہے یا باطل اس میں چار صورتیں ہیں۔

❶ خیار شرط بائع کے پاس ہو اور مبیع پر مشتری کا قبضہ ہونے سے پہلے بائع

---

(۱) وان کان فیه صفة لایمکن الوقوف علیها فی ثلاثه ایام یجوز ان یشترط فیه اکثر من ثلاثه ایام لانه شرع للحاجة الی التامل وھی تندفع بذلک۔ (شرح النقایة: (۲/ ۳۰۹) کتاب البیوع، فصل في أیام خیار الشرط، ط: سعید کراچی)

☆ یجوز ان یشترط الخیار بفسخ الخیار او اجازته مدة معلومة لکل من البائع والمشتری... قوله: مدة معلومة اعم من ان تکون مدة الخیار ثلاثه ایام او اکثر وھذا اختیار من المجلة لقول الامامین، وبه قال احمد لانه شرع نظرا للمتعاقدین للاحتراز عن الغبن وقد لایحصل ذلک فی الثلاث فیکون مفوضا الیهما. (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسی: (۲/ ۲۳۳) المادة: ۳۰۰، الکتاب الأول في البیوع، الباب السادس في بیان الخیارات، الفصل الأول في خیار الشرط، ط: رشیدیه)

☆ شرح العینی: (۲/ ۱۱) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: إدارة القرآن کراچی۔

کے پاس ہلاک ہو جائے۔

❷ قبضہ سے پہلے مبیع ہلاک ہو جائے خیار مشتری کے پاس یا بائع اور مشتری دونوں کے پاس ہو۔

ان دونوں صورتوں میں بیع باطل ہو جاتی ہے، کیونکہ اب مبیع حوالہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

❸ مشتری کا مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گیا اور خیار بائع کے پاس ہو، اس صورت میں بیع باطل ہو جاتی ہے لیکن چونکہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوئی ہے لہٰذا اگر وہ مثلی چیز ہو تو اس کا مثل اور اگر غیر مثلی چیز ہو تو مشتری پر قیمت ادا کرنا لازم ہوگا۔

❹ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو اور خیار بھی مشتری کے پاس ہو تو بیع درست ہو جائے گی اور مشتری پر بائع کو ثمن ادا کرنا لازم ہوگا۔[1]

خیار شرط میں وراثت

خیار شرط میں وراثت جاری نہیں ہوتی، اس لیے خیار شرط وارث کی طرف

---

(۱) هلاك المبيع في مدة الخيار: فيه تفصيل: لأن الهلاك إما أن يكون قبل القبض أو بعده، والخيار إما للبائع أو للمشتري. فإن هلك المبيع قبل القبض أي (في يد البائع) بطل البيع وسقط الخيار، سواء أكان الخيار للبائع أم للمشتري، أم لهما معاً. . . وإن هلك المبيع بعد القبض أي (في يد المشتري): فإن كان الخيار للبائع، فيبطل البيع أيضاً، ويسقط الخيار، ولكن يلزم المشتري القيمة إن لم يكن له مثل والمثل ان كان له مثل . . . وإن كان الخيار للمشتري فهلك المبيع بفعل المشتري أو البائع أو بآفة سماوية: لايبطل البيع، ولكن يسقط الخيار ويلزم البيع، ويهلك على المشتري بالثمن. (الفقه الإسلامي وأدلته (۵/ ۳۵۴۴، ۳۵۴۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، المطلب الثالث، ط: رشيديه.

☜ بدائع الصنائع: (۲۷۲/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

☜ تحفة الفقهاء: (۷۳/۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية.

منتقل نہیں ہوتا۔[1]

خیار صرف دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے ختم نہیں ہوتا

''دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے خیار ختم نہیں ہوگا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/ ۲۷۱)

خیار عیب

بائع کو چاہیے کہ وہ خریدار کو چیز تمام عیوب سے پاک صاف اچھی حالت میں حوالہ کرے، اگر اس کے اندر کوئی عیب ہے تو اس کو بتادے، خریدار کو دھوکا دے کر اور عیب کو چھپا کر چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[2]

---

(۱) خیار الشرط لایورث۔ وقال العلامة سليم رستم باز: لأنّه ليس إلاّ مجرد إرادة ومشيئة، وهذا وصف لصاحب الخيار فلايمكن انتقاله إلى الوارث۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۲۹) المادة: ۳۰۶، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأوّل في بيان خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۴/ ۵۸۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۳/ ۳۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولايحلّ لمسلم باع من أخيه بيعًا فيه عيب، إلاّ بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عيبًا فليبينه، ط: قديمي)

كنز العمال: (۴/ ۵۹) رقم الحديث: ۹۵۰۲، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني في محظورات البيع، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من باع عيبًا لم يبينه لم يزل في مقت الله أو لم تزل الملائكة تلعنه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمي)

كنز العمال: (۴/ ۵۹) رقم الحديث: ۹۵۰۱، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني في محظورات البيع، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔=

خیارِ عیب شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے

(۲۸۶) خیارِ عیب خریدار کے لیے کسی شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے، اس اختیار کی کوئی مدت نہیں ہے اور یہ اختیار وارث کی طرف بھی منتقل ہوتا ہے۔ (۱)

خیارِ عیب کا معنی

اگر بیع میں عیب ہے تو بائع کے لئے سودا کرتے وقت عیب بیان کرنا ضروری ہے اگر بائع نے عیب بیان نہیں کیا تو وہ گنہگار ہے، اور جب خریدار کو عیب کے بارے میں علم ہوجائے گا تو اس کو دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہوگا، چاہے تو بیع کو واپس کردے اور اپنا پورا ثمن واپس لے لے، اور اگر چاہے تو پورے ثمن کے عوض مبیع لے لے، اس کو خیارِ عیب کہتے ہیں، عیب کی وجہ سے ثمن میں کمی کرنا جائز نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مبیع واپس کردے اور ثمن واپس لے لے پھر اس کے بعد دوبارہ کم ثمن پر سودا ہوسکتا ہے۔ (۲)

= عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۴/۱۱)، رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

سنن أبي داود: (۱۳۳/۱) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان۔

(۱) وخيار العيب يثبت بلا شرط ولا يتوقت، ولا يمنع وقوع الملك للمشتري، ويورث؛ لأن المورث استحق المبيع سليمًا من العيب، فكذا وارثه۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱۴۳/۱) الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية)

الشامية: (۳/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

جامع الفصولين: (۳۴۰/۱) الفصل الخامس والعشرون في الخيارات، ط: اسلامی کتب خانہ۔

(۲) وقد وردت السنة بالنهي والوعيد الشديد على بيع المعيب بدون بيان العيب للمشتري . . . ولهذا أوجب رسول الله صلى الله عليه وسلم على البائع أن يفصح عن عيوب المبيع، وأعطى الخيار للمشتري =

خیارِ عیب کی شرائط

خیارِ عیب کی شرائط یہ ہیں:

❶ وہ عیب مبیع میں بائع کے پاس پیدا ہوا ہو، اور عقدِ بیع کے وقت بھی موجود ہو یا عقدِ بیع کے وقت عیب موجود نہ ہو لیکن مبیع میں مشتری کو حوالہ کرنے سے پہلے عیب پیدا ہو چکا ہو، تو مشتری کو خیارِ عیب حاصل ہوگا، اور اگر بائع نے مبیع مشتری کو حوالہ کر دیا پھر اس کے بعد مشتری کے پاس عیب پیدا ہوا تو مشتری کو خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔

❷ بائع کے پاس مبیع میں جو عیب پیدا ہوا تھا وہ مشتری کے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد بھی باقی ہو، اور اگر مشتری کے پاس وہ عیب نہیں پایا گیا تو مشتری کو مبیع خیارِ عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

❸ مشتری کو عقدِ بیع کے وقت یا مبیع پر قبضہ کرتے وقت عیب کا علم نہ ہو اور اگر مشتری کو عقد کے وقت یا مبیع پر قبضہ کرتے وقت عیب کا علم تھا پھر بھی مبیع لے لی تو اسے خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔

❹ مشتری کے پاس اس عیب کو ختم کرنا ممکن نہ ہو، اگر معمولی عیب ہے اس

=إذا لم يفصحه البائع عند العقد وبناءً على ذلك، أجمع فقهاء الشريعة الإسلامية على ثبوت أصل هذا الخيار قال ابن قدامة رحمه الله تعالى: "متى علم بالبيع عيباً لم يكن عالماً به، فله الخيار بين الإمساك والفسخ، سواء كان البائع علم العيب أو كتمه، أو لم يعلم، لا نعلم بين أهل العلم في هذا خلافاً. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۸۲۸/۲، ۸۳۱) المبحث الثامن، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، خيار العيب، ط: معارف القرآن)

❷ ما بيع مطلقاً إذا بيع وفيه عيب قديم يكون المشتري مخيراً إن شاء رده وإن شاء قبله بثمنه المسمى وليس له أن يمسك المبيع ويأخذ ما نقصه العيب. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۳۳) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)

کو ختم کرنا ممکن ہو تو مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا مثلاً کپڑے خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں نجاست لگی ہوئی ہے تو اس کو دھو کر آسانی سے ختم کرنا ممکن ہے تو اس وجہ سے مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔

۵ بائع نے سودا کرتے وقت عیب سے برأت کی شرط نہ لگائی ہو، اگر براءت کی شرط لگائی ہو تو مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔ (۱)

مزید "عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وأما شرائط ثبوت الخيار، فمنها: ثبوت العيب عند البيع أو بعده قبل التسليم حتى لو حدث بعد ذلك لا يثبت الخيار... ومنها: ثبوته عند المشترى بعد ماقبض المبيع، ولا يكتفي بالثبوت عند البائع... ومنها: جهل المشترى بوجود العيب عند القبض، فإن كان عالماً به عند أحدهما، فلا خيار له... ومنها: عدم اشتراط البراءة عن العيب في البيع عندنا حتى لو شرط، فلا خيار للمشترى. (بدائع الصنائع: (۲۷۵/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

والطريق الثاني: أن يزيل ذلك العيب إما بإصلاحه أو بتغيير بعض أجزائه۔ ولم أجد في ذلك نصًا عند الحنفية إلا ما ذكره السرخسي رحمه الله تعالى: قال: "وإذا اشترى عبداً عليه دين لم يعلم به، ثم علم بذلك، فله أن يرده: لأن قيام الدين عليه مما يعده التجار عيباً... إلا أن يقضى عنه البائع دينه، أو يبرئه الغرماء منه، فبذلك يزول العيب، وزوال العيب قبل الخصومة يسقط حق المشترى في الرد" وهذا يدل على أن للبائع أن يزيل العيب قبل الخصومة، فليسقط به خيار الرد۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۸۵۶/۲) المبحث الثامن، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، عرض البائع على المشترى أن يزيل العيب، ط: معارف القرآن)

ولا بد للرد من قيود: الأول: أن يكون العيب عند البائع۔

الثاني: أن لا يعلم به المشترى عند البيع، الثالث: أن لا يعلم به عند القبض۔

الرابع: ألا يتمكن من إزالته بلا مشقة، فإن تمكن فلا كما لو اشتري ثوباً فوجد فيه دماً، إن كان إذا غسل من الدم ينقص الثوب كان عيباً لو وجد وحده وإلا فلا.

الخامس: أن لا تشترط البراءة منه خصوصاً أو من العيوب عموماً.

السادس: أن لا يزول العيب قبل الفسخ، فإن زال ليس له الرد. (شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۳/۱) شرح المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۱۷/٤) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع، المبحث السادس: الخيارات، ط: رشيديه.

خیار عیب کی وجہ سے مبیع واپس کرنے کی شرائط

اگر خریدار کو سودا کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کے عیب کے بارے میں بالکل علم نہ ہو اور بعد میں عیب ظاہر ہونے پر مشتری نے رضامندی ظاہر نہیں کی اور بائع (سیلر/ دوکاندار) نے سودا کرتے وقت عیوب سے براءت کا اعلان بھی نہیں کیا اور اس مبیع میں مشتری نے کسی قسم کا تصرف بھی نہیں کیا تو ایسی صورت میں خیار عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس کرنا جائز ہے، اور بائع پر واپس لینا بھی ضروری ہے۔ (1)

خیار عیب کی وجہ سے واپسی ثابت ہو جائے گی

''واپسی ثابت ہو جائے گی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۵/۶)

خیار عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار

''عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۱/۴)

---

(١) مابیع مطلقًا إذا بیع وفیه عیب قدیم یکون المشتري مخیرًا إن شاء رده وإن شاء قبله بثمنه المسمی۔
لا یثبت خیار العیب إلا بشروط ثمانیة:

١۔ ألا یری المشتري حین الشراء والقبض ذلک العیب، وإذا رآه یجب أن یکون لا یعلم أنه عیب عند التجار۔

٢۔ أن لا تحصل حال تدل علی رضاه بالمبیع بعد اطلاعه علی العیب۔

٣۔ أن لا یشترط في البیع براءة البائع من دعوی العیب۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام لعلي حیدر: (٢٨٥/١) المادة: ٣٣٧، الفصل السادس في بیان خیار العیب، ط: دار الکتب العلمیة)
شرح المجلة لخالد الأتاسي: (٢٩٠/٢) المادة: ٣٣٧، ط: مکتبه اسلامیه۔
قال في البحر: وإلی هنا ظهر أن خیار العیب یسقط بالعلم به وقت البیع، أو وقت القبض أو الرضا به بعدا أو اشترط البراءة من کل عیب۔ (الشامیة: (٣٧/٥) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: في ما یسقط به الخیار، ط: سعید)
البحر الرائق: (٦٧/٦) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔
انظر الحاشیة تحت عنوان ''خیار عیب مندرجہ ذیل افعال سے ختم ہو جاتا ہے''۔

خیارِ عیب مندرجہ ذیل افعال سے ختم ہو جاتا ہے

عیب معلوم ہونے کے بعد مندرجہ ذیل افعال سے خیارِ عیب ختم ہو جاتا ہے۔

❶ عیوب پر صراحت کے ساتھ رضامندی کا اظہار کرے۔

❷ عیب معلوم ہونے کے بعد اس چیز کو اپنی چیز کی طرح، اپنے کام میں استعمال کرے۔

❸ آگے فروخت کرنے یا کرایہ پر دینے کی پیشکش کرے۔

❹ عیب معلوم ہونے کے بعد اس کی اصلاح یا مرمت کی کوشش کرے مثلاً بیمار جانور کا علاج کرے جب کہ اس کے بغیر بھی چیز واپس کرنا ممکن ہو ورنہ خیار ختم نہیں ہوگا۔

❺ گروی رکھے۔

❻ تحفہ اور گفٹ دے دے۔

❼ خریدی ہوئی زمین کو سیراب کرے۔[1]

---

(۱) بعد اطلاع المشتري على عيب في المبيع إذا تصرف فيه تصرف الملاک سقط خياره، مثلاً: لو عرض المشتري المبيع للبيع بعد اطلاعه على عيب قديم فيه كان عرض المبيع للبيع رضًا بالعيب فلا يرده بعد ذلک۔

قال العلامة سليم رستم باز: ولو كان قد عرضه على البيع بأمر البائع وكذا لو رضي بالعيب صريحًا كقوله: رضيت بهذا المبيع أو ببعضه أو دلالة كقبضه المبيع بعد علمه بالعيب ... وكلبس الثوب أو ركوب الدابة ... ومما يكون رضى بالعيب مداواة المبيع ... وكذا الإجارة والعرض عليها والمطالبة بالغلة والرهن وسقي الأرض وغرسها وزراعتها ... والهبة ولو بلا تسليم۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۸/۱) المادة: ۳۳۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۰۶/۲، ۳۰۹) المادة: ۳۳۳، ط: مكتبه اسلاميه۔

شرح المجلة لعلي حيدر: (۲۹۶/۱، ۲۹۷) المادة: ۳۳۳، ط: دار الكتب العلمية۔

خیار عیب میں فوری واپسی لازم نہیں

"واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خیار غبن

جس عقد میں بائع اور مشتری میں سے کسی ایک کے ساتھ غبن فاحش ہوا ہو اور اسے دھوکہ بھی دیا گیا ہو، تو اس کو دھوکہ معلوم ہونے پر اختیار ہوتا ہے چاہے تو اس چیز کو خریدے اور اگر چاہے تو واپس کر دے، ایسے خیار کو "خیار غبن مع تغریر" کہتے ہیں۔ (۱)

خیار کا اختیار مشتری کے پاس

اگر اختیار خریدار یا کسی اجنبی نے لیا ہے بائع (سیلر) نے نہیں لیا تو چیز بائع کی ملکیت سے نکل جائے گی اور صاحب اختیار اس چیز کے ثمن کا ضامن ہوگا لیکن اختیار کی صورت میں وہ خریدار بھی اس چیز کا مالک نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) إذا غر أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبناً فاحشاً فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ)... إن اجتماع الغبن الفاحش والتغرير يوجب الخيار وفسخ البيع، فعليه فالغبن الفاحش منفرداً لا يستلزم الخيار وفسخ البيع كما أن وجود التغرير لو وحده لا يستلزم الخيار ويسمى الخيار الذي يكون على هذا الوجه بخيار الغبن والتغرير. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۶۵/۱) المادة: ۳۵۷، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: دار الجيل)

شرح المجله لرستم باز: (۱۵۸/۱) المادة: ۳۵۷، ایضاً، ط: فاروقیه.

خيار الغبن: هذا الخيار مشروع عند الحنفية إذا اشتمل الغبن على تغرير، فيسمى خيار الغبن مع التغرير، وهو أن يغرر البائع المشتري أو بالعكس... ويكون الغبن فاحشاً. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۵۲۵/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، خيار الغبن، ط: رشيديه.

(۲) (ويخرج عن ملكه) أي البائع (مع خيار المشتري) فقط فيهلك بيده بالثمن... ولا يملكه المشتري=

خیار کی فیس

(۲۹۲) خیار کی فیس لینا یا خیار کا حق کسی دوسرے آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

خیار مجلس

ایجاب (آفر) وقبول کر کے سودا ہو گیا لیکن مجلس اب تک ختم نہیں ہوئی تو بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ مجلس ختم ہو۔ : سے پہلے پہلے بیع کو ختم کر دے اس کو "خیار مجلس" کہتے ہیں، یہ امام شافعی اور امام احمد رحمہا اللہ کے نزدیک جائز ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہا اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور دونوں کی رضامندی کے بغیر کسی ایک فریق کی طرف سے بیع کو ختم کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

= وفي الرد: (قوله: مع خيار المشتري فقط)... قال ح: ومثله ما إذا جعله المشتري الخيار لأجنبي۔ (الدر مع الرد: (۵۷۵/۴، ۵۷۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب المقبوض على سوم النظر، ط:سعيد)

قوله: مع خياره فقط) لا وجه للتقييد به فإن الحكم كذلك فيما إذا كان الخيار لهما أو جعلا الخيار لأجنبي أو جعل كل الخيار لأجنبي غير ما جعله له الآخر أفاده الحلبي۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط:المكتبة العربية)

ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، مطلب لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط:سعيد)۔

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۰۱)، كتاب البيوع، ط:قديمي۔

بدائع الصنائع: (۴۸/۶)، كتاب الصلح، فصل وأما الذى يرجع إلى المصالح عنه فأنواع، ط:سعيد۔

(۲) فإذا تم الإيجاب والقبول، فهل يكون لأحد العاقدين في مجلس العقد خيار الرجوع؟ اختلف العلماء فيه۔ فقال الحنفية والمالكية والفقهاء السبعة بالمدينة: يلزم بالإيجاب والقبول... وقال الشافعية والحنابلة وسفيان الثوري وإسحاق: إذا انعقد البيع بتلاقي الإيجاب والقبول، يقع العقد جائزا أي غير لازم، مادام المتعاقدان في المجلس، ويكون لكل من المتبايعين الخيار في فسخ البيع وإمضائه=

خیار میں وراثت

خیار شرط وارث کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔[1] اور خیار وصف وارث کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔[2]

= مادام مجتمعين لم يتفرقا أو يتخايرا، والمحكم في التفريق العرف وهو أن يتفرقا عن مقامهما الذين تبايعا فيه۔ والمراد به التفرق بالأبدان وهو التفرق حقيقة۔ وهو الذي يكون لذكره في الحديث فائدة؛ لأنه معلوم لكل واحد أن المتعاقدين بالخيار إذا لم يقع بينهما عقد بالقبول۔ وهذا هو خيار المجلس الثابت في أنواع البيع، لما روى الشيخان أنه صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا أو يقول أحدهما للآخر: اختر۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۳۵۲/۴، ۳۵۳) القسم الثالث العقود، المبحث الأول تكون عقد البيع، صفة الإيجاب والقبول، الكلام في خيار المجلس، ط: دار الفكر)

وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية) وهو قول مالك رحمه الله۔ وقال الشافعي وأحمد رحمهما الله: لهما خيار المجلس؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا۔ (فتح القدير: (۲۳۸/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

العرف الشذي على هامش جامع الترمذي: (۲۳۷/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ط: سعيد۔

(۱) خيار الشرط لا يورث۔ وقال العلامة سليم رستم باز: لأنه ليس إلا مجرد إرادة و مشيئة۔ وهذا وصف لصاحب الخيار، فلا يمكن انتقاله إلى الوارث۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱۲۹/۱) المادة: ۳۰۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأول في بيان خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۵۸۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۴۸/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) خيار الوصف يورث مثلاً لو مات المشتري الذي له خيار الوصف فظهر البيع خاليا من ذلك الوصف كان للواصف حق الفسخ۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الكتب العلمية)

الفقه الإسلامي وأدلّته: (۵۲۳/۴) المبحث الخامس: الخيارات، خيار الوصف، ط: دار الفكر۔

وكذا خيار الوصف ينتقل إلى الوارث إجماعا، كما في الفتح۔ (الشامية: (۷۶۳/۶) كتاب [illegible]، ط: سعيد)

خیار نقد

(۲۹۴) موجودہ دور میں بعض دفعہ ادھار پر سودا کرنے کے بعد (خریدار) پیسہ بھی ادا نہیں کرتا اور بیع بھی ختم نہیں کرتا ایسی صورت میں بیچنے والا پریشان ہوجاتا ہے نہ پیسہ وصول کر پاتا ہے اور نہ ہی یک طرفہ بیع ختم کر پاتا ہے، ایسی صورت میں ''خیار نقد'' سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ سودا کرتے وقت پیسہ ادا کرنے کی مدت مقرر کردے، اگر اس مقررہ مدت میں مشتری (خریدار) پیسہ ادا نہیں کرے گا تو بیع کا معاملہ خود بخود ختم ہوجائے گا اور اس کی مدت عام فقہاء کرام کے نزدیک تین دن ہے، مگر امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بائع اور مشتری جو بھی مدت طے کرنا چاہیں کرسکتے ہیں، موجودہ دور میں بدعہدی، وعدہ خلافی اور دھوکا دہی عام ہونے کی وجہ سے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔(۱)

---

(۱) خيار النقد: هو فرع خيار الشرط، وهو أن يشترط المتبايعان في عقد البيع بالنسيئة أن المشتري إذا لم يدفع الثمن في الأجل المعين، وهو ثلاثة أيام، فلا بيع بينهما۔ فإن اشترى على هذا النحو على أنه إن لم ينقد (يدفع) الثمن إلى أربعة أيام، لم يصح خلافًا لمحمد؛ لأنّ هذه هي المدة المشروعة في خيار الشرط۔ وراعى محمد مصلحة العاقدين في اشتراطه إلى أي مدة كانت۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۵۲۴) المبحث الخامس: الخيارات، خيار النقد، ط: دار الفكر)

(فإن اشترى) شخص شيئا (على أنه) أي المشتري (إن لم ينقد ثمنه إلى ثلاثة أيام فلا بيع صح) استحسانا ... (و) إن اشترى كذلك (إلى أربعة) أيام (لا) يصح خلافًا لمحمد۔ وفي الرد: قوله: (وإن اشترى كذلك) أي على أنه إن لم ينقد الثمن إلى أربعة أيام۔ (قوله: خلافًا لمحمد) فإنه جوزه إلى ما سماه۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۵۷۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب خيار النقد، ط: سعيد)

إذا تبايعا على أن يؤدي المشتري الثمن في وقت كذا وإن لم يؤده فلا بيع بينهما صح البيع وهذا يقال له خيار النقد۔ وقال العلامة سليم رستم باز: ويشترط ... أن تكون المدة معلومة والظاهر من متن المادة أنها غير مقيدة بثلاثة أيام وهو قول محمد وقد اختارته المجلة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۳۳) المادة: ۳۱۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثالث في حق خيار النقد، ط: دار الكتب العلمية)

خیار وصف

☆......کسی چیز کو ایسی صفت کی شرط لگا کر فروخت کرنا جائز ہے جس کا جانچنا اور اس کی فوری تحقیق کرنا ممکن ہو جیسے کوئی مادہ جانور اس شرط پر خریدنا کہ وہ دودھ دینے والا ہے۔

☆......اور جس صفت کا جانچنا اور اس کی فوری تحقیق کرنا ممکن نہ ہو اس صفت کی شرط لگا کر کسی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے جیسے کوئی مادہ جانور اس شرط پر فروخت کرنا کہ وہ گابھن ہے یا اتنے کلو دودھ دیتی ہے جائز نہیں ہے۔ (۱)

ہاں اگر اس صفت سے براءت اور خلاصی کے لیے اس شرط کا بیان ہو تو پھر سودا نا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

☆......خیار وصف وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ (۳)

---

(۱) إذا باع مالاً بوصف مرغوب فيه فظهر المبيع خاليا عن ذلك كان المشتري مخيرًا إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى ويسمى هذا الخيار خيار الوصف مثلاً لو باع بقرة على أنها حلوب فظهرت غير حلوب يكون المشتري مخيرًا۔

وقال العلامة سليم رستم باز: ولو اشترى معزاة على أنها حامل أو تحلب كذا رطلاً فسد البيع؛ لأن هذا شرط فاسد لا وصف مرغوب، والضابط للأوصاف إن كان وصف لا غرر فيه فاشتراطه جائز، وما فيه غرر لا يجوز۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۳۲) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۴/۵۸۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في خيار التعيين، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۳/۴۹) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) شرط أنها مغنية، إن للتبري لا يفسد، وإن للرغبة فسد بدائع، ولو شرط حبلها، إن الشرط من المشتري فسد، وإن من البائع جاز؛ لأن حبلها عيب فذكره للبراءة منه۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/۵۹۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، قبيل: باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

حاشية الزيلعي على التبيين: (۴/۲۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: إمداديه ملتان۔

فتح القدير: (۶/۳۰۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) انظر رقم الحاشية: ۲، تحت عنوان "خیار میں وراثت"۔

خیار وصف کا حکم

مبیع (بیچی گئی چیز) میں مرغوب (پسندیدہ) وصف موجود نہ ہونے کی صورت میں مشتری کو اختیار ہوتا ہے، چاہے تو پوری قیمت میں مبیع رکھ لے اور اگر چاہے تو مبیع واپس کردے اور اپنی رقم واپس لے لے لیکن قیمت کم کرانے کا اختیار نہیں ہوتا کیوں کہ وصف کے مقابلے میں ثمن نہیں ہوتا۔

مثلاً کسی نے طوطا خریدا اس شرط پر کہ یہ باتیں کرتا ہے، خریدنے کے بعد دیکھا تو ایسا نہیں ہے تو مشتری کو طوطا رکھنے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا لیکن طوطا رکھنے کی صورت میں قیمت کم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

خیار وصف کا معنی

''خیار وصف'' کا معنی یہ ہے کہ بائع نے مال کے جو اوصاف بیان کیے تھے وہ غلط نکلیں تو خریدار کو اختیار ہوگا چاہے تو پوری قیمت ادا کر کے خرید لے چاہے تو واپس کردے۔ (۲)

(۱، ۲) ومن باع عبدا على انه خباز او كاتب وكان بخلافه فالمشترى بالخيار ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء ترك لان هذا وصف مرغوب فيه فيستحق فى العقد بالشرط ثم فواته يوجب التخيير... واذا اخذه اخذه بجميع الثمن لان الاوصاف لايقابلها شيء من الثمن۔ (الهداية: (۳/۳۷) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه)

اذا باع مالا بوصف مرغوب فيه فظهر المبيع خاليا عن ذلك الوصف كان المشترى مخيرا ان شاء فسخ البيع وان شاء اخذه بجميع الثمن المسمى ويسمى هذا الخيار خيار الوصف مثلا لو باع بقرة على انها حلوب فظهرت غير حلوب يكون المشترى مخيرا وكذا لو باع فصًا ليلاً على انه ياقوت احمر فظهر اصفر يخير المشترى۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسى: (۲/ ۲۵۳) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۴/ ۵۸۷) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في خيار التعيين، ط: سعيد۔

خیار وصف میں وراثت

(۲۹۷) خیار وصف میں وراثت جاری ہوتی ہے اس لیے خیار وصف وارث کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ (۱)

خیانت سے شرکت تباہ ہوجاتی ہے

''شرکت کی برکت کب ختم ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۷/۴)

خیانت ظاہر ہو مرابحہ میں

''مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۸/۶)

خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے مرابحہ میں

''مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خیر خواہی کا معاملہ کرنا خریدار کے ساتھ

''خریدار کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۳)

---

(۱) خيار الوصف يورث مثلا لو مات المشتري الذي له خيار الوصف فظهر البيع خاليا من ذلك الوصف كان للواصف حق الفسخ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الكتب العلمية)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۲۳/۴) المبحث الخامس: الخيارات، خيار الوصف، ط: دار الفكر، بيروت۔

الشامية: (۷۶۳/۶) كتاب الفرائض، ط: سعيد۔

دارالحرب میں شراب فروخت کرنے کا حکم

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک دارالحرب میں مسلمان کا ویزا لے کر جانے کی صورت میں غیر مسلموں کا مال غدر اور دھوکے کے بغیر ان کی خوشی سے جس طرح بھی لیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا ان کا مال عقود فاسدہ اور شراب کے عوض بھی لینا جائز ہونا چاہیے لیکن نصوص مطلق ہونے کی وجہ سے فتویٰ اس پر نہیں ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

دام ابھی نہیں ہیں پھر دے دوں گا

کسی نے اگر کوئی سودا ادھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہہ دے کہ پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں آپ کا دام دے دوں گا اور اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی صرف اتنا کہہ دیا کہ

(۱) دخل مسلم اوذمی دار الحرب بامان اوبغیرہ وعقد مع الحربی عقد الربوا .... اوباع منهم خمراً اوخنزیراً او میتۃً او دماً بمال فذلک کله جائز عندالطرفین۔ (الفتاوىٰ الهندیة: (۳/۲۴۸) الفصل السادس فی الصرف فی دارالحرب، ط: رشیدیه)

شامی: (۵/۱۸۶) باب الربوا، قبیل: باب الحقوق في البیع، ط: سعید۔

ولابین الحربی و المسلم ثمة: ای لاربوا بینهما فی دارالحرب عندهما خلافا لابی یوسف وفی البنایة: وکذااذاباع خمراًاو خنزیراًاومیتۃًواخذالمال کل ذلک یحل له۔ (البحر الرائق: (۶/۱۳۵) باب الربوا، ط: سعید)

وبالجملة: فقول أبي حنیفة و محمد بن الحسن في هذا الباب أقوى مایکون روایةً و درایةً... مع ذلک فلاشک في کون التوقي عن الزبا، ولو مع الحربي في دار الحرب أحسن وأحوط وأزکی وأحزی خروجا من الخلاف، وهو الذي ذهب إلیه شیخنا حکیم الأمة وأفتی به، واختاره ترجیحًا لقول أبی یوسف والجمهور۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۳۷۲) کتاب البیوع، باب الربا في دار الحرب بین المسلم والحربي، ط: إدارة القرآن)

أحکام القرآن للتهانوي: (۱/۶۷۴) سورة البقرة: ۲۷۵، ط: إدارة القرآن۔

ابھی دام نہیں ہے پھر دے دوں گا تو اگر یوں کہا ہے کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ دام پھر دوں گا تو یہ بیع فاسد ہو جائے گی اور اگر خریدتے وقت یہ شرط نہیں لگائی لیکن خرید کر یہ کہہ دیا کہ دام پھر دوں گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بیع صحیح رہے گی اور اگر خریدتے وقت بھی کچھ نہیں کہا اور خرید کر بھی کچھ نہیں کہا تب بھی درست ہو جائے گی اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی ادا کرنا پڑیں گے، ہاں اگر بیچنے والا کچھ دن کی مہلت دے دے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے۔ (۱)

دباغت سے پہلے مردار جانور کی کھال فروخت کرنا

"مردار جانور کا چمڑا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۶)

درآمد

بیرون ممالک کی اشیاء اندرون ملک لانے کو "درآمد" کرنا اور "امپورٹ کرنا" کہتے ہیں اور یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور حج کے موسم میں اسے فروخت کرتے۔ (۲)

---

(۱) إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يوما أو شهرا أو سنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم ...م أو النيروز صح البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۰۱/۱) المادة: ۲۴۷، الكتاب الأول ...البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة ...نسيئة والتأجيل، ط: دار الكتب العلمية)

...وصح بثمن حال وبأجل معلوم) أي البيع بإطلاق النصوص ... وفي فتح القدير: ومن جهالة الأجل ...ذا باعه بألف على أن يؤدي إليه الثمن في بلد آخر ... ومن الأجل المجهول اشتراط أن يعطيه الثمن ...التفاريق أو كل أسبوع البعض، فإذا لم يكن شرطا في البيع وإنما ذكره بعده لم يفسد وكان له أن يأخذ ...حملة۔ (البحر الرائق: (۲۷۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

...الدر مع الرد: (۵۳۱/۴) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد۔

...رجم في الإصابة لأسماء بنت مخربة بالباء فذكر أن ابنها عباس بن عبدالله بن ربيعة كان يبعث إليها ...من بعطر فكان تبيعه. (التراتيب الإدارية: (۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، المرأة تبيع ...ط: دار الأرقم)

درآمد برآمد میں بینک کا کردار

موجودہ دور میں بین الاقوامی تجارت (درآمد و برآمد) میں بینک ایک لازمی ذریعہ ہے، بینک کی وکالت اور معرفت کے بغیر برآمد اور درآمد ممکن نہیں۔

اس کی تفصیل، یہ ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے ملک سے کوئی چیز درآمد کرنا چاہتا ہے تو دوسرے ملک کا تاجر اس بات کا اطمینان کرنا چاہتا ہے کہ جب میں مطلوبہ سامان خریدار کو بھیجوں گا تو وہ واقعتاً قیمت کی ادائیگی کر دے گا لہٰذا درآمد کرنے والا برآمد کرنے والے کو اعتماد میں لانے کے لیے بینک سے ایک ضمانت نامہ حاصل کرتا ہے جس میں بینک بیچنے والے کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ چیز فلاں شخص کو فروخت کر دی جائے تو ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ اس کو ضمانتی مراسلہ اور عربی میں ''خطاب الضمان'' یا ''خطاب الاعتماد'' کہتے ہیں اور انگریزی میں (لیٹر آف کریڈٹ) کہتے ہیں آسانی کے لیے ''ایل سی'' کہہ دیا جاتا ہے، یہ ضمانت نامہ حاصل کرنے کو اردو زبان میں ایل سی کھلوانا اور عربی زبان میں فتح الاعتماد کہتے ہیں۔

بینک ایل سی کھول کر برآمد کرنے والے کے بینک کو بھیج دیتا ہے، برآمد کرنے والے کے بینک کو نیگوٹیشن بینک کہتے ہیں۔

ایل سی پہنچنے کے بعد وہاں سے مال جہاز میں بک کروا دیا جاتا ہے اور جہاز چلانے والی کمپنی مال بک ہونے کی رسید جاری کرتی ہے، اس رسید کو عربی میں بولیصة الشحن اور انگریزی میں بل آف لیڈنگ کہتے ہیں۔

برآمد کرنے والے کا بینک یہ بل آف لیڈنگ متعلقہ کاغذات کے ساتھ ایل، سی کھولنے والے بینک کو بھیجتا ہے۔

درآمد کرنے والا اپنے بینک سے یہ کاغذات حاصل کرتا ہے۔ ان کاغذات میں مال کی جو تفصیل لکھی گئی ہے وہ اگر آرڈر کے خلاف ہو تو کاغذات واپس کر دیے

جاتے ہیں، اور اگر کاغذات کی تفصیل ایل سی کے موافق ہو تو یہ کاغذات کسٹم کو دکھا کر بندرگاہ سے مال وصول کرلیا جاتا ہے۔

اور بینک عام طور پر یہ کاغذات درآمد کرنے والے کو اس وقت دیتا ہے جب وہ قیمت کی ادائیگی کردے، ادائیگی کے لیے بھی بینک اور درآمد کرنے والے کے درمیان مختلف معاہدے ہوتے ہیں۔

کبھی درآمد کرنے والا ایل سی کھلواتے وقت ہی پوری رقم کی ادائیگی کردیتا ہے، اس کو فل مارجن پر ایل سی کھلوانا کہتے ہیں عربی میں اس کو "فتح الاعتماد بغطاء کامل" کہتے ہیں کبھی ساری ادائیگی بینک سے کاغذات چھڑوانے کے وقت ہوتی ہے، اس کو زیرو مارجن پر ایل سی کھلوانا کہتے ہیں، کبھی ایل سی کھولنے کے وقت تھوڑی ادائیگی کی جاتی ہے، اس صورت میں کل رقم کا جتنا فی صد ادا کیا گیا ہے اُتنے ہی فی صد مارجن پر ایل سی کھولنا کہتے ہیں، مثلاً کل قیمت کا پچیس فی صد حصہ ایل سی کھلواتے وقت بینک میں جمع کرادیا گیا تو یہ ایل سی پچیس فی صد مارجن پر کھلوائی گئی کہا جائے گا، کبھی یہ معاہدہ بھی ہوتا ہے کہ کاغذات آنے پر بینک اپنے پاس سے ادائیگی کردے گا اور درآمد کرنے والا ایک معین مدت کے بعد ادائیگی کرے گا اس صورت میں بینک کا قرض درآمد کرنے والے کے ذمے ہوجاتا ہے اور بینک اس پر سود لیتا ہے۔

درآمد کرتے وقت خطرہ والی چیز درآمد نہ کرے

"اسلامی ریاست کے لیے خطرہ والی چیز درآمد کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

درآمد کرنے والے کے پاس رقم نہیں

کبھی کبھار درآمد کرنے والے کے پاس درآمد کرنے کے لیے رقم نہیں ہوتی

یا رقم تو ہوتی ہے مگر وہ اتنی رقم کو درآمد پر لگا کر منجمد نہیں کرنا چاہتا تو بینک سے قرض لے کر درآمد کرتا ہے، درآمد کے لیے بینک جو قرض دیتا ہے اس کو امپورٹ فنانسنگ کہتے ہیں، ایسے ہی برآمد کے لیے بھی بینک سے قرض لیا جاتا ہے یعنی کسی تاجر کے پاس باہر کے کسی ملک سے اشیاء کی خریداری کا آرڈر ہوتا ہے لیکن وہ اشیاء تیار یا مہیا کرنے کے لیے اسے رقم کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ بینک سے قرض لیتا ہے اور قرض لے کر مطلوبہ اشیاء فراہم کر کے برآمد کرتا ہے، اس صورت میں بینک برآمد کرنے والے کو جو قرض دیتا ہے اس کو ایکسپورٹ فنانسنگ کہتے ہیں۔(۱)

اور بینک جب قرض دیتا ہے اس پر سود لیتا ہے اور سود دینا اور لینا حرام ہے، اس لیے بینک سے سودی قرض لے کر درآمد کرنا بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص:۱۱۹ تا ۱۲۲) عنوان: درآمد، برآمد میں بینک کا کردار، ط: إدارة المعارف کراچی۔

(۲) كل قرض جرّ منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (۲۸۲/٦) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

کل قرض جرّ منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب كل قرض جرّ منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

تكملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم كراچی۔

عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالى عنه مرفوعا: كل قرض جرّ منفعة فهو ربا، ... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴، ۵۱۳) كتاب الحوالة، باب كل قرض جرّ منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

احكام القرآن للجصاص: (۶۳۱/۱) ط: باب البيع، ط: قديمی۔

كل قرض جرّ نفعا فهو حرام۔ (الشامية: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمی۔

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲۷/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمی۔

درخت چوری کر کے فروخت کرنا

(۳۰۳) بعض علاقوں میں کھیت کی زمین میں خود بخود درخت اور بانس وغیرہ اگ آتے ہیں اور لمبے اور بڑے ہوتے ہیں، کھیت کے سپاہی اور مزدور ان بانسوں اور درختوں کو کاٹ کر مالک کی اجازت کے بغیر چوری چھپے فروخت کر دیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، اور جان بوجھ کر ایسے درخت وغیرہ خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

درخت خریدنے کے بعد کہاں سے کاٹے؟

اگر درخت کا سودا کرتے وقت کہاں سے کاٹے گا اس کی بات نہیں ہوئی ہے تو خریدار کے لیے درختوں کو جڑ سے اکھاڑنا جائز ہوگا اور اگر درختوں کا سودا کرتے وقت درختوں کو سطح زمین سے کاٹنے کی شرط لگائی گئی تھی تو اس صورت میں سطح زمین سے ہی کاٹنا ہوگا، اور اگر جڑ سے اکھاڑنے کی صورت میں قریبی کنوئیں یا دیوار وغیرہ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو پھر جڑ سے اکھاڑنے کی بجائے سطح زمین سے ہی کاٹنا ہوگا۔ (۲)

درخت زمین کی بیع میں داخل ہے

''توابع ذکر کے بغیر بیع میں داخل ہو جاتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) تخریج کے لیے ''چوری کا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وفیها اذا اشتری شجرة للقلع فانه یومر بقلعها بعروقها ولیس له حفر الارض الی انتهاء العروق بل یقلعها علی العادة الا ان شرط للبائع القلع علی وجه الارض او یکون فی القلع من الاصل مضرة علی البائع کما اذا کانت بقرب حائط او بئر لانه یقطعها علی وجه الارض۔ (البحر الرائق: (۲۹۳/۵) کتاب البیع، فصل یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید)

اشتری شجرة للقلع یومر بقلعها بعروقها ولیس له حفر الارض الی انتهاء العروق بل یقلعها علی العادة الا ان شرط البائع القطع علی وجه الارض او یکون فی القلع من الاصل مضرة للبائع ککونها بقرب حائط او بئر فیقطعها علی وجه الارض۔ (شامی: (۵۵۴/۴) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعید)

الفتاوی الهندیة: (۳۵/۳) کتاب البیوع، الباب الخامس، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔

درخت زمین کے تابع ہیں

(۳۰۳) اگر زمین پر یا اس کے کنارے پر مکان یا درخت ہیں اور زمین فروخت کر دی اور سودا کرتے وقت مکان اور درختوں کا کوئی ذکر نہیں ہوا تو یہ مکان اور درخت خود بخود زمین کے ساتھ تابع ہو کر عقد بیع میں شامل ہوں گے اور مشتری (خریدار) کو ملیں گے، ہاں اگر سودا کرتے وقت مکان اور درختوں کو عقد بیع سے مستثنیٰ کیا تھا تو اس صورت میں مکان اور درخت عقد میں شامل نہیں ہوں گے اور مشتری کو نہیں ملیں گے بلکہ بدستور بائع کی ملکیت میں رہیں گے اور اس پر لازم ہوگا کہ درختوں کو کاٹ کر اور مکان کا ملبہ ہٹا کر زمین خالی کر کے مشتری کو حوالہ کرے۔[1]

☆...... اگر کسی نے زمین فروخت کی اور اس پر درخت بھی ہیں تو درخت

---

(۱) ويدخل البناء والشجر في بيع الأرض بلا ذكر لكونه متصلا بها للقرار فيدخل تبعاً۔ (البحر الرائق: (۵/ ۲۶۳) كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد)

▭ ومن باع أرضا دخل ما فيها من النخل والشجر وإن لم يسمه لأنه متصل بها للقرار فأشبه البناء (الهداية، كتاب البيوع (۳/ ۲۶) ط: رحمانيه)

▭ فتح القدير، كتاب البيوع (۶/ ۲۶۰) ط: دار الكتب العلمية۔

▭ وليس للبائع أن يطالب المشتري بالثمن ما لم يسقط خيار الرؤية منه ولا يتوقف الفسخ على قضاء ولا رضا بل بمجرد قوله: رددت ينفسخ قبل القبض وبعده، لكن بشرط علم البائع۔ (فتح القدير: (۶/ ۳۱۲) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

▭ حاشية الشلبي على التبيين: (۴/ ۲۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه ملتان۔

▭ ثم اعلم أنه إذا بيعت الأرض ولم يدخل في البيع الزرع والثمر كان على البائع أن يقطعهما وإن لم يظهر صلاحهما ويسلم المبيع للمشتري۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۹۴) شرح المادة: ۲۳۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الرابع: في بيان ما يدخل في البيع بدون ذكر صريح وما لا يدخل، ط: دار الكتب العلمية)

▭ ويؤمر بقطعهما... وتسليم المبيع) الأرض۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴/ ۵۵۳) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، مطلب في حمل المطلق على المقيد، ط: سعيد)

▭ ويقال للبائع اقطعهما وسلم المبيع۔ (البحر الرائق: (۵/ ۳۰۰) كتاب البيع، ط: سعيد)

زمین کے تابع ہو کر بیع میں داخل ہوں گے اور مشتری زمین کے ساتھ ساتھ درختوں کا بھی مالک ہو جائے گا۔

☆......اور اگر زمین بیچتے وقت درختوں کا استثناء کیا تھا تو درخت زمین کے تابع نہیں ہوں گے اور خریدار درختوں کا مالک نہیں ہوگا۔[۱]

درخت قبرستان کے

"قبرستان کے درخت کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۸/۵)

درختوں پر پھلوں کی بیع

☆......آج کل عام طور پر درختوں پر پھل نکلنے کے بعد پکنے سے پہلے فروخت کر دیتے ہیں اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ درختوں پر رہتے ہوئے کچے پھلوں کو بھی بیچنا جائز ہے۔[۲]

☆......اور اگر بیع ہونے کے بعد درخت کے مالک کی اجازت سے پھلوں

---

(۱) ومن باع ارضا دخل مافیها من النخل والشجر وان لم یسمه لانه متصل به للقرار فاشبه البناء۔ (الهدایة: (۳/۲۶) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

(۲) (ومن باع ثمرة بدا صلاحها) بان امنت العاهة والفساد (او لا، صح)۔ (النهر الفائق: (۳/۳۵۹) کتاب البیوع، ط: رشیدیه کوئٹه)

▭ بیع الثمر علی الشجر لایخلو اما ان یکون قبل الظهور او بعده والاول لایجوز والثانی جائز بدا صلاحها بصلاحها لانتفاع بنی آدم او علف الدواب، او لم یبد لانه مال متقوم لکونه منتفعا به فی الحال اوفی الزمان الثانی فصار کمبیع الجحش والمهر۔ (العنایة شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر: (۶/۲۸۷) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا دخل بناءها فی البیع... الخ ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

▭ (ومن باع ثمرة بدا صلاحها او لم یبد صح) لانه مال متقوم امالکونه منتفعا به فی الحال او فی المال... (ویقطعها المشتری للحال)۔ (مجمع الانهر: (۳/۲۵) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: مکتبة غفاریة کوئٹه)

▭ الدرمع الرد: (۴/۵۵۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔

▭ شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۹۹) [رقم المادة: ۲۰۶] ط: مکتبة حنفیه کوئٹه

کو درخت پر رکھا جائے تو بھی درست ہے۔ [1]

☆...... اگر عقد بیع کے درمیان میں پھلوں کو درختوں پر چھوڑنے کی شرط لگائی گئی تو بیع فاسد ہوگی۔ [2] اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کے قبضے میں آنے کے بعد مشتری مالک ہوجاتا ہے، البتہ مشتری کے لیے اس کا استعمال کرنا درست نہیں ہوتا بلکہ اس بیع کو فسخ کرنا لازم ہوتا ہے۔ [3] تاہم اگر

(۱) فالحاصل ان اباحة الابقاء جائز عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی، ولم یقیده بان لا یکون هناک عرف فلاحاجة الی هذا التقیید عند شیخ مشایخنا الانور رحمه الله تعالی... ولذلک قال فی العرف الشذی: کنت مترددا فی هذا حتی انی رجدت فی فتاوی ابن تیمیة عن ابی حنیفة والثوری رحمهما الله تعالیٰ انهما اجازا البیع مطلقا اذا اجازه البائع الترک علی الاشجار فاذن لما وجدت عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی فلاأبالی۔ فالحاصل: اذا لم یشترط الابقاء فی صلب العقد یصح البیع وان کان معروفا بالعرف۔ (تکملة فتح الملهم: (۱/۳۹۵) باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، ط: دار العلوم کراچی)

☐ واشتراها مطلقًا وترکها یإذن البائع، طاب له الفضل۔ (الهداية: (۳/۲۷) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

☐ والحاصل أن الشرط إذا لم یکن في العقد ولم یأمره البائع بالقطع، طاب له ترکه، سواء کان معروفًا أو لا۔ ولا ألتفت إلی ماقاله الشامي: إن المعروف کالمشروط بعد ما وجدت روایة عن الإمام عند الحافظ ابن تیمیة في فتاواه۔ والله أعلم۔ (فیض الباري: (۳/۲۵۵، ۲۵۶) ط: خضرراہ بک ڈپو دیوبند)

(۲) وان باع بشرط الترک لم یصح قیاسا عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالیٰ وصح استحسانا عند محمد رحمه الله تعالیٰ وفی الاسرار: ان الفتویٰ علی قوله کذا فی الکافی۔ وفي التحفة الصحیح قولهما، کذا في النهر الفائق۔ (الفتاویٰ الهندیة: (۳/۱۰۶) الفصل الثانی فی بیع الثمار وانزال الکروم، ط: رشیدیه کوئٹه)

☐ فإن باعه بشرط الترک فإن لم یکن تناهی عظمه فالبیع فاسد عند الکل، وإن کان قد تناهی عظمه فهو فاسد عند أبي حنیفة وأبي یوسف، وهو القیاس۔ ویجوز عند محمد استحسانًا وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاره الطحاوي لعموم البلوی۔ (فتح القدیر: (۶/۲۶۵) کتاب البیوع، فصل: ومن باع دارًا دخل بناؤها في البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

☐ بدائع الصنائع: (۵/۱۷۳) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

(۳) وإذا قبض المشتري المبیع برضا... بائعه صریحًا أو دلالةً... ملکه... وإذا ملکه تثبت کل أحکام الملک إلا خمسة: لایحل له أکله ولا لبسه، ولا وطؤها ولا أن یتزوجها منه البائع ولا شفعة لجاره لو عقارًا... ویجب علی کل واحد منهما فسخه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۸۸، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في البیع بشرط فاسد، ط: سعید)=

مشتری نے کسی اور کے ہاتھ اس مبیع کو فروخت کر دیا تو دوسرے مشتری کو اس کا استعمال کرنا درست ہے۔ (١)

درختوں کو بٹائی پر دینا

''مساقاۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٦٨/٦)

درزی کو کپڑا دے کر واپس لینے نہیں آیا

''سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٠٦/٤)

درزی کے لیے بچا کھچا کپڑا فروخت کرنا

''بچا کھچا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٩٥/٢)

دریا کا پانی

دریا کا پانی جب تک کسی برتن میں محفوظ نہ کرے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ بیچنے والے کی ملک نہیں ہے اور غیر مملوک چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (٢)

= البحر الرائق: (٩١/٦، ٩٤) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (٦١/٤، ٦٤) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(١) ثم اعلم أن المشتري فاسدا لا يطيب للمشتري ويطيب لمن انتقل الملك منه إليه، لكون الثاني ملكه بعقد صحيح بخلاف المشتري الأول فإنه لا يحل له التصرف فيه ولا يطيب له، لأنه ملكه بعقد فاسد. (البحر الرائق: (٩٥/٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٣٠١/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

حاشية الشلبي على التبيين: (٦٤/٤) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(٢) وفي المحيط: : بيع الماء في الحياض والآبار لا يجوز. (البحر الرائق: (٢٨٤/٥) كتاب البيع، ط: سعيد)

فتح القدير: (٢٤٦/٦) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

الماء الذي يكون في الحياض والآبار والعيون فليس بمملوك لصاحب بل هو مباح في نفسه =

دریا کی مچھلی

(۳۰۸) دریا کی مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ شکار کرنے کے بعد اس کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔(۱)

دستاویزات قرض کی خرید و فروخت

''قرض کی دستاویزات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۶/۵)

دستاویز بیچنا قرض کی

''قرض کی دستاویزات بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۶/۵)

دستاویز دین کی خرید و فروخت

''دین کے دستاویز کی خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۴/۳)

دستاویز کا حکم

مدعی کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے دستاویز بھی ایک اہم ثبوت ہے۔(۲)

= سواء في أرض مباحة أو مملوكة لكن له حق خاص فيه ؛ لأن الماء في الأصل خلق مباحا لقوله عليه الصلاة والسلام: الناس شركاء في ثلاث: الماء والكلأ والنار، والشركة العامة تقضي الإباحة إلا أنه إذا جعل في إناء وأحرزه به فقد استولى عليه وهو غير مملوك لأحد فيصير مملوكا للمستولي كما في سائر المباحات الغير المملوكة وإذا لم يوجد ذلك بقي على أصل الإباحة الثابتة بالشرع فلا يجوز بيعه ؛ لأن محل البيع هو المال المملوك۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۹/۶) كتاب الشرب، ط: سعيد)

(۱) (والسمك قبل الصيد) أي لم يجز بيعه لكونه باع مالا يملكه فيكون باطلاً۔ أطلقه فشمل ما إذا كان في حظيرة إذا كان لا يؤخذ إلا بصيد لكونه غير مقدور التسليم فيكون فاسدا، ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فيها ولو كان يؤخذ بغير حيلة جاز۔ (البحر الرائق: (۷۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الهداية: (۵۲/۳، ۵۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

تبيين الحقائق: (۴۵/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(۲) قوله تعالى: {ولا تسئموا ان تكتبوه صغيرا او كبيرا الى اجله ذلكم اقسط عندالله واقوم للشهادة وادنى ان لا ترتابوا} [البقرة: ۲۸۲] =

اس لیے جب کوئی معاملہ کیا جائے تو اس کو لکھ لینا چاہیے اور دستاویز کو پختہ کرنے کے جو قانونی تقاضے ہیں ان کو پورا کرنا چاہیے یعنی معتبر گواہوں کی گواہی وغیرہ بھی درج ہو اور دستخط بھی ثبت ہوں، اگر عدالت میں دستاویز صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو قاضی کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا (۱) اور مدعیٰ علیہ کے دستاویز کو حق اور صحیح تسلیم کرنا اس کے حق کے اقرار کے قائم مقام ہے۔ (۲)

{ولا تسئموا... أن تكتبوه} للدين أو الحق {صغيرًا أو كبيرًا} على أي حال كان الحق من صغر أو كبر... {إلى أجله... ذلكم... أي ذلك الكتب {أقسط عند الله وأقوم للشهادة} وأعون على إقامة الشهادة {وأدنى ألا ترتابوا} وأقرب من انتفاء الريب للشاهد والحاكم وصاحب الحق فإنه قد يقع الشك في المقدار والصفات وإذا رجعوا إلى المكتوب زال ذلك۔ (تفسير النسفي: (۲۲۹/۱) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار الكلم الطيب)

البحر المحيط: (۷۳۹/۲) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار الفكر۔

(۱) خط الصراف والبياع والسمسار حجة... وكذلك مايكتب الناس فيما بينهم يجب أن يكون حجة لمكان العرف كذا في الذخيرة۔ (الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۴) كتاب الإقرار، الباب الثاني: في بيان مايكون إقرارًا ومالايكون، ط: رشيديه)

لايعمل بالخط والخاتم فقط أما إذا كان سالمًا من شبهة التزوير والتصنيع فيكون معمولًا به أي يكون مدارًا للحكم ولايحتاج للإثبات بوجه آخر۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۸۴۳/۲) رقم المادة: ۱۷۳۶، الكتاب الخامس عشر في حق البينات والتحليف، الباب الثاني في بيان الحجج الخطية والقرينة القاطعة، الفصل الثاني في بيان الحجج الخطية، ط: مكتبه فاروقيه)

يجوز الحكم والعمل بلا بينة بمضمون الإعلام والسند الذين أعطيا من طرف قاضي محكمة إذا كانا سالمين من شبهة التزوير والتصنيع وموافقين للأصول۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۹۰۷/۲) المادة: ۱۸۲۱، الكتاب السادس عشر في القضاء، الفصل الرابع ويتعلق بصورة المحاكمة، ط: مكتبه فاروقيه)

(۲) ولو قال: هذا خط المدعى عليه، فأنكر المدعى عليه أن يكون خطه، فاستكتب وكتب وكان بين الخطين مشابهة ظاهرة اختلفوا فيه... ولو قال المدعى عليه هذا خطي ولكن ليس علي هذا المال إن كان الخط على وجه الرسالة مصدرًا معنونًا لايصدق ويقضى عليه بالمال وخط الصراف والسمسار حجة عرفًا وإن لم يكن الخط على وجه الرسالة ولكن كان على وجه يكتب الصك والإقرار، فإن شهد على نفسه بما فيه يكون إقرارًا يلزمه۔ (الفتاوى الهندية: (۴۴۹/۳) كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

المرء مؤاخذ بإقراره۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۴۴/۱) رقم المادة: ۷۹، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)

دستر خوان

''بازار اللہ کے دستر خوان ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۲)

''دسہرہ'' کے موقع پر مسلمانوں کا بکرا فروخت کرنا

''دسہرہ'' کے موقع پر مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کے ہاتھ بکرا فروخت کرنا مکروہ ہے البتہ قیمت کی رقم حرام نہیں ہوگی۔ (۱)

واضح رہے کہ ''دسہرا'' ہندوؤں کا تہوار ہے جو سورج کی دسویں تاریخ کو راجا رام چندر جی کے راون پر فتح پانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ (۲)

دعا

بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

''لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحي ویمیت وھو حي لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شيء قدیر''

جو بھی شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے گا تو اس کو دس لاکھ نیکیاں ملیں گی اور دس لاکھ گناہ معاف ہو جائیں گے اور دس لاکھ درجات بلند ہو جائیں

---

(۱) وجاز بیع عصیر ممن یعلم أنه یتخذه خمراً: لأن المعصیة لاتقوم بعینه بل بعد تغیره، وقیل یکره لإعانته علی المعصیة. (الدر المختار مع الرد: (۳۹۱/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

بیع العصیر ممن یتخذه خمراً لا یکره عن أبي حنیفة رحمه الله تعالیٰ. وعندهما یکره ویجوز البیع. (الفتاویٰ الهندیه: (۲۱۰/۳) کتاب البیوع، الباب العشرون في البیاعات المکروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشیدیه)

الأجر یطیب وإن کان السبب حراماً. (شامي: (۴۵/۶) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید).

(۲) فیروز اللغات. (ص: ۶۲۸)، ط: فیروز سنز۔

گے، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بھی بنا دیں گے۔ (۱)

دعا بازار میں داخل ہونے کی

بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں تا کہ نقصان والی خریداری سے بچ سکیں، وہ دعا یہ پڑھے:

"بسم اللہ اللّٰھم انی اسئلک خیرھذہ السوق وخیرمافیھا واعوذبک من شرھا وشرمافیھا اللھم انی اعوذبک من ان اصیب فیھا یمینا فاجرۃ او صفقۃ خاسرۃ" (۲)

---

(۱) وعن عمر أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من دخل السوق فقال: لا إلٰہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیي ویمیت وھو حي لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر کتب اللہ لہ ألف ألف حسنۃ ومحا عنہ ألف ألف سیئۃ ورفع لہ ألف ألف درجۃ وبنی لہ بیتًا في الجنۃ۔ رواہ الترمذي وابن ماجہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۱۴) کتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

المستدرک للحاکم: (۱/۷۲۲) رقم الحدیث: ۱۹۷۴، کتاب الدعاء والتکبیر والتھلیل والتسبیح والذکر، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

الأذکار للنووي: (ص: ۷۲۹، ۷۳۰) کتاب الأذکار المتفرقۃ، باب مایقول إذا دخل السوق، ط: دار ابن کثیر۔

جامع الترمذي: (۲/۱۸۱) أبواب الدعوات، باب مایقول إذا دخل السوق، ط: سعید۔

(۲) وعن بریدۃ قال: کان النبي صلی اللہ علیہ وسلم إذا دخل السوق قال: بسم اللہ اللّٰھم إني أسئلک خیر ھذہ السوق وخیر ما فیھا وأعوذبک من شرّھا وشرّ ما فیھا اللّٰھم إني أعوذبک أن أصیب فیھا صفقۃ خاسرۃ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۱۶) کتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

الأذکار للنووي: (ص: ۷۳۰، ۷۳۱) کتاب الأذکار المتفرقۃ، باب مایقول إذا دخل السوق، ط: دار ابن کثیر۔

المستدرک للحاکم: (۱/۷۲۳) رقم الحدیث: ۱۹۷۷، کتاب الدعاء والتکبیر والتھلیل والتسبیح والذکر، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

دعا قبول نہیں ہوتی حرام خور کی

''حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی''عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٨٦/٣)

دعوت کا کھانا حرام آمدنی سے تیار کرنا

''حرام آمدنی سے دعوت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٧٩/٣)

دعوت کفار

''کفار کی دعوت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٢٥/٥)

دعویٰ زائد کا کرنا

☆......اگر کسی نے کوئی چیز مثلاً تیس ہزار میں فروخت کردی، اس میں سے بیس ہزار وصول ہوگئے اور دس ہزار باقی ہیں مگر اب خریدار باقی روپیہ نہیں دے رہا ہے، بیچنے والے نے عدالت سے رجوع کرنا چاہا تاکہ باقی رقم وصول ہوجائے، وکیل کا کہنا ہے کہ تیس ہزار کا دعوی کرنا ہوگا ورنہ کامیابی کی امید نہیں ہے تو ایسی صورت میں اگر عدالت کا قانون واقعۃً ایسا ہے تو مجبوراً تیس ہزار کا دعویٰ کرنے کی گنجائش ہوگی۔ (١) لیکن تیس ہزار وصول ہونے کے بعد اس میں سے بیس ہزار واپس کرنا لازم ہوگا۔ (٢)

---

(١) وفي مجمع الفتاوی: أن الكذب يباح لإحياء حقه ولدفع الظلم عن نفسه۔ (شرح الحموي على الأشباه: (٢٦٦/١) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)

المحيط البرهاني: (١٦٥/١٠) كتاب البيع، الفصل الرابع عشر في العيوب، نوع آخر في الصلح عن العيوب، ط: إدارة القرآن۔

الكذب مباح لأخذ حقه ولدفع الظلم عن نفسه۔ (التاتارخانية: (٢٠٦/٩) كتاب البيوع، الفصل الخامس عشر في العيوب، نوع آخر في الصلح عن العيوب، ط: مكتبه فاروقيه)

(٢) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم و' فان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامي: (٩٩/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى من ورث مالاحراما، ط: سعيد كراچی)=

☆...... اور اگر باقی رقم وصول کرنے کے لیے زائد رقم کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں تو زائد رقم کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (١)

دفتری اخراجات مضاربت میں

''مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکاندار جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں

''جماعت سے نماز پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١١٣/٣)

دکاندار کا دوسرے دکاندار کا مال فروخت کرنا

''دوسرے دکاندار سے کوئی چیز لاکر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکاندار کا فروخت ہونے والے سامان میں تصرف کرنا

''تصرف کرنا فروخت ہونے والے سامان میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو کمیشن دینا

بعض دفعہ دکاندار حکومت یا کمپنی کے ملازم کو کہتا ہے کہ اگر آپ حکومت کے ادارے یا کمپنی کا سامان ہم سے خریدیں گے تو ہم آپ کو اتنے فیصد کمیشن دیں گے، یہ کمیشن کے نام سے سامان کی قیمت میں رعایت ہے جو حکومت یا کمپنی کا حق ہے اس لئے ملازم کے لئے کمیشن کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں کمپنی کو لوٹانا واجب

= ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (٣٨٥/٦) كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع، ط: سعيد كراچی)

(١) الضرورات تقدر بقدرها۔ (مجلة الأحكام العدلية: (١٨/١) رقم المادة: ٢٢، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: نور محمد، آرام باغ كراچی)

الدر المختار مع الرد: (٣٧٠/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (١٢٢/١) باب التيمم، ط: دار المعرفة۔

ہے۔ (۱)

اگر دنیا میں نہیں لوٹائے گا تو آخرت میں لوٹانا پڑے گا اور آخرت میں لوٹانا آسان نہیں ہوگا۔ (۲)

دکان دار کو پیشگی رقم دے کر سامان لاتے رہنا

دکان دار کو ایڈوانس رقم دینے کے بعد اس کی دکان سے مختلف چیزیں لاتے رہنا اور آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت کٹوا دینا جائز ہے، اس کو ''استجرار'' کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعد بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة)... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۶۶۲) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

أحسن الفتاوى: (۸/۱۰۲) كتاب الحظر والإباحة، كسب حلال وحرام، ط: سعيد)

(۲) عن سالم عن ابيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء منه فليتحلله منه اليوم قبل أن لايكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۵) كتب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۱/۳۳۱) كتاب المظالم والقصاص، باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له هل يبين مظلمتها. ط: قديمي)

(۳) ولو أعطاه دراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء: اشتريت منك يجوز، وهذا حلال وإن كانت نيته وقت الدفع الشراء؛ لأنه بمجرد النية لاينعقد البيع، وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي، والآن المبيع معلوم، فينعقد البيع صحيحا۔ (الشامية: (۴/۵۱۶) كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ط. سعيد)

ولا بأس بأن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ (موطا الإمام مالك: (ص: ۵۹۰) كتاب البيوع، باب جامع بيع الطعام، ط: سعيد)=

دکان دار کو سرمائے کی ضرورت ہے

''سرمائے کی ضرورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۴/۴)

دکان دار کو مہینے کے آخر میں پیسہ دینا

دکان دار سے مختلف اوقات میں ادھار سامان لاتے رہنا اور مہینے کے آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت ادا کرنا جائز ہے اور یہ ''بیع تعاطی'' کے حکم میں ہے۔[1]

= ويصح أيضا ولو كان الإعطاء من أحد الجانبين فقط، وبه يفتى۔ وصورته أن يتفقا على الثمن، ثم يأخذ المشتري المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير أن يدفع الثمن، أو أن يدفع المشتري الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع، فإن البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل في بيان المسائل المتعلّقة بعقد البيع، الفصل الأوّل فيما يتعلّق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۳۶/۱) شرح المادة: ۱۷۵، ط: مكتبه حقانيه۔

وقد أسلفنا قول الإمام مالك رحمه الله في الموطأ: "ولا بأس أن يضع الرجل عند رجل درهمًا، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ وتبين بهذا أنّ الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۶۹/۱) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم كراچي)

(۱) مايستجره الإنسان من البياع إذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها، جاز استحسانًا۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

وفي الدر المختار: مايستجره الإنسان من البياع كالزيت والعدس والملح وماشاكله إذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها جاز استحسانًا۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل فيما يتعلّق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

ومما تسامحوا فيه وأخرجوا عن هذه القاعدة ما في القنية: الأشياء التي تؤخذ من البياع على وجه الخرج، كما هو العادة من غير بيع كالعدس والملح والزيت ونحوها ثم اشتراها بعدما انعدمت، صح، فيجوز بيع المعدوم هنا۔ (البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

دکان دار کی عدم موجودگی میں کسی اور نے سامان بیچ دیا

اگر دکان دار کسی آدمی کو دکان پر بٹھا کر کسی کام کو گیا، اس دوران کوئی خریدار آیا اور اس نے مقررہ قیمت سے کم قیمت پر سامان فروخت کر دیا تو یہ بیع دکان دار کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر وہ اجازت دے گا تو یہ بیع صحیح ہوگی ورنہ کینسل ہو جائے گی ایسی صورت میں دکان دار سے براہ راست سودا کرے۔ (١)

دکان سے سامان لاتے رہنا

''دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکان سے فلاں سامان خرید کر لانا

''منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٠٩/٦)

دکان سے سامان لیتے رہنا اور پیسہ بعد میں دینا

کوئی دکان دار مقرر ہے، جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دکان سے آ جاتی ہے، آج ایک کلو چاول منگا لیں، کل دو کلو گھی آ گیا، کسی دن ایک لیٹر تیل وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ معلوم نہیں کی اور یوں سوچا کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دے دیا جائے گا یہ درست ہے۔

اسی طرح میڈیکل والے سے دوا منگوائی اور قیمت دریافت نہیں کی اور یہ خیال کیا کہ تندرست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہوں گے دے دیے جائیں گے، یہ بھی درست ہے اس کو ''بیع استجرار'' کہتے ہیں اگرچہ اس معاملے میں بھی سودے کے وقت قیمت معلوم نہیں لیکن لوگوں کی ہر وقت کی ضرورت کی وجہ سے شریعت نے اس

(١) تخریج کے لیے ''بیع فضولی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کی گنجائش دی ہے۔ [1]

دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا

☆...... کسی دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا اور آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت ادا کرنا یہ بھی جائز ہے اور یہ بیع تعاطی کے حکم میں ہے۔ [2]

☆...... اسی طرح دکان دار کو پیشگی رقم دینے کے بعد اس کی دکان سے مختلف اوقات میں مختلف چیزیں لاتے رہنا اور مہینے کے آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت کٹوا دینا یہ بھی جائز ہے، اس کو ''استجرار'' کہتے ہیں۔ [3]

(۱، ۲) انظر رقم الحاشية: ۱، تحت عنوان ''دکان دار کو مہینے کے آخر میں پیسہ دینا''

(۳) ولو أعطاه دراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء: اشتريت منك يجوز، وهذا حلال وإن كانت نيته وقت الدفع الشراء؛ لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع، وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي، والآن المبيع معلوم، فينعقد البيع صحيحا۔ (الشامية: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ط: سعيد)

▭ ولا بأس بأن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ (موطأ الإمام مالك: (ص: ۵۹۰) كتاب البيوع، باب جامع بيع الطعام، ط: سعيد)

▭ ويصح أيضا ولو كان الإعطاء من أحد الجانبين فقط، وبه يفتى۔ وصورته أن يتفقا على الثمن، ثم يأخذ المشتري المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير أن يدفع الثمن، أو أن يدفع المشتري الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع، فإن البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

▭ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۶/۱) شرح المادة: ۱۷۵، ط: مكتبه حقانيه۔

▭ ولذا أسلفنا قول الإمام مالك رحمه الله في الموطأ: ''ولا بأس أن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ وتبين بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۶۹/۱) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم كراچی)

دکان صبح کھولنا برکت کا باعث ہے

''صبح نکلنا برکت کا باعث ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۲/۴)

دکان صبح کھول لینی چاہئے

فجر کی نماز پڑھ کر قرآن مجید کی تلاوت اور وظائف سے فارغ ہو کر صبح جلدی دکان کھول لینی چاہئے، اس سے کاروبار میں برکت ہوگی، نفع زیادہ ملے گا اور مال میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا اور صبح سونے سے برکت سے محروم ہو جائے گا اور تنگی آئے گی۔ [1]

دکان فروخت کرنے کے بعد بائع کی جانب سے چھ ماہ تک کاروبار کرنے کی شرط رکھنا

''مبیع چھ ماہ کے بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکان کرایہ دار کو فروخت کر دی

اگر دکان کے مالک نے اپنی دکان کرایہ دار کو بیچ دی تو یہ بیع صحیح ہے، مالک اس بیع کا پابند ہوگا، خریدار کی رضامندی کے بغیر اس بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں

---

(۱) عن عمارة بن حديد عن صخر الغامدي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم بارك لأمتي في بكورها، قال: وكان إذا بعث سرية أو جيشاً بعثهم في أول النهار، قال: وكان صخر رجلاً تاجراً، فكان يبعث تجارته في أول النهار فاثرى وكثر ماله. (سنن ابن ماجه: (۱۶۲/۲) أبوب التجارات، مايرجي من البركة في البكور، ط: قديمي)

وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باكروا طلب الرزق، فإن الغدو بركة ونجاح. (مجمع الزوائد: (۶۱/۴) رقم الحديث: ۶۲۲۰، كتاب البيوع، باب البكور ومافيه من البركة، ط: مكتبة القدس القاهرة)

الترغيب والترهيب: (۴۳۵/۲) رقم الحديث: ۲۶۲۶، كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

ہوگا[۱] اور بیع کرنے کے بعد خریدار سے کرایہ لینا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

دکان کے سامنے ٹھیلہ لگانا

کسی دکان کے سامنے ٹھیلہ لگانا جائز ہونے کے لیے دکان دار سے اجازت لینا اور گزرنے والے کو گزرنے میں تکلیف نہ ہونا اور انتظامیہ سے اجازت لینا ضروری ہے ورنہ ٹھیلہ لگانا جائز نہیں ہوگا۔[۳]

---

(۱) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية۔ (الهداية: (۲۰/۳، ۲۱) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

لأنّ أحد المتعاقدين لاينفرد بالفسخ كما لاينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۱۵۴/۳) كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، ط: رحمانيه)

تكملة رد المحتار: (۲۶/۷) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب إذا أقرّ باستيفاء الحق أو الأجرة... الخ، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۸/۷) كتاب القضاء، باب التحكيم، ط: دار المعرفة۔

(۲) لايجوز لأحد أن يأخذ مال غيره بلاسبب شرعي، وإن أخذه ولو على ظن أنه ملكه وجب عليه رده۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

لايجوز لأحد من المسلم أخذ مال بغير سبب شرعي۔ (البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد)

الفتاویٰ الهندية: (۱۶۷/۲) كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۲۶۴/۱) المادة: ۹۷، ط: رشيديه۔

(۳) ولو أراد رجل أن يشرع إلى الطريق جناحاً أو ميزاناً... فإن كانت نافذة فإنه ينظر إن كان ذلك مما يضر بالمارين فلايحل له أن يفعل ذلك في دينه لقوله عليه الصلاة والسلام: لاضرر ولا ضرار في الإسلام، ولو فعل ذلك فلكل واحد أن يقلع عليه ذلك، وإن كان مما لايضر بالمارين حل له الانتفاع به مالم يتقدّم إليه أحد بالرفع والنقض فإذا تقدّم إليه واحد من عرض الناس لا يحلّ له الانتفاع بعد ذلك عند أبي حنيفة رحمه الله وعندهما يحلّ له الانتفاع قبل التقدم وبعده وكذلك هذا الحكم في غرس الأشجار وبناء الدكاكين والجلوس للبيع والشراء على قارعة الطريق۔ وجه قولهما ما ذكرنا أن حرمة التصرف في حق الغير ليس لعينه بل للتحرز عن الضرر ولا ضرر بالمارة فاستوى فيه حال ما قبل التقدم=

دلال

(٣٢٠) ''دلال'' کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے:

① ایک وہ دلال جو اجیر ہے بغیر اجرت پر بائع اور مشتری کی ایک دوسرے کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور خود سودا نہیں کرتا، اس کو انگریزی زبان میں بروکر (Broker) کہتے ہیں۔[1]

=وبعده۔ ولأبي حنيفة رحمه الله أنّ اشراع الجناح والميزاب إلى الطريق تصرف في حقهم؛ لأنّ هواء البقعة في حكم البقعة والبقعة حقهم فكذا هواؤها فكان الانتفاع بذلك تصرفًا في حق الغير وقد مرّ أنّ التصرف في حق الغير بغير إذنه حرام سواء أضرّ به أو لا إلاّ أنّه حلّ له الانتفاع بذلك قبل التقدم لوجود الإذن منهم دلالة وهي ترك التقدّم بالنقض والتصرف في حق الإنسان بإذنه مباح فإذا وقعت المطالبة بصريح النقض بطلت الدلالة فبقي الانتفاع بالمبني تصرفًا في حق مشترك بين الكل من غير إذنهم ورضاهم فلا يحلّ۔ (بدائع الصنائع: (٦/٢٦٥) كتاب الدعوى، فصل: وأمّا بيان حكم الملك والثابت في المحل، ط: سعيد)

▭ مجمع الأنهر: (٤/٣٦٠) كتاب الديات، باب مايحدث في الطريق، ط: دار الكتب العلمية۔

▭ تبيين الحقائق: (٦/١٤٢) كتاب الديات، باب مايحدث في الطريق، ط: امداديه ملتان۔

▭ فإن كان الطريق عامًا فلكل إنسان حق الانتفاع به، لأنّه من المباحات، سواء بالمرور أو بفتح نافذة أو طريق فرعي عليه أو إنشاء شرفة ونحوها، وله إيقاف الدواب أو السيارات أو إنشاء مركز للبيع والشراء۔ ولايتقيد إلاّ بشرطين: الأوّل: السلامة وعدم الإضرار بالآخرين، إذ لا ضرر ولا ضرار۔ الثاني: الإذن فيه من الحاكم۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (٥/٦٠٧) الفصل الرابع: حقوق الارتفاق، المطلب الخامس: حق المرور، ط: دار الفكر، بيروت)

▭ وكذلك يمنع إحداث مصطبة في مقابل باب المنزل (دكان) للبيع والشراء إذا كان يضر بالسكان ويكشفهم۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (٣/٤٠) كتاب أحكام البيع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبة شان اسلام)

(١) السمسار: هو المتوسط بين البائع والمشتري باجر من غير ان يستاجر۔ (ردالمحتار: (٥/٦٥٦) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

▭ تكملة ردالمحتار: (٨/٣١٠) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، قبيل مطلب: في حكم حادثة الفتوى، ط: سعيد)

▭ سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر: (٣/٤٥٨) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

❷ دوسرا وہ ''دلال'' ہے جو بائع یا مشتری کی جانب سے اجرت پر سودا کرتا ہے اس کو ''آڑھتی'' بھی کہتے ہیں اور انگریزی زبان میں اس کو کمیشن ایجنٹ (Commission Agent) کہتے ہیں۔ (۱)

دلال اجرت کا مستحق کب ہوتا ہے؟

کمیشن ایجنٹ (دلال) اجرت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب وہ کام پورا کرلے مثلاً جب آڑھتی سامان فروخت کرلے اس وقت وہ اجرت لینے کا مستحق بنتا ہے۔ (۲)

دلال اجیر ہے

''اجیر مشترک'' (۲۲۱/۱) اور ''اجیر خاص'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۰/۱)

---

(۱) مقتضى كلام الشارع أنّ الدلال غير السمسار كما في القهستاني بأنّ الدلال يحمل السلعة إلى المشتري ويخبر بالثمن ويبيع، بخلاف السمسار فإنّه لم يكن في يده شيئ۔ (تكملة رد المحتار: (۸/ ۳۱۰) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، قبيل مطلب: في حكم حادثة الفتوى، ط: سعيد)

(وأجرة السمسار) هو الدال على مكان السلعة وصاحبها۔ (قوله: هو الدال على مكان السلعة وصاحبها) لا فرق لغة بين السمسار والدلال ... وفرق الفقهاء، فالسمسار هو ما ذكره المؤلف۔ والدلال هو المصاحب للسلعة غالبا۔ (الدر مع الرد: (۱۳۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

طحطاوي على الدر: (۹۵/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: المكتبة العربية۔

تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۱۵/۲) كتاب الإجارة، ط: رشيديه۔

(۲) ولايستحق المشترک الاجر حتى يعمل كالقصار ونحوه كفتال وحمال ودلال وملاح۔ (ردالمحتار: (۶۴/۶) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۵/۴) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: المكتبة العربية۔

لأنّ الدلال عادة لا يستحق الأجرة بعرض المبيع للبيع بل بوقوع البيع حقيقة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۴۴/۱) شرح المادة: ۴۷۷، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس: في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية)

دلال اور وکیل کا فرق

۳۲۲ ''وکیل اور دلال کا فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۳/۶)

دلال پر تاوان

''کمیشن ایجنٹ پر تاوان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۵/۵)

دلال تاجر کا نمائندہ ہے

دلال تاجر کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے وہ تاجر کے لیے فروخت کیے ہوئے مال کا ضامن نہیں ہوگا۔ (۱)

دلال سے یہ کہنا کہ مجھے صافی اتنی رقم چاہیے اس سے زائد دلال کا معاوضہ ہے

بعض اوقات سامان کا مالک دلال کو سامان فروخت کرنے کے لیے دینے کے بعد یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے صافی اتنی رقم چاہیے، اس سے زائد جو قیمت ملے گی وہ آپ کا معاوضہ ہے اس طرح معاملہ کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں اجرت کی رقم متعین نہیں ہے۔ (۲)

دلال ضامن نہیں ہوتا

دلال تاجر کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے وہ تاجر کے لیے فروخت کیے ہوئے

---

(۱) ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل؛ لأنه وكيل بالأجر۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۴/۵) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۶۴/۳) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية۔

(۲) انظر الحاشيتين: ۲، ۳، ۴، تحت عنوان ''دلال کی اجرت متعین ہو''

مال کا ضامن نہیں ہوگا۔[1]

دلال قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

"دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۹/۳)

دلال کا دھوکہ دہی سے زیادہ رقم وصول کرنا

ایک شخص نے دلال یا کمیشن ایجنٹ سے کہا کہ فلاں چیز میرے لئے خریدلو، دلال یا کمیشن ایجنٹ نے کہا کہ بیچنے والا اسے سو روپے میں فروخت کرتا ہے اس لئے اس نے خریدار سے سو روپے لئے، جب کہ اس نے بیچنے والے سے نوے (90) روپے پر خریدی، اور دس روپے خود رکھ لئے، شریعت کی رو سے دلال اور کمیشن ایجنٹ کا یہ عمل جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔[2]

اور دس روپے دلال اور کمیشن ایجنٹ کے لئے حرام ہیں، اگر چہ خریدار سو روپے دینے پر راضی ہو چکا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا، جھوٹ بولا گیا، دلال

---

(۱) ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل ؛ لأنه وكيل بالأجر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۳۲۴) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/ ۱۶۴!) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية۔

(۲) وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه ابو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر والخديعة والخيانة في النار. (الترغيب والترهيب: (۲/ ۴۵۰) رقم الحديث: ۲۷۴۳، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۳/ ۵۴۵) الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه آية المنافق ثلاث. رواه مسلم: "وإن صام وصلّى وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أؤتمن خان" متفق عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۷) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

اور کمیشن ایجنٹ اپنا کمیشن اور اجرت لے سکتا ہے مگر خریدار سے نفع نہیں کما سکتا۔ (۱)

دلال اور کمیشن ایجنٹ پر لازم ہے کہ وہ دس روپے خریدار کو واپس کر دیں۔ (۲)

ورنہ آخرت میں دینا پڑیں گے اور آخرت میں دینا بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ (۳)

---

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعد بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة)... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٥٥٢/١) المادة: ٥٧٨، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

وفي الواقعات الحسامية: ولو أمر رجلا أن يشترى له جارية بألف فاشتراها ثم إن البائع وهب الألف من الوكيل فللوكيل أن يرجع على الآمر ولو وهب منه خمسمائة لم يكن له أن يرجع على الآمر إلا بخمسمائة۔ ولو وهب منه خمسمائة ثم وهب منه أيضا الخمسمائة الباقية لم يرجع الوكيل على الآمر إلا بالخمسمائة الأخرى لأن الأول حط والثاني هبة۔ (البحر الرائق: (٢٦٣/٧)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه)۔

(۲) وعنه (أي عن سمرة رضي الله عنه) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(قال: على اليد ما أخذت) أي يجب على اليد ما أخذته... (حتى تؤدي)... أي حتى تؤديه الى مالكه فيجب رده في الغصب وان لم يطلبه... يعني من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتيح: (١٣٧/٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

والحاصل ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامي (٩٩/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالا حراماً۔ ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢٠١/٨) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

وقال صلى الله عليه وسلم: "من وجد عين ماله فهو أحق به" ومن ضرورة كونه أحق بالعين وجوب الرد على الآخذ (المبسوط للسرخسي: (٤٩/١١) كتاب الغصب، ط: دار المعرفة)۔

(۳) عن سالم عن ابيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي)=

دلال کا قیمت کم کرنا

(۳۲۵) مالک نے دلال کو کوئی چیز فروخت کرنے کے لئے دی، اور اس کی قیمت بھی متعین کردی، تو دلال وہ چیز اس قیمت پر فروخت کرنے کا پابند ہے، دلال کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کی قیمت کم کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

دلال کا مال ادھار بیچ کر نقد ادائیگی کرنا

"کمیشن ایجنٹ کا مال ادھار فروخت کر کے نقد ادائیگی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۸/۵)

دلال کی اجرت

دلال کے لیے اپنی محنت کی اجرت مقرر کر کے لینا جائز ہے۔ (۲)

= وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء منه فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. مشكاة المصابيح: (ص: ٤٣٥) كتب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (٣٣٦/١) كتاب المظالم والقصاص، باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها لعل يبين مظلمتها. ط: قديمي)

(١) أن الوكيل يتصرف بولاية مستفادة من قبل الموكل، فيلي من التصرف قدر ما ولاه ... إذا قال: بع عبدي هذا بألف درهم فباعه بأقل من الألف لا ينفذ. (بدائع الصنائع: (٢٧/٦) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد).

الوكيل بالبيع إذا كان مقيد التصرف يتقيد بالقيد الذي حدوده له الموكل بالإتفاق بين الفقهاء، فإذا خالف القيد، لا ينفذ تصرفه على الموكل، ولكن يتوقف على إجازته ... فإذا كان وكيلاً بالبيع بثمن مّا، فباع بأقل، لا ينفذ لأنه خالف إلى شر. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٠٠٣/٤، ٣٠٠٣) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثاني: تكوين العقد، المطلب الثاني: عناصر العقد، العنصر الثاني: العاقد، الوكالة، ط: رشيديه)

الفتاوى الهندية: (٥٧٤/٣) كتاب الوكالة، الباب الثاني في التوكيل بالشراء ط: رشيديه)

(٢) اجارة السمسار والمنادى والحمامى والصكاك وما لا يقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان =

دلال کی اجرت متعین ہو

(۳۲۶) دلال کے ساتھ معاملہ صحیح ہونے کے لیے اجرت کا متعین ہونا ضروری ہے البتہ اجرت متعین ہونے کی مختلف صورتیں رائج ہیں:

❶ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر سودا کرنے پر ایک متعین رقم طے کرلی جائے، مثلاً پانچ سو روپے یہ صورت جائز ہے۔(۱)

= للناس به حاجة ويطيب الاجر الماخوذ لو قدر اجر المثل۔ (شامي: (۶/۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط:سعيد)

تتمة: قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب اجر المثل وماتواضعوا عليه ان في كل عشرة دنانير كذا فذلک حرام عليهم وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال: ارجو انه لا بأس به وان كان في الاصل فاسدا لكثرة التعامل، وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام۔ (شامي: (۶/۶۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط:سعيد)

إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۸) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط:إدارة القرآن۔

(۱) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع... يفسدها) كجهالة مأجور أو أجر مدة۔ (وفي الرد: قوله أو مدة) إلا فيما استثني۔ قال في البزازية: إجارة السمسار والمنادي والحمامي والصكاک ومالا يقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الأجر المأخوذ لو قدر أجر المثل۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط:سعيد)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۵/۴۰) كتاب الإجارات، نوع في المتفرقات وفيه الإجارة على المعاصي، ط: رشيديه۔

وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لا يجيزون هذا، لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة۔ (إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط:إدارة القرآن)

فتح الباري: (۴/۴۵۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط:دار المعرفة۔

قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وماتواضعوا أن في كل عشرة دنانير كذا فذلک حرام عليهم۔ وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدًا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام۔ (شامي: (۶/۶۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط:سعيد)

إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۸) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط:إدارة القرآن۔

أحسن الفتاوى: (۷/۲۷۳، ۲۷۴) كتاب الإجارة، عنوان: دلالی کی اجرت معین کرنا، ط:سعيد۔

❷ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر خریدار لانے پر اتنی رقم اجرت ہے، یہ طے کرلیا جائے، مثلاً سو روپے یہ صورت بھی جائز ہے۔ [1]

❸ یہ بھی رواج ہے کہ فی صد متعین کرلیا جاتا ہے، مثلاً بائع دلال سے کہتا ہے کہ یہ چیز جتنے میں بکے گی اس کے اتنے فی صد تمہارے، یہ صورت درست نہیں۔ [2]

❹ اگر دلال نے بائع اور مشتری کے درمیان سودا کرنے کے لیے دونوں فریق کے لیے خدمات انجام دیں اور دونوں سے اجرت متعین کی تو دونوں سے متعین اجرت لینے کا حق دار ہوگا اور اگر ایک فریق کی طرف سے کام کیا تو صرف اسی ایک فریق سے اجرت لینے کا حق دار ہوگا۔ [3]

دلال کی ذمہ داری

عام طور پر دلال کے ذمے یہ کام ہوتے ہیں:

❶ فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان خرید و فروخت کے لیے

(۱، ۲) انظر الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۳) دل الحديث على جواز الدلالة والسمسرة، وفي كتبنا أن الدلال يجوز له أن يأخذ الأجرة من المشتري أو البائع أو من كليهما إن كان العرف كذلك۔ (العرف الشذي على جامع الترمذي: (۲۳۱/۱) أبواب البيوع، باب التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد)

أما إذا كان الدلال مشى بين البائع والمشتري ووفق بينهما ثم باع صاحب المال ماله ينظر فإن كان مجرى العرف والعادة أن تؤخذ أجرة الدلال جميعها من البائع أخذت منه أو من المشتري أخذت منه أو من الإثنين أخذت منهما۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۳۲/۱) المادة: ۲۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس، الفصل الرابع في مؤنة التسليم ولوازم إتمامه، ط: دار الكتب العلمية)

ولو سعى الدلال بينهم فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولين: (۱۵۳/۲) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامی کتب خانہ)

الدر مع الرد: (۵۶۰/۴) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد

رابطہ کرنا۔[1]

❷ ایک فریق کے لیے دوسرے فریق کو تلاش کرنا، خریدار کے لیے فروخت کرنے والا اور فروخت کرنے والے کے لیے خریدار تلاش کرنا۔[2]

❸ ایک فریق کی جانب سے دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنا۔[3]

❹ تاجر یا خریدار کو بازار کے متعلق معلومات فراہم کرنا۔[4]

دلال کی ضرورت

دلال کو چوں کہ مختلف اداروں، ان کے حالات، مصنوعات، جائیداد کی قیمتوں کے بارے میں خوب معلومات ہوتی ہیں اور تجربہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے تاجروں اور تھوک فروشوں کے درمیان اور دکان دار اور خریداروں کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لیے دلال کی ضرورت ہوتی ہے۔[5]

(۱، ۲، ۳، ۴) الدلال... اشتقاقه من الدلالة فإنه يدل (البائع على المشتري أو بالعكس ليتوسط بينهما في البيع۔ (الشامية: (۵/۲۶۹) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: في مسائل المقاصة، ط: سعيد)

▭ والسمسار ... وهو المتوسط بين البائع والمشتري ليبيع بأجر من غير أن يستأجر والدلال الواسطة بين المتبايعين۔ (تكملة رد المحتار: (۸/۳۱۰) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

▭ (وأجرة السمسار) هو الدال على مكان السلعة وصاحبها۔ (الدر المختار: (۵/۱۳۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

▭ والسمسرة اصطلاحًا: هي التوسط بين البائع والمشتري، والسمسار هو الّذي يدخل بين البائع والمشتري متوسطًا لإمضاء البيع، وهو المسمّى الدلال؛ لأنّه يدلّ المشتري على السلع ويدلّ البائع على الأثمان۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۰/۱۵۲) مادة: تجارة، الألفاظ ذات الصلات، البيع، السمسرة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

▭ والسمسار اسم لمن يعمل للغير بالأجرة بيعًا وشراءً۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵/۱۲۸) باب السمسار، مكتبه غفارية كوئٹه)

▭ قواعد الفقه: (ص: ۲۹۳) ط: الصدف پبلشرز، كراچی۔

(۵) ايضًا۔

دلال کے پاس سامان امانت ہے

اگر تاجر نے اپنا سامان دلال کو فروخت کرنے کے لیے دیا ہے تو یہ سامان دلال کے پاس امانت ہے لہٰذا اگر کسی وجہ سے دلال کے قبضے میں مال ضائع ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ مال ضائع ہونے میں دلال کا قصور اور کوتاہی ہے یا نہیں؟ اگر دلال کی کوتاہی اور قصور کی وجہ سے مال ہلاک ہوا تو دلال اس مال کا ضامن ہوگا اور اس کو ضمان ادا کرنا پڑے گا اور اگر مال دلال کے پاس قدرتی آفت سے ہلاک ہو گیا یا حفاظت کے باوجود چوری ہو گیا یا اور کوئی حادثہ پیش آیا جس میں دلال کا کچھ قصور نہ ہو تو دلال ضامن نہیں ہوگا بلکہ یہ تاجر کا نقصان ہوگا۔ (۱)

دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

دلال (کمیشن ایجنٹ) خود مالک کا ایجنٹ اور نمائندہ ہوتا ہے اگرچہ اجرت پر ہوتا ہے اس لیے وہ مالک کے لیے فروخت کیے ہوئے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا، یعنی دلال مالک سے یوں کہے کہ میں فلاں کو آپ کا مال فروخت کرتا ہوں اگر اس نے قیمت ادا نہیں کی تو میں قیمت کا ضامن ہوں گا یہ درست نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) الدلال أجير مشترک حتی لو ضاع من یده شيئ بلا صنعه لا يضمن عند أبي حنيفة رحمه الله تعالی۔ (مجمع الضمانات: (۱/۵۲) السابع عشر ضمان الدلال، ط: دار اشاعت العربيه)

ثوب غاب عن الدلال لا ضمان عليه۔ (قوله: لا ضمان عليه)؛ لأنه وكيل بالأجر فهو أمين فلا يضمن إلا بالتفريط۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱٦۳) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية)

وكذلک الدلال أجير مشترک فلو دفع الدلال الثوب إلى رجل ليراه، ويشتري فذهب بالثوب ولم يظفر به، فلا ضمان على الدلال؛ لأن هذا أمر لا بد منه في البيع۔ (المحيط البرهاني: (۱۲/۷۳) كتاب الإجارات، الفصل الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير الخاص المشترک، نوع آخر: في المتفرقات، ط: إدارة القرآن)

(۲) ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل لانه وكيل بالاجر۔ (ردالمحتار: (۵/۳۳۴) كتاب الكفالة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱٦۳) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية۔

وانظر أيضا: الحاشية السابقة، تحت العنوان: "دلال کے پاس سامان امانت ہے"۔

دلال وکیل بھی ہوتا ہے

(۳۳۰) اگر کسی ایک مثلاً فروخت کرنے والے نے دلال کو فروخت کرنے پر مامور کیا اور اجرت بھی مقرر کی تو یہ ''وکیل بالبیع'' ہے، اور اگر خرید نے والے نے دلال کو خریدنے کے لیے مامور کیا اور اجرت مقرر کردی تو یہ ''وکیل بالشراء'' ہوگا۔ (۱)

دلالوں کا آپس میں اجرت تقسیم کرنا

بعض مرتبہ چند دلال مل کر ایک سودا کرتے ہیں اور ان کا آپس میں یہ طے ہوتا ہے کہ مقررہ اجرت آپس میں برابر برابر تقسیم ہوگی، اس طرح کرنا جائز ہے اور اگر دلالوں کی مہارت یا محنت کی کمی بیشی کی وجہ سے اجرت کی تقسیم میں کمی بیشی کا معاہدہ کرلیں تو یہ بھی جائز ہے، غرض کہ ایسی صورت میں کام کرنے سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ اجرت آپس میں کس نسبت سے تقسیم ہوگی۔ (۲)

دلالی جائز کام میں جائز ہے

دلالی جائز کام میں جائز ہے اور ناجائز کام میں ناجائز ہے، اس لیے دلال کو جن مصنوعات کے خریدنے یا بیچنے کے لیے مقرر کیا جائے ان مصنوعات کی خرید و

---

(۱) والسمسار اسم لمن يعمل للغير بالأجرة بيعًا وشراءً۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۲۸/۱۵) باب السمسار، ط: مكتبه غفارية كوئٹه)

قواعد الفقه: (ص: ۲۹۳) ط: الصدف پبلشرز كراچي۔

(۲) وتصح شركة الدلالين بينهم إذا كانوا يقومون بالنداء على بيع السلع وعرضها وإحضار الزبون، وما تحصل فهو بينهم۔ (الملخص الفقهي لصالح الفوزان: (۱۳۵/۲) كتاب الشركات، باب في شركة الوجوه، ط: دار العاصمة، الرياض)

ومحل الخلاف في شركة الدلالين التي فيها عقد فأما مجرد النداء والعرض وإحضار الديون فلا خلاف في جوازه وتسليم الأموال إلى الدلالين مع العلم باشتراكهم أذن لهم ولو باع كل واحد من أخذه ولم يعط غيره واشتركا في الكسب جاز في أظهر الوجهين۔ (الفتاوى الكبرى لابن تيميه: (۴۰۳/۵) باب الوكالة، فصل: الإشتراك في مجرد الملك بالعقد... الخ، ط: دار المعرفة)

فروخت شرعاً جائز ہونا ضروری ہے، حرام اشیاء مثلاً شراب، آلات لہو ولعب، آلہ معصیت، ویڈیو فلمیں، ٹی وی، وی سی آر اور جان دار کی تصویروں وغیرہ کی خرید و فروخت جس طرح خود کرنا ناجائز ہے اسی طرح اس میں دلال وغیرہ سے مدد لینا اور دلال کے لیے اس پر اجرت لینا بھی ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح جس چیز کا مالک نہیں، جو چیز موجود نہیں اور جو چیز قبضے میں نہیں ان چیزوں کی خرید وفروخت اور دلالی بھی جائز نہیں ہے، اسی طرح سود، جوے اور دھوکے والے معاملات میں دلال کے لیے خدمات مہیا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) تصح الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة، ولهذا قال له أبناء عمه: لو بعثنا على هذه الصدقات، فنؤدي ما يؤدي الناس ونصيب ما يصيبه الناس: أي العمولة، ولأن الوكالة عقد جائز لا يجب على الوكيل القيام، فيجوز أخذ الأجر فيها بخلاف الشهادة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴۰۵۸/۵) البحث الأول: تعريف الوكالة، ط: مكتبة رشيديه)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۴۹۸/۴) المادة: ۱۵۰۴، ط: رشيديه۔

لا يجوز أخذ الأجرة على المعاصي كالغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر، وإن أعطاء الأجر أو بعضه لا يحل له ويجب عليه رده۔ (مجمع الأنهر: (۵۳۳/۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الكتب العلمية)

لا تجوز الإجارة على الغناء والنوح، ولو عمل لا أجر له۔ (الفتاوى البزازية: على هامش الهنديه: (۴۱/۵) كتاب الإجاره، نوع في المتفرقات، وفيه الإجارة على المعاصي، ط: رشيديه)

الشامية: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: في الاستيجار على المعاصي، ط: سعيد۔

فإن كان عمل الموظف في البنك ما يعين على الربا كالكتابة أو الحساب فذلك حرام بوجهين، الأول: إعانة على المعصية، والثاني: أخذ الأجرة من المال الحرام۔ (تكملة فتح الملهم: (۶۱۹/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب لعن آكل الربا وموكله، ط: دار العلوم كراچی)

وعنه (عمرو بن شعيب) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل سلف وبيع ولا ربح ما لم يضمن ولا بيع ما ليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمی)

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ط: رحمانيه۔

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه السلام عن بيع ما لم يقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه)=

دلالی کی اجرت اگر متعین نہ ہو

☆......مثلاً اگر تاجر نے دلال سے کوئی سودا کرانے کو کہا اور اجرت متعین نہیں کی اور دلال نے وہ سودا کرا دیا تو اجرت متعین نہ ہونے کی وجہ سے یہ اجارہ فاسد ہو جائے گا اور دلال اجرت مثل کا حق دار ہو گا یعنی دوسرے دلال اس قسم کا سودا کرانے میں جتنی اجرت لیتے ہیں اتنی ہی اجرت اس دلال کو ملے گی۔ (۱)

= الهداية: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه۔

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه۔ قال حدثني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا ابتعت طعاما، فلا تبعه حتى تستوفيه۔ (الصحيح لمسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يستوفى، ط: امداديه ملتان۔

فيحرم بيع كل شيء قبل قبضه، طعاما كان أو غيره۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچی)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا۔ (الصحيح لمسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

فيض القدير: (۹۱۵/۸) رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، ط: دار الحديث القاهرة۔

الترغيب والترهيب: (۳۵۰/۲) كتاب البيوع، الترهيب والترغيب في النصحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

ماحرم فعله حرم طلبه۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۷/۱) المادة: ۳۵، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

درر الحكام شرح مجلّة الأحكام: (۳۹/۱) المادة: ۳۵، ط: دار الكتب العلمية۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۱۵۵) القاعدة الرابعة عشر: ماحرم أخذه حرم إعطاءه، تنبيه: ماحرم فعله حرم أخذه، ط: قديمي

(۱) وليس للدلال سوى الأجرة المسماه لو كان الأجر معينًا وإلاّ فالأجرة المثل بالغة مابلغت۔ ولو قال للدلال: بعه بكذا ومازاد فهو بيني وبينك . . . إن باعه بأكثر فله أجر المثل لايتجاوز نصف الزيادة وبه يفتى۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۴۳/۱) المادة مع شرحها: ۵۷۸، الكتاب الثاني: الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية)=

واضح رہے کہ فاسد اجارہ شریعت کے خلاف ہے، لہٰذا اس طرح کا معاملہ کرنے سے بچنا چاہیے۔

دلالی ناجائز کام میں ناجائز ہے

"دلالی جائز کام میں جائز ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۰/۳)

دل میں دوبارہ لینے کا خیال رکھنا

"بیچ کر دوبارہ لینے کا دل میں خیال رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۱/۲)

دن کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا

"قیمت متعین ہونا ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۲/۵)

دنیا ہر شخص کو دیتا ہے

اللہ تعالیٰ دنیا ہر شخص کو دیتا ہے چاہے اس سے محبت ہو یا نہ ہو لیکن دین صرف اسی شخص کو دیتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے، لہٰذا کسی کو دین عطا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہے۔(۱)

= وفي الدلال و السمسار يجب أجر المثل ... دفع ثوبا إليه وقال: بعه بعشرة، فمازاد فهو بيني و بينك ... ولو باع باثني عشر أو أكثر فله أجل مثل عمله، وعليه الفتوى۔ (الفتاوى الهندية: (۴/ ۴۵۰، ۴۵۱) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، ط: رشيديه)

الشامية: (۶۳/۶) كتاب الإجارة، مطلب: في أجرة الدلال، ط: سعيد۔

فالفاسد يجب فيه أجر المثل ولا يزاد على المسمّى إن سمّي في العقد مالاً معلوما، وإن لم يسمّ يجب أجر المثل بالغا ما بلغ۔ (الفتاوى الهندية: (۴۳۹/۴) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الأول: فيما يفسد العقد فيه، ط: رشيديه)

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنّ الله قسم بينكم أخلاقكم كما قسم بينكم أرزاقكم، وإنّ الله عزّ وجلّ يعطي الدنيا من يحبّ ومن لا يحبّ ولا يعطي الدين إلا لمن أحبّ فمن أعطاه الله الدين فقد أحبه ... الحديث۔ (مسند أحمد بن حنبل: (۶۳۰/۱) رقم الحديث: ۳۶۶۳، مسند عبد الله بن مسعود، ط: دار إحياء التراث العربي)=

دو آدمیوں نے ایک چیز ادھار خریدی ہے

(۳۳۴) مثلاً دو آدمیوں نے ایک ماہ کے ادھار پر ایک مشین خریدی اور قیمت ادا کرنے سے پہلے ایک آدمی غائب ہوگیا، اب مدت ختم ہونے کے بعد بائع (سیلر) پوری قیمت وصول ہونے سے پہلے مشین دینے پر راضی نہیں تو اس صورت میں جو آدمی موجود ہے اور مشین پر قبضہ لینا چاہتا ہے وہ پوری قیمت ادا کردے اور مشین پر قبضہ کرلے پھر جب غائب آدمی آجائے تو اس سے آدھی قیمت وصول کرنے کے بعد اس کا حصہ اس کو سپرد کردے۔ (۱)

دوا کو اپنا بتا کر نفع زیادہ لینا

اگر کوئی شخص مثلاً بازار سے ہمدرد دواخانہ کی دوائیں خرید کر مریضوں کو اپنی دوائیں کہہ کردے اور اصل قیمت سے کئی گنا زیادہ منافع لے تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر یہ آدمی ''ہمدرد'' کا ایجنٹ ہے تو مقررہ نفع سے زیادہ لینا درست نہیں

= الترغیب والترهیب: (۴۴۴/۲) رقم الحدیث: ۲۶۸۵، کتاب البیوع، الترغیب في طب الحلال والأکل منه... الخ، ط: دار الکتب العلمیة۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۴۲۵) کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

(۱) وان اشتری اثنان شیئا وغاب واحد منهما فللحاضر دفع کل ثمنه ویجبر البائع علی قبول الکل، ودفع الکل للحاضر، وله قبضه وحبسه عن شریکه اذا حضر حتی ینقد شریکه الثمن بخلاف أحد المستاجرین۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۳۱/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضي إیداع مال غائب وإقراضه وبیع منقوله، ط: سعید کراچی)

ولو غاب احد الشریکین للحاضر دفع کل الثمن وقبضه وحبسه حتی ینقد شریکه یعني اذا اشتری رجلان فغاب احدهما قبل القبض یکون للحاضر دفع کل الثمن وقبضه کله ثم اذا حضر شریکه فله ان یحبسه عنه حتی ینقده۔ (تبیین الحقائق: (۱۲۹/۴) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید کراچی)

البحر الرائق: (۱۷۵/۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

ہوگا۔ [1] اور اگر یہ آدمی ''ہمدرد'' کا ایجنٹ نہیں ہے بلکہ اپنے پیسے سے خرید کر مالک بن کر دوائیں فروخت کرتا ہے اور نفع لیتا ہے تو درست ہے۔ [2]

دوبارہ فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا

مثلا زید نے ایک مکان بیس لاکھ کا خریدا اور تحریری طور پر بیع نامہ لکھنے کے بعد بائع نے مشتری زید سے یہ کہا کہ آپ ایک اقرار نامہ الگ لکھ دیں کہ مثلا دس سال تک اگر بائع یا اس کے ورثاء اس مکان کو واپس لینا چاہیں گے تو میں اسی دام پر واپس کردوں گا تا کہ ہم دونوں کا اطمینان ہوجائے، چناں چہ بائع اور مشتری دونوں راضی ہوگئے اور بیع نامہ کے علاوہ مذکورہ مضمون کا ایک اقرار نامہ اور لکھ دیا گیا تو اس صورت میں بیع صحیح ہے۔ اور بیع مکمل اور پختہ ہونے کے بعد بائع اور مشتری کے درمیان وعدہ

---

(۱) لو أعطى أحد ماله للدلال وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك، فالفاضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۱/۱۰۷) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارات، الباب السادس في بيان أنواع المأجور وأحكامه، ط: الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: نور محمد، آرام باغ كراچی)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۲۴۴) المادة ۵۷۸، ط: دار الكتب العلمية۔

لأن هذا الفضل بدل مال لذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك، وليس للدلال سوى أجرة الدلال۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلى حيدر: (۱/۵۶۵) المادة: ۵۷۸، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) قال الله تعالى: {وأحل الله البيع وحرم الربوا} [البقرة: ۲۷۵]

عن رافع بن خديج رضي الله تعالى عنه قال: قيل: يارسول الله، أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

الترغيب والترهيب: (۲/۳۴۴) كتاب البيوع، الترغيب في الاكتساب بالبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

مجمع الزوائد: (۴/۱۱۰) رقم الحديث: ۶۲۱۰، كتاب البيوع، باب أي الكسب أطيب، ط: دار الفكر۔

کے طور پر جو اقرار نامہ تحریر کیا گیا ہے اس سے بیع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لہٰذا مشتری (خریدار) زید اس مکان کا مالک ہے اور مشتری کے لیے اس مکان سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اور اس کو فروخت کرنا، ہبہ کرنا، رہن رکھنا سب جائز ہے۔ (۱)

دو خریدار ہوں

اگر کسی ایک چیز کے خریدار دو یا دو سے زیادہ ہوں، اور سب ایک برابر یا مقررہ قیمت دینے پر تیار ہوں تو وہ چیز اس کی ہوگی جو خریدنے کی غرض سے سب سے پہلے پہنچا ہو یا بات کی ہو اسی کو اردو زبان میں کہتے ہیں ''پہلے آئیے پہلے پائیے''

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو صاحب اختیار

---

(۱) وفي الخيرية في مالو اطلق البيع ولم يذكر الوفاء الا انه عهد الى البائع انه ان اوفى مثل الثمن يفسخ البيع معه، اجاب: هذه المسألة اختلف فيها مشايخنا على اقوال ونص في الحاوى الزاهدي: ان الفتوىٰ في ذلك ان البيع اذا اطلق ولم يذكر فيه الوفاء الا ان المشترى عهد الى البائع انه ان اوفى مثل ثمنه فانه يفسخ معه البيع يكون باتا حيث كان الثمن ثمن المثل او بغبن يسير۔ (شامي: (۵/۲۷۷) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط:سعيد)

ونص في الحاوى الزاهدى: ان الفتوىٰ في ذلك ان البيع اذا اطلق ولم يذكر فيه الوفاء الا ان المشترى عهد الى البائع بعد البيع المطلق انه ان اوفى بمثل ثمنه فانه يفسخ معه البيع، يكون باتا حيث كان الثمن ثمن المثل او بغبن يسير۔ (الفتاوى الكاملية: (ص:۸۳) مطلب في بيع الوفاء، ط:حقانيه پشاور)

اذا اطلق البيع لكن وكل المشترى وكيلا بفسخ البيع اذا احضر البائع الثمن او عهد على انه اذا اوفاه فسخ البيع، والثمن لايعادل المبيع، وفيه غبن فاحش، او وضع المشترى على اصل المال ربحا بان وضع على مائة عشرين دينارا فرهن وان كان بلا وضع ربح بمثل الثمن او بغبن يسير فبات۔ (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية: (۴/۲۰۷) كتاب البيوع، نوع في مايتصل بالبيع الفاسد، ط:رشيديه كوئٹه)

الحاشية الجليلة بذيل جامع الفصولين: (۱/۲۳۶) الفصل الثانى عشر في بيع الوفاء، ط:اسلامى كتب خانه كراچى۔

ایک چیز کو خرید یں تو وہ چیز اس کی ہوگی جس نے پہلے خریدی ہے۔ (۱)

دودھ تھن میں

جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا اور خریدنا ناجائز اور باطل ہے، پہلے دودھ دوہ کر برتن میں لے، پھر اس کے بعد خرید وفروخت کا معاملہ کرے۔ (۲)

---

(۱) عن عقبة بن عامر أو سمرة بن جدب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل باع بيعاً من رجلين فهو للأول منها... عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا باع المجيزان فهو للأول. (سنن ابن ماجه: (ص:۱۶۸) أبواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۱۱/۱) أبواب النكاح، باب ماجاء في الوليين يزوجان، ط: قديمي.

سنن نسائي: (۲۳۲/۲) كتاب البيوع، الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ط: قديمي.

سنن دارمي: (۱۴۰۱/۳) رقم الحديث: ۲۲۳۹، كتاب النكاح، باب المرأة يزوجها الوليان، ط: دار المغني.

المسند الجامع: (۱۸۰/۷، ۱۸۱) رقم الحديث: ۴۹۷۸، حرف السين، سمرة بن جندب الفزاري، ط: دار الجيل.

المستدرك للحاكم: (۱۷۵/۲) كتاب النكاح، إذا نكح الوليان فهو للأول وإذا باع المجيزان فهو للأول، ط: دار المعرفة.

السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۱۴۰/۷) كتاب النكاح، جماع أبواب اجتماع الولاة واولادهم... الخ، باب إنكاح الوليين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

قوله: إذا باع المجيزان) بجيم ومثناة تحتية وزاي معجمة، قال في النهاية: المجيز الولي والقيم بأمر اليتيم والصغير المأذون له في التجارة. (حاشية السندي على سنن ابن ماجة: (۱۷/۲) ابواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: دار الجيل)

(۲) ولايجوز بيع اللبن في الضرع) فإنه فاسد للغرر۔ (مجمع الأنهر: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

الهداية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

البحر الرائق: (۷۴/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

دودھ روک کر جانور بیچنا

دو تین دن تھن میں دودھ روک کر جانور بیچنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں دھوکا ہے اور دھوکا دینا ناجائز اور حرام ہے، البتہ اگر خریدار کو صاف بتادیا جائے کہ اس جانور کا دودھ دو تین دن سے روکا ہوا ہے اور پھر وہ خرید لے تو اس کی گنجائش ہوگی کیوں کہ اب اس میں دھوکا نہیں رہا۔ (۱)

دودھ سے بالائی نکال کر دودھ فروخت کرنا

دودھ اللہ تعالیٰ کی بڑی عمدہ نعمت ہے، خالص دودھ میں جو لذت اور فوائد

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ابتاع شاة مصراة فهو بالخيار ثلاثة أيام إن شاء أمسكها وإن شاء ردّها وردّ معها صاعاً من تمر۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۴) رقم الحديث: ۱۵۲۴، كتاب البيوع، باب حكم بيع المصراة، ط: قديمى)

الصحيح للبخاري: (۱/۲۸۸) رقم الحديث: ۲۱۴۸، كتاب البيوع، باب النهي للبائع أن لايحفل الإبل والبقر والغنم، ط: قديمي۔

إعلاء السنن: (۱۴/۷۸) كتاب البيوع، تتمه: باب بيع المصراة، ط: إدارة القرآن۔

تكملة فتح الملهم: (۱/۳۴۴) كتاب البيوع، باب حكم فيع المصراة، ط: دار العلوم كراچي۔

واعلم أنّ التصرية حرام سواء تصرية الناقة والبقرة والشاة والجارية والفرس والأتان وغيرها، لأنّه غش وخداع وبيعها صحيح مع أنّه حرام وللمشتري الخيار في إمساكها وردّها۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۳) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ط: قديمى)

وروى ابن ماجه من حديث ابن مسعود أنّه قال: أشهد على الصادق المصدوق أبي القاسم أنّه قال: بيع المحفلات خلابة ولا تحل الخلابة لمسلم انتهى۔ قلت: والكل مجمعون على أنّ التصرية حرام وغش وخداع۔ (عمدة القاري: (۱۱/۳۸۹) كتاب البيوع، باب النهي للبائع أن لايحفل الإبل والبقرة... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

التصرية حرام باتفاق الفقهاء، إذا قصد بذلک إيهام المشتري كثرة اللبن، لحديث: من غشنا فليس منّا، وحديث: بيع المحفلات خلابة، ولا تحلّ الخلابة لمسلم۔ ولما فيه من التدليس والإضرار۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية۔ (۱۲/۷۴) حرف التاء، التصرية، الحكم التكليفي، ط: دار السلاسل، الكويت)

إعلاء السنن: (۱۴/۶۱) كتاب البيوع، باب بيع المصراة، ط:: إدارة القرآن۔

انظر الحاشية تحت عنوان "دودھ میں پانی ملا کر بیچنا"

ہیں وہ بالائی نکال کر دودھ کو الگ کرنے کی صورت میں نہیں ہیں۔ اس لیے دودھ کو اس طرح بگاڑ کر فروخت کرنا اللہ کے بندوں کو خالص چیز سے محروم کرنے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کے مترادف ہے، ہاں اگر دودھ فروخت کرتے وقت حقیقت ظاہر کردے اور اس بنا پر قیمت بھی کم کردے اور دھوکا نہ دے تو جائز ہے۔ [۱]

دودھ عورت کا

''عورت کا دودھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۵/۴)

دودھ میں پانی ملا کر بیچنا

آج کل عام طور پر جو لوگ دودھ کی تجارت کرتے ہیں دودھ میں پانی ملا کر بیچتے ہیں، کچھ باڑے والے پانی ملا کر دکان داروں کو دیتے ہیں پھر دکان دار اس میں اور پانی ملا کر بیچتے ہیں اس لیے دودھ میں مزہ بھی نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں اگر دکان دار دودھ فروخت کرتے وقت کہہ دیتا ہے کہ دودھ میں پانی ملایا ہوا ہے تو یہ شرعاً درست ہوگا کیوں کہ اس نے دھوکا نہیں دیا اور آمدنی بھی حلال ہوگی۔ [۲]

---

(۱) انظر الحاشية تحت عنوان ''دودھ میں پانی ملا کر بیچنا''

(۲) عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا، فان صدقا وبينا بورك.... (الصحيح لمسلم)

☜ قال العلامة النووي رحمه الله تعالى: أي بين كل واحد لصاحبه مايحتاج الى بيانه من عيب ونحوه فى السلعة والثمن، وصدقه فى ذلك. (شرح النووى على صحيح مسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمى)

☜ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا اى فى صفة المبيع والثمن ومايتعلق بهما، "وبينا" اى عيب الثمن والمبيع "بورك" اى اكثر النفع، "لهما فى بيعهما" اى فى بيعهما، والمراد فى عقدهما، وان كتما وكذبا، محقت بركة بيعهما۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۶/۶) كتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الاول، ط: رشيديه كوئته)

☜ عن عقبة بن عامر رضى الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم اخو المسلم ولايحل لمسلم باع من اخيه بيعا فيه عيب الابينه له۔ (سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۲) =

اور اگر دھوکا دیتا ہے، عیب ظاہر نہیں کرتا اور پانی ملانے کے باوجود خالص دودھ کہہ کر فروخت کرتا ہے تو یہ دھوکا دینے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔[۱] ایسا آدمی سخت گناہ گار ہوگا۔[۲]

☆...... اور جو لوگ دودھ میں پانی نہیں ملاتے ان کی تجارت اور آمدنی بالکل حلال ہے۔

دودھ میں پانی ملانا

صفوان بن سلیم کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گزر (مدینہ منورہ میں ایک علاقہ) "حرہ" کی جانب سے ہوا، تو وہاں ایک شخص دودھ بیچ رہا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو اس دودھ میں اس نے پانی ملایا ہوا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس وقت تیرا کیا ہوگا جب تجھے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ پانی کو دودھ سے الگ کرو۔[۳]

=باب من باع عیبا فلیبنه، ط: قدیمی)

اجمع الفقهاء على ان البراءة من عيوب سماها المشتري ولم يرها جائزة. (اعلاء السنن: (۱۴/ ۹۳) كتاب البيوع، باب البيع بالبراءة من كل عيب، ط: ادارة القرآن كراچی)

وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب. (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/ ۲۷۳) باب الخيارات ومطالبه، ط: مكتبه ميمنية مصر)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۸۹) [رقم المادة: ۱۸۹] ط: مكتبة حنفية كوئٹہ۔

شامی: (۵/ ۴۲) مطلب في البيع بشرط البراءة من كل عيب، ط: سعيد۔

(۱، ۲) رجل اراد ان يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب ان يبينها فلو لم يبين قال بعض مشايخنا: يصير فاسقاً مردود الشهادة۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۱۰) كتاب البيوع ، الباب العشرون في البياعات المكروهة... الخ، ط: رشيديه)

من علم بسلعته عيبا لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري، فإن لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۸) كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب خيار العيب، ط: إدارة القرآن)

المغني لابن قدامة: (۵/ ۵۴۸) كتاب البيوع، باب المصراة، ط: دار الحديث القاهرة۔

(۳) عن صفوان بن سليم ان اباهريرة مر بناحية الحرة، فاذا انسان يحمل لبنا يبيعه، فنظر اليه ابو هريرة=

دوزخی تاجر

’’مسلمان تاجر کی فضیلت‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۱/۶)

دوسرے تاجروں کا نقصان کرنا

’’مارکیٹنگ کے ذریعے دوسروں کی حق تلفی کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

دوسرے دکاندار سے کوئی چیز لاکر فروخت کرنا

موجودہ دور میں مارکیٹوں میں یہ صورت بھی رائج ہے کہ ایک گاہک دکاندار کے پاس کوئی چیز خریدنے کے لئے آتا ہے، مطلوبہ چیز دکاندار کے پاس نہیں ہوتی، تو وہ دکاندار دوسرے دکاندار سے منگوا کر آگے گاہک کو فروخت کردیتا ہے، مثلاً اس سے قیمت معلوم کی تو اس نے ایک ہزار بتادیئے، پہلا دکاندار وہ چیز لاکر گاہک کو بارہ سو میں فروخت کردیتا ہے، اور پیسے وصول کرلیتا ہے، پھر بعد میں دوسرے دکاندار کو ایک ہزار روپے دے دیتا ہے اور دو سو روپے اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور اگر گاہک کو وہ چیز پسند نہیں آئی تو دوسرے دکاندار کو واپس کردیتا ہے۔ اس مسئلہ کی مختلف صورتیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

❶ ایک صورت یہ ہے کہ دکاندار نے وہ چیز گاہک کے لئے دوسرے دکاندار سے خریدی اور گاہک کو لاکر دے دی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جتنے میں دکاندار

=فاذاهو قد خلطه بالماء فقال له ابوهريرة: كيف بك اذا قيل لك يوم القيامة: خلِّصِ الماء من اللبن۔ رواه البيهقي والاصبهاني موقوفاً باسناد لابأس به. (الترغيب والترهيب:(۲/۴۵۰) رقم الحديث:۲۷۴۶، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

شعب الايمان:(۳۲۴/٤) رقم الحديث:۵۳۱۰، الباب الخامس والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في الأمانات ومايجب من أدائها من أهلها، ط: دار الكتب العلمية.

الزواجر:(۳۹٤/۱) كتاب البيع، الكبيرة المؤفية المائتين: الغش في البيع وغيره كالتصرية، ط: دار الفكر.

نے وہ چیز خریدی ہے اتنی ہی رقم میں گاہک کو دینا ضروری ہے دکاندار کے لئے بیچ میں اپنے لئے کوئی رقم نفع کے طور پر رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلا دکاندار گاہک کا وکیل ہے، اصل خریدنے والا خود گاہک ہے اور وکیل امین ہوتا ہے، اس سے اس کو نفع رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے دکاندار نے دوسرے دکاندار سے وہ چیز باقاعدہ قیمت طے کر کے اپنے لئے خرید لی، گاہک کے لئے نہیں، پھر اس کے بعد وہ چیز گاہک کو زیادہ قیمت پر فروخت کر دی، تو یہ صورت جائز ہے اور درمیان کا نفع بھی حلال ہے کیونکہ پہلا دکاندار اس چیز کو قیمت طے کر کے اپنے لئے خریدنے کی وجہ سے مالک بن گیا، پھر اس چیز کو منافع کے ساتھ گاہک کو فروخت کرنا درست ہوا۔ (۲)

---

(۱) المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه، والمال الذي قبضه الوكيل بقبض العين بحسب وكالته هو في حكم الوديعة بيد الوكيل. (شرح المجلہ لرستم باز: (۲/۶۱۳) رقم المادة: ۱۴۶۳، الكتاب الحاوي عشر في الوكالة، الباب الثالث في بيان احكام الوكالة، ط: فاروقيه)

ولأن الوكيل بالقبض مؤتمن على المال. (العنايه على هامش فتح القدير: (۸/۱۱۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: رشيديه)

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. (شرح المجلہ لرستم باز: (۱/۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكليه الفقهية، ط: فاروقيه)

عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لايحل ما امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۲) لو وكله بشراء شئ بغير عينه فالشراء للوكيل إلا إذا نواه للمؤكل أو الشراء بماله: أي بمال المؤكل. (شامي: (۵/۵۱۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

ولو قال: اشتر هذه الجارية بألف درهم كان مشورة والشراء للمأمور إلا إذا زاد على أن أعطيك لأجل شرائك درهماً، لأن اشتراط الأجر له يدل على الإنابة اه. وأفاد أنه ليس كل أمر توكيلاً بل لابد مما يفيد كون فعل المأمور بطريق النيابة عن الآمر فليحفظ اه. (شامي: (۵/۵۰۹) كتاب الوكالة، ط: سعيد)

ومن اشتري شيئا وأغلي في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز. (الفتاوى الهندية: (۳/۱۶۱) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

❸ تیسری صورت یہ ہے کہ پہلے دکاندار نے دوسرے دکاندار سے وہ چیز اپنے لئے خریدی گاہک کے لئے نہیں لیکن با قاعدہ زبانی طور پر کچھ طے نہیں کیا، مگر اس کو اس چیز کی قیمت معلوم تھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مارکیٹ میں اصولی طور پر قیمت اور کمیشن کا اس طرح معمول ہو کہ اس سے بعد میں جھگڑا اور فساد کا اندیشہ نہ ہو تو یہ صورت جائز ہوگی، لیکن اگر بازار میں ایسی صورت رائج ہے کہ جس میں قیمت کے تعین کے بارے میں کوئی منضبط مضبوط معیار معلوم نہیں تو فریقین کے درمیان جھگڑے کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے یہ صورت جائز نہیں ہوگی، کیونکہ چیز لیتے وقت قیمت طے نہ ہونے کی وجہ سے ثمن مجہول رہا، اور ثمن مجہول ہونے کی وجہ سے بیع جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

❹ چوتھی صورت یہ ہے کہ دکانداروں کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ ایک دکاندار دوسرے دکاندار کی کوئی چیز فروخت کرے تو اتنی اجرت یا اتنا کمیشن ملے گا تو اس صورت میں کوئی بھی دکاندار دوسرے دکاندار کی چیز فروخت کرے گا تو اس کو مقررہ اجرت یا کمیشن ملے گا۔ یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع وإن كان مجهولاً جهالة لا تفضي إلى المنازعة لا يفسد، لأن الجهالة إذا كانت مفضية إلى المنازعة كانت مانعة من التسليم والتسلّم فلا يحصل مقصود البيع وإذا لم تكن مفضية إلى المنازعة من ذلك فيحصل المقصود. (بدائع الصنائع: (۵/۱۵۶) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع... الخ، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۴/۵۲۹) كتاب البيوع، مطلب ما يبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد).

(۲) قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسد لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام. (شامي: (۴/۶۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد)=

❺ پانچویں صورت یہ ہے کہ پہلے دکاندار نے دوسرے دکاندار سے چیز نہ گاہک کے لئے خریدی اور نہ اپنے لئے خریدی بلکہ دوسرے دکاندار سے قیمت معلوم کر کے چیز لی اور آگے گاہک کو زیادہ قیمت پر فروخت کردی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دونوں دکانداروں کے درمیان پہلے سے کمیشن اور اجرت کی کوئی بات طے نہیں ہوئی تھی تو پہلے دکاندار نے گاہک سے جتنی رقم لی وہ سب دوسرے دکاندار کو دینی پڑے گی، زائد رقم پہلے دکاندار کے لئے حلال نہیں ہوگی اس صورت میں پہلا دکاندار دوسرے دکاندار کا وکیل ہے اور وکیل کو جو رقم ملی وہ موکل کی ہے وکیل کی نہیں ہے۔ (1)

دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے

دو آدمیوں میں سودا طے ہو رہا ہے، بائع نے ایک قیمت پر رضامندی ظاہر کردی، درمیان میں ایک تیسرا آدمی آکر کہے میں اس سے زیادہ قیمت پر خریدوں گا، اس طرح دونوں کا سودا خراب کردے، چاہے بعد میں خود خریدے یا نہ خریدے، اس

= وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع. (الدر مع الرد: (٥٦٠/٤) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٢٧٢/١) شرح المادة: ٢٨٩، البيوع، الباب الخامس، الفصل الثاني في المواد المتعلقة بحبس المبيع، ط: دار الجيل.

(1) لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة)... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٥٥٢/١) المادة: ٥٧٨، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

شرح المجلة لرستم باز: (٢٤٤/١) المادة: ٥٧٥، ايضاً، ط: فاروقيه۔

فالتوكيل بالبيع لايخلو إما أن يكون مطلقاً وإما أن يكون مقيداً: فإن كان مقيداً يراعي فيه القيد بالإجماع حتى إنه إذا خالف قيده لاينفذ على المؤكل... إلا أن يكون خلافه إلى خير... وإن كان الخلاف إلى خير فإنها تنفذ: لأنه إن كان خلافاً صورة فهو وفاق معني لأنه آمر به دلالة فكان متصرفاً بتولية المؤكل فتنفذ. (بدائع الصنائع: (٢٧/٦) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد)

کو عربی زبان میں "سوم علی سوم الغیر" کہا جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی مال خریدلیا، ابھی قیمت کی ادائیگی باقی تھی ایک تیسرا شخص آ کر گاہک سے کہتا ہے کہ میں ایسی چیز اس سے کم قیمت پر دیتا ہوں، اب گاہک پہلا سودا ختم کر کے اس تیسرے شخص سے خریدتا ہے یہ دونوں فعل درست نہیں ہیں۔ ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (1)

دوسرے کا مال فروخت کرنا

''غیر مملوک کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۲/۵)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: لايبيع بعضكم على بيع بعض، ولايخطب بعضكم على خطبة بعض، ولايسوم الرجل على سوم اخيه۔ (اخرجه الترمذي، [رقم: ۱۲۹۲] (۲۳۲/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن البيع على بيع أخيه، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲۸۷/۱) باب لايبيع على بيع اخيه، [رقم: ۲۱۴۰]، ط: قديمي۔

وكره النجش... والسوم على سوم غيره۔

وفي الرد: (قوله: والسوم على سوم غيره) وكذا البيع على بيع غيره۔ ففي الصحيحين: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تلقي الركبان" إلى أن قال: وأن يستام الرجل على سوم أخيه۔ وفي الصحيحين أيضا: "لا يبيع الرجل على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له"۔ وصورة السوم أن يتراضيا بثمن، ويقع الركون فيجيئ آخر ويدفع للمالك أكثر أو مثله۔ وصورة البيع أن يتراضيا على ثمن سلعه فيقول آخر أنا أبيعك مثلها بأنقص من هذا الثمن۔ أفاده في الفتح۔ (الدر مع الرد: (۱۰۱/۵، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: أحكام نقصان المبيع فاسدا، ط: سعيد)

فتح القدير: (۴۳۷/۶) كتاب البيوع، فصل فيمايكره من البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

بيع الإنسان على بيع أخيه: وصورته: أن يكون قد وقع البيع بالخيار فيأتي في مدة الخيار رجل، فيقول للمشتري: افسخ هذا البيع، وأنا أبيع مثله بأرخص من ثمنه، أو أحسن منه۔ والشراء على الشراء: هو أن يقول للبائع في مدة الخيار: افسخ البيع، وأنا أشتريه منك بأكثر من هذا الثمن۔ والسوم على السوم: أن يكون قد اتفق مالك السلعة والراغب فيها على البيع، ولم يعقداه فيقول آخر للبائع: أنا اشتريه منك بأكثر، بعد أن كانا قد اتفقا على الثمن۔ وقد أجمع العلماء على تحريم هذه الصور كلها، وأن فاعلها عاص، للحديث: لا يبيع أحدكم على بيع أخيه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۱۳/۴) المطلب الثاني: أنواع البيع الفاسد، خلاصة البيوع الممنوعة في الإسلام، رابعا: البيوع الممنوعة بسبب وصف أو شرط أو نهي شرع، ط: دار الفكر، بيروت)

دوسرے کا مال لینا

کسی شرعی سبب کے بغیر دوسرے کا مال لینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لیا ہے تو واپس کرنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی۔ (۱)

دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا

''زمین پر قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۴/۴)

دوسرے کی نیت سے مال خرید کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

''دوسرے کی نیت سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۶/۳)

دوسرے کی نیت سے مال خریدنا

اگر کسی آدمی نے دوسرے آدمی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر مال خریدا ہے تو اس مال کا مالک خریدار ہی ہوگا جس آدمی کے لیے خریدا ہے اس کا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اگر دوسرا آدمی وہ مال لے کر قیمت ادا کردے گا تو یہ ایک الگ بیع ہوگی (۲)

---

(۱) لایجوز لاحد ان یاخذ مال غیرہ بلاسبب شرعی، وان اخذہ ولو علی ظن انہ ملکہ وجب علیہ ردہ۔ (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۶۲/۱) [رقم المادۃ: ۹۷] ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت)

لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال بغیر سبب شرعی۔ (البحر الرائق: (۶۸/۵) کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

شرح المجلۃ لخالد الاتاسی: (۲۶۴/۱) [المادۃ: ۹۷] ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) اشتری لغیرہ نفذ علیہ۔ (الدر المختار) (قولہ: نفذ علیہ) ای علی المشتری ولو شہد انہ یشتریہ لفلان وقال فلان: رضیت فالعقد للمشتری لانہ اذا لم یکن وکیلا بالشراء وقع الملک لہ فلااعتبار بالاجازۃ بعد ذلک لانہا انما تلحق الموقوف لا النافذ، فان دفع المشتری الیہ العبد واخذ الثمن کان بیعاً بالتعاطی بینہما۔ (الدر مع الرد: (۱۰۹/۵) کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، ط: سعید)

وقید بالبیع لانہ اذا اشتری لغیرہ کان ما اشتراہ لنفسہ اجاز الذی اشتراہ لہ ام لا، ...... ولو اشتری عبدا واشہد انہ یشتریہ لفلان وقال فلان: رضیت، فالعقد للمشتری لانہ اذا لم یکن وکیلا بالشراء وقع الملک لہ فلااعتبار بالاجازۃ بعد ذلک، وہی تلحق العقد الموقوف لا النافذ، فان دفع المشتری الیہ=

اور دوسری بیع کے وقت اگر قیمت زیادہ کرکے فروخت کرنا چاہے تو فروخت کرسکتا ہے۔ (۱)

دوسرے کے سودے پر سودا کرنا

جب بائع اور مشتری کے درمیان کسی چیز کی خرید وفروخت کے بارے میں بات چیت ہو اور بائع مقررہ قیمت پر فروخت کرنے کے لیے اور مشتری اس قیمت پر خریدنے کے لیے مائل ہو تو اس دوران کسی اور آدمی کے لیے درمیان میں آکر قیمت بڑھا کر وہ چیز خرید لینا مکروہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تاہم باقاعدہ ایجاب وقبول کرکے بیع کرنے کی صورت میں بیع صحیح ہوجائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔ (۲)

= العبد واخذ الثمن كان بيعا بالتعاطي بينهما۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۴۸) كتاب البيع، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه كوئٹه)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/ ۸۶) كتاب البيوع، فصل في الفضولي، ط: دار المعرفة بيروت۔

(۱) من اشترى شيئا وأغلى في ثمنه، فباعه مرابحة على ذلك جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۶۱) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱/ ۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار الفكر، بيروت)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره۔ (الجوهرة النيرة: (۲/ ۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۸) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچی)

(۲) عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يخطب على خطبة اخيه الا ان يأذن له۔

عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان يستام على سوم اخيه۔ (الصحيح لمسلم: (۲/ ۳) باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه، ط: قديمی) =

دوسروں کے لیے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم

مثلاً زید کو اپنی دکان کے واسطے باہر سے سامان خرید کرلانے کی ضرورت ہے لیکن اس کے پاس پیسے نہیں ہیں، اس لیے زید بکر سے کہتا ہے کہ مجھ کو ایک لاکھ کی رقم دے دو سامان خرید کرلاؤں گا اور اس کا بل آپ کو دے دوں گا، اور اس پر مبلغ دس ہزار روپے نفع دے دوں گا، اور ان روپیوں کی ادائیگی کی میعاد تین مہینے مقرر کرتا ہے اور بعض اوقات زید اپنے شہر سے بھی سامان خرید لیتا ہے اور مال بکر کے قبضے میں دے کر پھر منافع پر خرید لیتا ہے۔

تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زید بکر سے روپیہ قرض لیتا ہے پھر اس سے مال خریدتا ہے تو اس صورت میں نفع دینے کی شرط رکھنا یا نفع پر خریدنا جائز نہیں ہوگا۔

اور اگر زید بکر سے روپیہ قرض نہیں لیتا بلکہ بکر کے روپے سے بکر کے لیے مال خریدتا ہے اور خود وکیل کی حیثیت سے بکر کا کام کرتا ہے تو اس پر وکالت کے احکام جاری ہوں گے اور مال کا مالک بکر ہو جائے گا۔[1] اس کے بعد اگر زید اسی مال کو بکر سے اپنے لیے کچھ منافع کے ساتھ خرید لے تو یہ جائز ہے اور منافع دینا جائز

= نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش وعن السوم على سوم غيره۔ (الهداية: (۲۹/۳) فصل فی مایکره، ط: رحمانية)

البحر الرائق: (۹۹/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل في بيان أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني۔ (قواعد الفقه، (ص: ۹۱) ط: الصدف پبلشر)

لو وكله بشراء شيئ بغير عينه فالشراء للوكيل الا اذا نواه للمؤكل أو شراه بماله: أي مال المؤكل۔ (شامی: (۵۱۶/۵) کتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

وان كان الوكيل اضاف الشراء الى دراهم الأمريكون الشراء للآمر، نقدمنها الوكيل اومن غيرها۔ (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية: (۱۹/۳) کتاب الوكالة، فصل فی التوكيل فی البيع والشراء، ط: رشیدیه کوئٹه)

ہے۔ [1] اور اس رقم کی ادائیگی کے لیے دونوں آپس کی رضامندی سے جو بھی مدت طے کرلیں جائز ہے، لیکن اگر زید بکر سے مال خریدنے کے لیے راضی نہ ہو تو بکر زید کو وہ مال خریدنے پر مجبور نہیں کر سکے گا۔ [2]

دوسرے ممالک سے مال خرید کر پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

آج کل بڑے بڑے کاروباری لوگ دوسرے ممالک سے مال منگوا کر پہنچنے سے قبل ہی فروخت کر دیتے ہیں حالاں کہ باقاعدہ طور پر قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے لیکن آج کل بڑے بڑے کاروباری لوگ دوسرے ممالک سے جو اشیاء منگواتے ہیں تو شپ کے ذریعے پہنچنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جس میں بازار کی مندی کا اندیشہ ہوتا ہے اور خریدار کم ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے، لہٰذا ایسے مال کو فروخت کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

❶ مال منگوانے والا کاروباری آدمی گاہک کے ساتھ بیع کرنے کی بجائے بیع

(۱) قال: المرابحة نقل ماملكه بالعقد الاول بالثمن الاول مع زيادة ربح والتولية نقل ماملكه بالعقد الاول... والبيعان جائزان لاستجماع شرائط الجواز۔ (الهداية: (۳/ ۷۰، ۷۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: شركة علمية ملتان)

المرابحة... شرعاً: (بيع ماملكه)... بماقام عليه وبفضل) مؤنة، وان لم تكن من جنسه، كأجر قصار ونحوه، ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۳۲-۱۳۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد كراچی)

تبيين الحقائق: (۴/ ۲۲۲، ۲۲۳) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

(۲) (فلو اكره بقتل أو ضرب شديد)... (أو حبس)... حتى باع أو اشترى أو أقر أو آجر فسخ) ماعقد، ولا يبطل حق الفسخ بموت احدهما۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۱۲۹، ۱۳۰) كتاب الاكراه، ط: سعيد)

والذي يظهر أن التراضي لابد منه لغة أيضاً فانه لايفهم من باعه وباع زيد عبده الا انه استبدل به بالتراضي، وان الاخذ غصبا واعطاء شيء آخر من غير تراض لايقول فيه: اهل اللغة باعه۔ (فتح القدير: (۶/ ۲۴۷) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۶) كتاب الاكراه، الباب الاول، ط: رشيديه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۵/ ۲۳۱) كتاب البيع، ط: رشيديه كوئٹه۔

کا وعدہ کرلے کہ مال پہنچتے ہی آپ کے ہاتھوں اتنے داموں کے عوض فروخت کروں گا اور مال پہنچنے کے بعد اس قیمت پر مال فروخت کردے تو بیع درست ہوگی۔ (۱)

البتہ اس صورت میں اگر کوئی ایک فریق خریدنے یا بیچنے سے انکار کردے گا تو دوسرا فریق خریدنے یا بیچنے پر مجبور نہیں کرسکے گا (۲) اور انکار کرنے والا وعدہ خلافی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (۳)

---

(۱) عن حکیم بن حزام رضي الله عنه قال: قلت یا رسول الله! إني اشتری بیوعا فما یحلّ لی منها وما یحرم عليّ؟ قال: فإذا اشتریت بیعًا فلا تبعه حتی تقبضه۔ (مسند أحمد: (۳/۴۰۲) رقم الحدیث: ۱۵۳۵۱، مسند حکیم بن حزام، ط: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

عن عبد الله بن عمرو رضي اللّٰه تعالی عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحلّ سلف و بیع ولا شرطان في بیع ولا ربح ما لم یضمن ولا بیع ما لیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهي عنها من البیع، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئًا مما ینقل ویحول لم یجز بیعه حتی یقبضه؛ لأنّه نهی عن بیع ما لم یقبض، ولأنّ فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک۔ (الهدایة: (۳/۷۸، ۷۹) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رحمانیه)

قال: ومن اشتری شیئًا فلا یجوز له أن یبیعه قبل أن یقبضه ولا یولیه أحدًا ولا یشرک فیه ... لیس لمشتري الطعام أن یبیعه قبل أن یقبضه لما روي أنّ النبي صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع الطعام قبل أن یقبض، وکذلک ما سوی الطعام من المنقولات لا یجوز بیعه قبل القبض عندنا۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳/۸) باب البیوع الفاسدة، ط: دار المعرفة بیروت)

الدر المختار مع الرد: (۵/۱۴۷) کتاب البیوع، باب المرابحة التولیة، فصل في التصرّف في المبیع والثمن قبل القبض والزیادة، ط: سعید۔

(۲) انظر رقم الحاشیة: ۳۔ تحت عنوان "دوسرے کے لیے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم"

(۳) عن عبد الله عمرو رضي الله عنهما: أنّ النبي صلی الله علیه وسلم قال: أربع من کن فیه کان منافقًا خالصًا، ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها إذا اؤتمن خان وإذا حدّث کذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر۔ (صحیح البخاري: (۱/۱۰) کتاب الإیمان، باب علامة النفاق، ط: قدیمی)

عن أبي هریرة رضي اللّٰه تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: آیة المنافق ثلاثة، إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۱۷) کتاب الإیمان، باب علامات النفاق، ط: قدیمی)

الصحیح لمسلم: (۱/۵۶) کتاب الایمان، باب خصال المنافق، ط: قدیمی۔

❷ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس ملک سے مال منگوایا ہے وہاں کسی کو یا ایسی مال بردار کمپنی کو مال قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنادیا جائے جو مال پہنچانے کا کاروبار کرتی ہے، وہ آدمی یا مال بردار کمپنی مال پر قبضہ کرلے تو مشتری کی ملک اور قبضہ تصور ہوگا اور بیع کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

ان دوصورتوں کے علاوہ کسی اور صورت میں بیع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

دوسودے ایک بیع میں

ایک بیع میں دو بیع کرنا یا ایک سودے میں دوسودے کرنا منع ہے، یا ایک عقد میں دوعقد کرنا جائز نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مثلاً دکاندار خریدار سے کہے کہ میں تمہیں فلاں کپڑا نقد ادائیگی کی صورت میں پانچ سو روپے کا فروخت کرتا ہوں، اور ادھار کی صورت میں سات سو روپے کا فروخت کرتا ہوں اور عقد کی مجلس میں ادھار یا نقد کی تعیین نہیں کی تو یہ سودا جائز نہیں ہوگا یا کوئی ایک دکاندار دوسرے دکاندار سے کہتا ہے کہ میں تمہیں اپنا فلاں کپڑا ایک ہزار روپے کے عوض فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ اپنا کمبل مجھے فروخت کروگے یہ

---

(۱) رجل اشتری عبدا ولم یقبضه فامره ان یهبه من فلان ففعل البائع ذلک ودفعه الی الموهوب له جازت الهبة وصار المشتری قابضا وکذا لو امر البائع ان یواجره فلانا معینا او غیر معین ففعل جاز، وصار المستاجر قابضا للمشتری اولا، ثم یصیر قابضا لنفسه والاجر الذی یاخذه البائع من المستاجر یحسبه من الثمن ان کان من جنسه۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۱۷) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

✍ اذا قال المشتری للبائع: ابعث الی ابنی واستاجر البائع رجلا یحمله الی ابنه فهذا لیس بقبض والاجر علی البائع الا ان یقول استاجر علی من یحمله فقبض الاجیر یکون قبض المشتری ان صدقه انه استاجر ودفع الیه وان انکر استجاره والدفع الیه فالقول قوله کذا فی التاتارخانیة۔ (الهندیة: (۳/ ۱۹) الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن، الفصل الثانی فی تعلیم المبیع، ط: رشیدیه)

✍ شامی: (۵/ ۱۴۹) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض، ط: سعید۔

جائز نہیں۔ [1]

دوطرفہ کمیشن

کمیشن ایجنٹ کو کمیشن ادا کرنے کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اس کا دار و مدار عرف ورواج اور باہمی شرائط پر ہے۔

☆......اگر صرف بیچنے والے کی جانب سے کمیشن لینے کی شرط لگائی گئی تھی یا عرف ورواج یہی ہے تو ایسی صورت میں صرف بیچنے والے سے کمیشن لیا جائے گا، خریدنے والے سے نہیں۔

☆......اور اگر صرف خریدار سے کمیشن لینے کی شرط طے ہوئی یا عرف ورواج یہی ہے تو صرف خریدار سے کمیشن لیا جائے گا بیچنے والے سے نہیں۔

☆......اور اگر دونوں جانب سے کمیشن کی شرط طے ہوئی یا عرف ورواج یہی ہے تو دونوں جانب سے کمیشن لیا جائے گا۔

☆......اور اگر ایسی کوئی شرط یا عرف ورواج نہیں ہے تو اس صورت میں صرف بیچنے والی پارٹی سے کمیشن لیا جائے گا خریدنے والے سے نہیں۔ [2]

---

(۱) عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع... الخ (سنن ترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعيد)۔

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب التجارات، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، ط: رحمانيه.

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة... وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما. قال الشافعي: ومن معنى نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك داري هذه بكذا على أن تبيعني غلامك بكذا. (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)۔

النهاية لابن أثير: (۱۷۳/۱) باب الباء مع الباء، بيع، ط: المكتبة العلمية.

(۲) فتجب الدلالة على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف. (شامي: (۵۶/۴) =

دو قسم کے روپے چلتے ہیں

(۳۵۳) کسی شہر میں دو قسم کے روپے چلتے ہیں تو سودا کرتے وقت یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ فلانے روپے کے بدلے میں یہ چیز لیتا ہوں، اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا، صرف اتنا ہی کہا کہ میں نے یہ چیز ایک روپیہ میں بیچی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہاں کس روپیہ کا رواج زیادہ ہے، جس روپیہ کا رواج زیادہ ہو وہی روپیہ دینا پڑے گا، اگر دونوں کا رواج برابر ہے تو بیع درست نہیں ہوگی بلکہ فاسد ہو جائے گی، کیوں کہ بیع صحیح ہونے کے لیے قیمت معلوم ہونا ضروری ہے اور یہاں قیمت معلوم نہیں۔ [1]

دولہن سنوارنے کی اجرت لینا

شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے دولہن کی شکل وصورت کی خوبصورتی بڑھانے اور اس کو سنوار کر دل کش بنانے کی نوکری کرنا جائز اور درست ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

= كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

جامع الفصولين: (۱۶۳/۲) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، احكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامي كتب خانه.

واعلم أن الأصل في جعل السمسار أن يكون على البائع عند عدم الشرط أو العرف. (حاشية الدسوقي على الشرح الكبير: (۱۲۹/۳) باب البيع، فصل في أحكام الخيار، ط: دار الفكر)

منح الجليل شرح مختصر خليل: (۱۸۸/۵) باب البيع، فصل البيع بشرط الخيار، ط: دار الفكر.

(۱) وإن أطلق الثمن ... فإن استوت مالية النقود ... ورواجها صح البيع ولزم ماقدر ... من أي نوع كان ... وإن اختلفت رواجا ضمن الأروج ... وإن استوى رواجها لا ماليتها ... فسد البيع للجهالة المفضية إلى النزاع۔ (مجمع الأنهر: (۱۴/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الهداية: (۲۲/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

تبيين الحقائق: (۵/۴) كتاب البيوع، امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (۲۸۱/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

کے ہاں رخصت کیا گیا تو میری والدہ نے مجھ کو چند عورتوں کے حوالے کیا انہوں نے میری شکل وصورت کو درست کیا، اس کے بعد میری رخصتی ہوئی۔ [1]

دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے

اگر دو معاملے ہیں تو ہر معاملہ کو الگ الگ کرنا ضروری ہے، ایک ہی عقد میں دو معاملوں کو ایک ساتھ کرنا جائز نہیں ہے مثلاً زید ایک گھوڑا خالد کے ہاتھ فروخت کرے کہ خالد اپنا بکرا زید کے ہاتھ فروخت کر دے گا یہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: تزوجنی النبی صلی اللہ علیه وسلم وانا بنت ست سنین، فقدمنا المدینة فنزلنا فی بنی الحارث بن الخزرج... فاتتنی امی ام رومان... ثم اخذت شیئا من ماء فمسحت به وجهی ورأسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوة من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر، فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ضحی فاسلمنی الیه وانا یومئذ بنت تسع سنین۔ (البخاری: (۱/ ۵۵۱) باب تزویج النبی صلی اللہ علیه وسلم عائشة وقدومه المدینة وبنائه بها، ط: قدیمی)

تکمیل: بذکر اجارة الماشطة لتزیین العروس قال فی البزازیة: استاجر ماشطة لتزیین العروس لایحل لها الاجر لعدم صحة الاجارة الا علی وجه الهدیة، والصواب انه ان ذکر العمل والمدة یجوز والحقت ذلک فی بیت فقلت:

وماحل اجر للمواشط اونعم　　　اذا عمل والوقت بذکر حرروا

(شرح منظومه ابن وهبان، فصل من کتاب الاجارة، (۲/ ۷۸)

ولو استاجر مشاطة لتزیین العروس قالوا: لایطیب لها الاجر الا ان یکون علی وجه الهدیة بغیر شرط ولا تقاض، قال مولانا رحمه اللہ تعالی: وینبغی ان الاجارة اذا کانت مؤقتة وکان العمل معلوما ولم تنقش التمثال والصور جازت الاجارة ویطیب لها الاجر لأن تزیین العروس مباح۔ (قاضی خان علی هامش الهندیة: (۲/ ۳۲۳) باب الاجارة الفاسدة، ط: رشیدیه)

وتصح اجارة الماشطة لتزیین العروس بشرط ان یذکر العمل اومدته فی العقد۔ (الفقه علی المذاهب الاربعة: (۳/ ۱۱٦) مبحث ماتجوز اجارته ومالاتجوز، ط: دار الکتب العلمیة)

وجاز اجارة الماشطة لتزیین العروس ان ذکر العمل والمدة بزازیة۔ (قوله: والمدة) عبر فی الذخیرة وغیرها بأو قالوا: أو هنا بمعناها۔ (شامی: (٦/ ٦۳) باب الاجارة الفاسدة، ط: سعید)

نے ایک ہی ساتھ دو عقد (معاملہ) کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

دو نمبر دھندھا

''بلیک مارکیٹ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۴/۲)

دو نمبر کے مال کو ایک نمبر کہہ کر فروخت کیا

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۱)

دونوں پارٹیوں سے کمیشن لینا

''کمیشن دونوں پارٹیوں سے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۶/۵)

دونوں جانب تول کر بکنے والی چیز نہیں

''تول کر دونوں نہیں بکتیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۱/۲)

دو ہونا

''بائع اور مشتری الگ الگ ہونا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۴/۲)

دھان میں پانی ملا کر فروخت کرنا

دھان (چاول) میں پانی ملا کر فروخت کرنا دھوکا دینے کی وجہ سے بہت بڑا

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة... وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما. قال الشافعي: ومن معني نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك داري هذه بكذا على أن تبيعني غلامك بكذا. (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)۔

النهاية لابن أثير: (۱۷۳/۱) باب الباء مع الباء، بيع، ط: المكتبة العلمية.

گناہ ہے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ (۱)

دہشت گرد کو اسلحہ فروخت کرنا

دہشت گرد، ڈاکو، چور، بھتہ خور، قاتل اور معاشرہ میں بری شہرت رکھنے والے عناصر کو اسلحہ فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ گناہ، معصیت اور نافرمانی کے کاموں میں تعاون ہے۔ (۲)

دھلائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

دھماکہ خیز مواد کی خرید و فروخت

''پٹاخوں کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۲)

---

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر برجل یبیع طعاماً فسألہ: کیف تبیع؟ فاخبرہ، فاوصی الیہ ان ادخل یدک فیہ، فادخل یدہ، فاذا ھو مبلول، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیس منا من غشنا۔ (سنن أبی داود: (۱۳۳/۱) باب فی النھی عن الغش، ط: امدادیہ ملتان)

عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من باع عیبا لم ینبہ، لم یزل فی مقت اللہ، اولم تزل الملائکۃ تلعنہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۹) کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

فیض القدیر: (۵۹۲۴/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۸۷۹] ط: مکتبۃ نزار مصطفی الباز ریاض۔

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۶۱) باب النھی عن الغش، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) کذلک السلاح یبیعہ الرجل لمن یعرف انہ یقتل بہ مسلما حرام باطل لما فیہ من الإعانۃ علی الاثم والعدوان۔ (إعلام الموقعین: (٥٢/٤) فصل الألفاظ علی ثلاثۃ أقسام، القسم الثالث، متی یحمل الکلام علی غیر ظاھرہ، ط: دار ابن الجوزیۃ)

الفقہ الإسلامی وأدلتہ: (۳۳۵۸/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیۃ المالیۃ، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، المطلب الثانی، ط: رشیدیہ۔

الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴) کتاب الجھاد، باب البغاۃ، مطلب فی کراھیۃ بیع ما تقوم المعصیۃ بعینہ، ط: سعید۔

دھوبی کو کپڑا دے کر واپس لینے نہیں آیا

''سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۶/۴)

دھوکا

☆......اگر کسی کو دھوکا دے کر کوئی چیز دے دی گئی اور خریدار نے بائع پر اعتماد کر کے اس چیز کا معائنہ نہیں کیا بعد میں معلوم ہوا کہ چیز ویسی نہیں ہے جیسی طلب کی گئی تھی اور اس کی جو صفت بیان کی گئی تھی تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور جس شخص کو دھوکا ہوا ہو اس کی وفات سے یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔[1]

☆......جس خریدار کو دھوکا ہوا اس نے دھوکے کا علم ہو جانے کے بعد چیز کو اپنی چیز کی طرح استعمال کیا تو اس کا یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔[2]

☆......اگر خریدار بائع کو دھوکا دے دے تو بائع کو بھی سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔[3]

(۱، ۲، ۳) إذا غرّ أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبنًا فاحشًا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ... إذا مات من غرّ بغبن فاحش لا تنتقل دعوى التغرير لوارثه... المشتري الّذي حصل له تغرير إذا اطلع على الغبن الفاحش ثم تصرّف في المبيع تصرف الملاک سقط حق فسخه۔ (مجلّة الأحكام العدلية: (۷۱/۱) المادة: ۳۵۷ ـ ۳۵۹) الكتاب الأوّل في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: نور محمد، آرام باغ کراچی)

☜إذا غرّ أحد المتبايعين الآخر وتحقق أنّ في البيع غبنًا فاحشًا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ) كما أنّ خيار الغبن والتغرير يثبت للبائع فقط يثبت كذلک للمشتري ويثبت للاثنين معًا۔ إن اجتماع الغبن الفاحش والتغرير يوجب الخيار وفسخ البيع فعليه فالغبن الفاحش منفردًا لا يستلزم الخيار وفسخ البيع، كما أن وجود التغرير لوحده لا يستلزم الخيار۔ ويسمى الخيار الّذي يكون على هذا الوجه بخيار الغبن والتغرير، مثلاً: لو قال الب[illegible] للمشتري: إنّ قيمة كذا المال كذا قرشًا، أو أنه يساوي كذا قرشًا وقد أراد فلان شراءه مني بكذا فاشترى المشتري ذلک المال بناء على هذه الأقوال ثم ظهر أنّ قيمته تنقص نقصانًا فاحشًا وظهر أنّ ذلک الشخص لم يساوم البائع بذلک الثمن فللمشتري فسخ البيع۔ كذلک لو غرر المشتري البائع على هذا الوجه للبائع أيضًا فسخ البيع۔ (درر الحكام شرح مجلّة الأحكام لعلی حيدر: (۳۱۴/۱) شرح المادة: ۳۵۷، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

دھوکا بازی کی چند صورتیں

مال حاصل کرنے کے باطل اور ناجائز طریقوں میں سے یہ بھی ہے کہ فریب اور دھوکا بازی سے مال حاصل کرنا، یہ بھی سخت اور شدید قسم کا کبیرہ گناہ ہے بلکہ قرآن حکیم کے اندر دھوکا بازی کو منافقین کی عادت بتایا گیا ہے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۹ اور سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۴۲ کو ملاحظہ کیا جائے۔[1]

دھوکا بازی کی چند صورتیں یہ ہیں:

❶ عیب دار چیز کو بغیر بتائے عمدہ چیز کی قیمت میں فروخت کرنا۔

❷ ادنیٰ کوالٹی کی چیز کو اعلیٰ کوالٹی ظاہر کر کے فروخت کرنا۔

❸ اندرون ملک کی بے شمار چیزوں میں بیرون ملک کمپنیوں کے نام کی مہر وغیرہ لگا کر فروخت کرنا۔

❹ اعلیٰ کوالٹی کی اشیا فراہم کرنے کے وعدہ پر اعلیٰ درجہ کی قیمت وصول کر کے کمتر چیزوں کی سپلائی کرنا۔

❺ گاہک کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی مطلوبہ چیز کی جگہ دوسری چیز دے دینا۔

❻ فروخت کرنے والے کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر زیادہ قیمت والی چیز کی کم قیمت بتا کر خریدنا۔

= (إن غره) أي غر المشتري البائع أو بالعكس أو غره الدلال فله الرد (وإلا لا) وبه أفتى صدر الإسلام وغيره۔ (الدر المختار مع الرد: (١٤٣/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (١١٥/٦) باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(١) {يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا أنفسهم وما يشعرون}۔ (البقرة: ٩)

إن المنافقين يخادعون الله وهو خادعهم وإذا قاموا إلى الصلوة قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون الله إلا قليلا۔ (النساء: ١٤٢)

❼ جو چیز اپنے پاس موجود نہیں ہے یہ کہہ کر کہ میرے پاس موجود ہے فروخت کرنا۔ (۱)

❽ جو چیز قبضے میں نہ ہونے کی وجہ سے سپلائی نہیں کرسکتا اس کو فروخت کرنا، خواہ قبضہ میں ہونے کے دعوں پر فروخت کیا ہو یا فی الحال قبضہ میں نہ ہونے اور بعد میں قبضہ دلانے کے وعدے پر فروخت کیا ہو، یہ سب دھوکا ہے۔

❾ دوسرے کی اشیاء کو اپنی ظاہر کر کے فروخت کرنا جب کہ دوسرے نے وکیل نہ بنایا ہو نہ اجازت دی ہو۔ (۲)

❿ کسی کے سودا کرنے کے موقع پر چیز کی قیمت بڑھانے کے ارادے

---

(۱) انظر الحاشية على نفس الصفحة رقم: ۲، وانظر ايضا رقم الحاشية: ۲ على الصفحة الاتية.

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما: قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر۔ (ابن ماجة: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ط: قديمى)

(وعن بيع الغرر) هو ما كان له ظاهر يغر المشتري و باطن مجهول۔ وقال الأزهري هو ما كان بغير عهدة ولا ثقة ويدخل فيه كثيرة من كل مجهول وبيع الآبق والمعدوم وغير مقدور التسليم۔ (حاشية السندي على النسائي: (۲/۲۱۶، ۲۱۷) كتاب البيوع، بيع الحصاة، ط: قديمى)

(قوله: عن بيع الغرر) قال الطيبي: النهي عن بيع الغرر أصل عظيم من أصول كتاب البيوع ويدخل فيه مسائل كثيرة غير منحصرة كبيع المعدوم والمجهول وما لا يقدر على التسليم وما لا يتم ملك البائع عليه وأشباه ذلک مما يلزم منه الغرر من غير حاجة۔ (حاشية ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) رقم الحاشية: ۶، أبوب التجارات، النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ط: قديمى)

عن حكيم بن حزام قال: قلت يا رسول الله! الرجل يسألني البيع وليس عندي أفأبيعه؟ قال: لا تبع ما ليس عندک۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، باب النهي عن بيع ما ليس عندک وعن ربح ما لم يضمن، ط: قديمى)

(قوله: لا تبع ما ليس عندک) كالآبق أو ما لم يقبض أو مال الغير۔ (حاشية ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) رقم الحاشية: ۳، ط: قديمى)

(قوله: وبيع ما ليس عندک) قال الخطابي في المعالم... وإنما نهى عن بيع ما ليس عند البائع من قبل الغرر۔ (حاشية بلوغ المرام: (۱/۲۳۳) رقم الحديث: ۸۰۳، كتاب البيوع، باب شروطه وما نهي عنه، ط: دار الفلق، الرياض)

سے اسی چیز کی زیادہ سے زیادہ قیمت بتا کر سودا کرنے کی کوشش کرانا جب کہ لینے کا ارادہ نہ ہو محض قیمت بڑھانا مقصد ہو۔(۱)

⓫ کسی وارث کا دوسرے ورثاء کے ساتھ دھوکا وفریب کا معاملہ کرنا، کسی کاروبار میں شریک ایک شریک کا دوسرے شریک سے دھوکا کرنا یہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔(۲)

---

(۱) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش، وهو أن يزيد في الثمن ولا يريد الشراء ليرغب غيره بعد ما بلغت قيمتها، فإنه تغرير لمسلم ظلمًا۔ (فتح القدير: (۴۳۶/۶) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية)

☜ (ولا تناجشوا) أي لا تفعلوا ذلك وسبب ذلك إيقاع رجل فيه بأزيد من الثمن وهو خداع والخداع قبيح جاور هذا البيع فكان مكروها۔ (العناية في شرح الهداية: (۴۳۶/۶) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية)

☜ (قوله: في المتن: وكره النجش والسوم... الخ)... قال الاتقاني: والمعنى في كراهية النجش الغرور والخداع۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۶۷/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

☜ سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: إمداديه ملتان۔

☜ فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۴/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز، رياض۔

☜ لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۳۵/۶) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

☜ اتفق الفقهاء على أن الغش حرام سواء كان بالقول أم بالفعل، وسواء أكان بكتمان العيب في المعقود عليه أو الثمن أم بالكذب والخديعة، وسواء أكان في المعاملات أم في غيرها من المشورة والنصيحة. وقد ورد في تحريم الغش ما روى أبو هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ما هذا يا صاحب الطعام! قال: أصابته السماء =

دھوکا پھلوں کے تاجروں کا

''پھلوں کے تاجر کا دھوکا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣١٩/٢)

دھوکا دہی کا مزاج ہو تو

جب کسی طبقے کا مزاج دھوکا دہی کا بن جاتا ہے تو وہ صرف دھوکا دیتا ہی نہیں بلکہ دوسرے بھی اسے دھوکا دینے لگتے ہیں جس سے پورے معاشرے میں انارکی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے اور اس طبقے کے بارے میں دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی طبقہ دیانت کو اختیار کرتا ہے تو دوسرے بھی اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کو دھوکا دینے سے پرہیز کرتے ہیں، تو دھوکا دینے سے بچنے میں خود انسان کا اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے اور اسلامی تجارت کا طریقہ زندہ ہونے کی وجہ سے کافر بھی اسلام سے متاثر ہوتے ہیں۔ (١)

=یارسول اللہ! قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غشنا فليس مني۔ وفي حديث آخر: من غشنا فليس منا... وقد رجح أكثر الفقهاء القول بالغش كبيرة، وصرح بعضهم بأنه يفسق وترد شهادته، وقد علل ابن عابدين هذا الترجيح بقوله: لأن الغش من أكل أموال الناس بالباطل... يحصل الغش كثيرًا في المعاملات المالية التي تتعلق بالمعاوضات، وقد ذكر بعض الفقهاء صورًا للغش الواقع في زمانهم بين التجار والصناع۔ وللغش صور مختلفة كالغش بالتدليس والخيانة والكذب ونحو ذلك كما أن للغش آثارًا متنوعة كالغبن والغرر ونحوها... يقع الغش في المعاملات كثيرًا بصورة التدليس القولي، كالكذب في سعر المبيع، أو الفعلي ككتمان عيوب المعقود عليه۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (٢١٩/٣١، ٢٢٠) حرف الغين، غش، الغش في المعاملات، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(١) دخل الإسلام معظم انحاء آسيا و آفريقيا عن طريق التجار المسلمين العزل من أي سلاح۔ سوى العقيدة الراسخة۔ الذين جذبوا أنظار السكان الأصليين بالأمانة والصدق ومكارم الأخلاق، ونجحوا في دعوتهم إلى الإسلام بالـ[illegible] الحسنة۔ (الحضارة الإسلامية بين أصالة الماضي وآمال المستقبل: (٣٥٩/١١) الشاملة)

إذن فكل مسلم يمثل وحدة إيمانية مستقلة، و واجب كل مسلم أن يعرف أن الإسلام قد انتشر بالأسوة الحسنة، وأنه كمؤمن بالله وبدين الله، قد اصطفاه الله ليطبق السلوك الإيماني، فقد مكن الله للإسلام في الأرض بالسلوك والقدوة۔ إن كل مسلم عليه واجب ألا يترك في سلوكه ثغرة ينة ... =

دھوکے سے محفوظ رہنے کا طریقہ

(۳۶۲) سودا کرتے وقت دھوکے سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب سودا کرے تو یہ کہے کہ دھوکا نہیں ہوگا اگر بعد میں پتا چلا کہ دھوکا ہوا ہے تو مجھے سودا کینسل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

= منها خصوم الإسلام، ذلک أنّ اختلال توازن سلوک المسلم بالنسبة لمنهج الله هو ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ولذلک فالمفکرون في الأديان الأخرى حينما يذهبون إلى الإسلام، ويقتنعون به، إنّما يقتنعون بالإسلام؛ لأنّه منهج حق - إنّهم يمحصونه بالعقل، ويهتدون إليه بالفطرة الإيمانية - أمّا الّذين يريدون الطعن في الإسلام، فهم ينظرون إلى سلوک بعض المسلمين، فيجدون فيه من الثغرات مايتهمون به الإسلام ... إذن، فالّذي لفت إلى الإسلام هو السلوک المنهجي الملتزم، ولذلک فالحق سبحانه وتعالى حين يعرض منهج الدعوة الناجحة يقول: { ومن أحسن قولاً ممّن دعا إلى الله وعمل صالحًا وقال إنّني من المسلمين }۔ (فصلت: ۳۳)

والدعوة إلى الله تكون باللسان والعمل الصالح، ليدل المؤمن على أنّ مايدعو إليه غيره قد وجده مفيدًا فالتزمه هو، فالعمل الصالح هو شهادة للدعوة باللسان، ولا يكفي المؤمن بذلک، إنّما يعلن ويقول: إنّني من المسلمين، يقول ذلک لمن؟ يقوله لمن يرونه على السلوک السمح الرضي الطيب - إنّها لفتة من ذاته إلى دينه۔

إنّ هذا يفسر لنا كيف انتشر الإسلام بواسطة جماعة من التجار الّذين كانوا يذهبون إلى كثير من البلاد وتعاملوا مع النّاس بأدب الإسلام، وبوقار الإسلام، وبورع الإسلام فصار سلوكهم الملتزم لافتا، وعندما يسألهم القوم عن السر في سلوكهم الملتزم، ويقول الإنسان منهم: أنا لم أجئ بذلک من عندي ولكن من اتباعي لدين الله الإسلام۔ (تفسير الشعراوي: (۱۴۹۷/۳، ۱۴۹۸) آل عمران: ۵۳، مطابع أخبار اليوم)

(۱) حدثنا عبد الله بن يوسف: اخبرنا مالک عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما ان رجلا ذكر للنبى صلى الله عليه وسلم انه يخدع فى البيوع، فقال: اذا بايعت فقل: لاخلابة۔ (البخارى: (۲۸۴/۱) كتاب البيوع، باب مايكره من الخداع فى البيع، [رقم: ۲۱۱۷]، ط: قديمى)

مسلم: (۷/۲) كتاب البيوع، باب من يخدع في البيع، [رقم: ۲۸۲۶] ط: قديمى۔

سنن النسائى: (۲۱۳/۲) كتاب البيوع، الخديعة في البيع، [رقم: ۴۴۰۸] ط: الميزان۔

ابو داؤد: (۱۳۸/۲) كتاب الإجارات، باب في الرجل يقول عند البيع لا خلابة، [رقم: ۳۰۳۷] ط: رحمانيه۔

موطا مالک: (ص: ۲۱۵) كتاب البيوع، جامع البيوع، [رقم: ۱۱۹۱] ط قديمى۔

دھوکے کی تعریف

دھوکا یہ ہے کہ سامان والا کسی ایسی بات کو چھپائے کہ خریدنے والے کو اگر اس کا پتا لگ جائے تو وہ اس چیز کو اس قیمت پر نہ خریدے۔ (۱)

دھوکے کی مختلف صورتیں

خریدار کو دھوکا دینا ناجائز اور حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، ایسے لوگ سود کھانے والے اور خائن ہیں اور آخرت میں جہنم میں جائیں گے۔ (۲)

دھوکے کی چند صورتیں یہ ہیں:

❶ اپنے سامان اور مال کی اس طرح تعریف کرنا اور ایسی صفات اور خوبیاں

---

(۱) سئل بعض الشافعية، أقول وهو ابن حجر الهيثمي وهي فتاواه عن رجل عجان خباز يعجن الخبز للبيع ويبعه على الناس وهو أبرص أجلم ذو حكة و سوداء فهل يجوز له أن يباشر الخبز المذكور وهو بتلك الصفات أم لا؟ فأجاب بقوله: لايجوز بيع ما باشر نحو عجنه إلا أنّ يبين للمشتري حقيقة الحال؛ لأنّ المشتري لو اطّلع على ذلك لم يشتره منه في الغالب وكل ما كان كذلك يكون كتمه من الغش المحرم... وضابط الغش المحرم أن يشتمل المبيع على وصف نقص لو علم به المشتري امتنع عن شرائه فكل ما كان كذلك يكون غشا۔ (منحة الخالق على البحر الرائق: (۳۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العين، ط: سعيد)

الفتاوى الكبرى الفقهية لابن حجر الهيثمي: (۲۰۸/۴) كتاب البيوع، باب التحالف، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) وعن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار۔ (مجمع الزوائد: (۱۳۹/۴) رقم الحديث: ۶۳۴۱، كتاب البيوع، باب الغش، ط: دار الفكر، بيروت)

فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۶/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۸۱، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

من غشنا... أي خاننا وترك النصيحة لنا كأن ستر العيب في السلعة ليس منا۔ قال السيوطي روى الترمذي عن أبي هريرة مرفوعا: من غش فليس منا... وروى الطبراني وأبو نعيم في الحليه عن ابن مسعود مرفوعا ولفظه: من غشنا فليس منا المكر والخداع في النار۔ (مرقاة المفاتيح: (۷۵/۷) كتاب الديات، باب مالا يضمن من الجنايات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

بیان کرنا جو واقعۃً اس میں موجود نہیں ہیں۔ (۱)

❷ اپنے مال میں سے جو خراب اور ناقص ہے اس کو چھپا کر رکھنا اور جو اچھا اور عمدہ ہے اس کو اوپر رکھنا اور خریدار کے سامنے ظاہر کرنا کہ سارا مال ایسا ہی ہے حالاں کہ اندر یا نیچے خراب اور ناقص مال چھپا ہوا ہے۔ (۲)

---

(۱) وأصل النجش: الاستتار؛ لأنّ الناجش يستر قصده... وقد عرفه الفقهاء بأن يزيد في الثمن ولا يريد الشراء، ليرغب غيره۔ أو أن يمدح المبيع بما ليس فيه ليروّجه۔ وقد ورد النهي عنه... وفي حديث ابن عمر رضي الله عنهما: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن النجش۔ فمذهب جمهور الفقهاء: أنه حرام، وذلك لثبوت النهي عنه، على ماسبق، ولما فيه من خديعة المسلم، وهي حرام۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۲۲۱/۹) الأسباب التي تودي إلى الضرر المطلق۔ النجش۔ ط: دار السلاسل، الكويت)

وكره النجش... أن يزيد ولا يريد الشراء أو يمدحه بما ليس فيه ليروجه۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۰۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: أحكام نقصان المبيع فاسدًا، ط: سعيد)

حاشية ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) رقم الحاشية: ۵، أبواب التجارات، باب ماجاء في النهي عن النجش، ط: قديمي۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللأ، فقال: "يا صاحب الطعام! ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: إمدادیه ملتان۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (عن بيع الغرر) هو ماكان له ظاهر يغر المشتري وباطن مجهول۔ (سنن النسائي مع حاشية السندي: (۲۱۶/۲، ۲۱۷) كتاب البيوع، بيع الحصاة، ط: قديمي)

التدليس أو التغرير: هو إغراء العاقد وخديعته ليقوم على العقد ظانًا أنه في مصلحته والواقع خلاف ذلك۔ وهو أنواع كثيرة منها: التدليس الفعلي، والتدليس القولي، والتدليس بكتمان الحقيقة۔ أما التدليس الفعلي: هو إحداث فعل في المعقود عليه ليظهر بصورة غير ماهو عليه في الواقع، أي أنه تزوير الوصف في المعقود عليه أو تغييره بقصد الإيهام كتوجيه البضاعة المعروضة للبيع بوضع الجيد في الأعلى۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱۸/۴، ۲۱۹) المطلب الثاني:: الإرادة العقدية، الفرع الثالث۔ التدليس أو الغلط۔ ط: دار الفكر)

❸ فروخت کرنے والے کا خریدار کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ اس مال کو اتنی قیمت پر خریدنے والے موجود ہیں، مثلاً دس روپے کا مال ہے لیکن فروخت کرنے والا خریدار کو بتاتا ہے کہ اس کا پندرہ روپے کا گاہک موجود ہے، آپ کو سولہ روپے پر دوں گا خریدار اس پر اعتماد کر کے سولہ روپے پر خریدتا ہے جب کہ یہی مال دس روپے پر عام بازار میں مل سکتا ہے اور واقعۃً کوئی گاہک پندرہ روپے کا نہیں تھا صرف خریدار کو دھوکا دینے اور اپنے مال کو چلانے کے لیے غلط بیانی سے کام لیا ہے، یہ حلال نہیں اس لیے اس طرح کا کاروبار اور منافع سب حرام ہے۔[1]

❹ خریدار کے سامنے بروکر دلال کا کسی چیز کا خریدار بن کر مارکیٹ سے زائد قیمت کا سودا طے کرنے کی کوشش کرنا اس ارادے سے کہ چیز فروخت ہوجائے گی تو اس کو کمیشن ملے گا، دلال کا خریدنے کا ارادہ نہیں صرف دلالی کمیشن حاصل کرنا مقصد ہوتا ہے اور اصل خریدار کو دھوکا دے کر چیز کو زائد قیمت پر بکوانا مقصد ہوتا ہے۔[2]

---

(١) وصورة التغرير أن يقول له: هذا الفرس يساوي ألفًا وقيمته كذلك، وقد دفع فلان ألفًا فلم أبعه فاشتراه المخاطب ثم ظهر أنّ قيمة الفرس أقلّ من القدر المعين للغبن الفاحش وإنّ فلانًا لم يدفع بالفرس ألفًا۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (١٥٩/١) شرح المادة: ٣٥٧، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب السادس في الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: دار الكتب العلمية)

▭ تنقيح الفتاوى الحامدية: (٢٧٠/٢) كتاب البيوع، باب الخيارات ومطالبه، ط: رشيديه۔

▭ التدليس والتغرير: هو إغراء العاقد وخديعته ليقدم على العقد ظانًا أنه في مصلحته، والواقع خلاف ذلك۔ وهو أنواع كثيرة منها: التدليس الفعلي، والتدليس القوله والتدليس بكتمان الحقيقة... وأمّا التدليس القولي: فهو الكذب الصادر من أحد العاقدين أو ممّن يعمل لحسابه حتى يحمل العاقد الآخر على التعاقد ولو بغبن، كأن يقول البائع... للمشتري...: هذا الشئ يساوي أكثر، ولا مثيل له في السوق، أو دفع له فيه سعر كذا فلم أقبل۔ ونحو ذلك من المغريات الكاذبة۔ وحكم هذا النوع أنّه منهي عنه شرعًا، لأنّه غش وخداع۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (٢١٨/٣، ٢١٩، ٢٢٠) المبحث الثالث: الإرادة العقدية، الفرع الثالث: التدليس أو الغلط، ط: دار الفكر)

(٢) انظر الحاشية السابقة۔

▭ نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش وهو أن يزيد في الثمن ولا يريد الشراء ليرغب غيره فيما بلغت قيمتها، فإنه تغرير للمسلم ظلمًا۔ (فتح القدير: (٣٣٦/٦) كتاب البيوع، =

❺ فروخت کرنے والے کے سامنے کسی چیز کی اتنی برائی، عیب اور خرابی بیان کرنا کہ وہ کم قیمت پر اپنی چیز کو فروخت کرنے پر راضی ہوجائے۔ (١)

❻ دلال کا اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرکے فروخت کرنے والے کے سامنے یہ بتانا کہ تمہاری اس چیز کی قیمت مثلا سو روپے سے زیادہ کہیں نہیں مل سکتی مجھے ساری مارکیٹوں کا پتا ہے لہٰذا مجھے سو روپے پر دے دو، جب کہ دلال سے کسی اور نے خفیہ طے کیا ہے کہ یہ چیز اگر تو اتنی کم قیمت پر دے گا تو تجھے اتنا کمیشن ادا کروں گا اور اس چیز کی قیمت مارکیٹ میں سو روپے سے زیادہ ہے، فروخت کرنے والا اگر تحقیق کرکے فروخت کرے تو زیادہ پر فروخت کرسکتا ہے لیکن وہ دلال کی بات پر اعتماد کرکے سو روپے پر مال دے دیتا ہے تو یہ دھوکا اور خیانت ہوئی اور ''نجش'' ہے جو کہ حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ دھوکا دینا خواہ دلال کی جانب سے ہو یا خریدار اور فروخت کرنے والے کی طرف سے سب ناجائز اور حرام ہے، ہاں اگر کسی چیز کی واقعی قیمت پر فروخت کرنے کے لیے اور نقصان سے بچانے کے لیے اگر کوئی شخص کسی چیز کی صحیح قیمت کا اندازہ بائع یا مشتری کے سامنے ظاہر کردیتا ہے تو یہ نجش اور دھوکے میں نہیں آئے گا۔ (٢)

=فصل فیما یکرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ)

(ولا تناجشوا) أي لا تفعلوا ذلک وسبب ذلک إيقاع رجل فيه بأزيد من الثمن وهو خداع والخداع قبيح۔ (العناية في شرح الهداية: (٤٣٦/٦) کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ)

(١) انظر رقم الحاشية السابقة رقم: ١۔

(٢) انظر الصفحة السابقة رقم الحاشية: ١، وايضا رقم الحاشية: ٢ على الصفحة: ؟؟ (عن أبي هريرة)

وضابط الغش المحرم أن يشتمل المبيع على وصف نقص لو علم به المشتري امتنع عن شرائه فكل ما كان كذلك يكون غشا وكل ما لا يكون كذلك لا يكون غشا محرما۔ (منحة الخالق على البحر الرائق: (٥/٦٠) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

الفتاوى الكبرى الفقهية: (٢٠٨/٢) كتاب البيوع، باب التحالف، ط: دار الكتب العلمية۔

دھوکا گاڑی خریدنے میں

''گاڑی خریدنے میں دھوکا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۹/۵)

دھوکا ہوسکتا ہو

ایسی چیز کی خرید وفروخت بالکل حرام اور ناجائز ہے جس میں دھوکا ہوسکتا ہو اور اس کی حقیقت معلوم نہ ہو جیسے سیپی کے اندر سے موتی نکالے بغیر اس موتی کی خرید وفروخت کرنا، جانور کی پیٹھ سے اون کو کاٹنے سے پہلے اس کی خرید وفروخت کرنا، پانی میں جال پھینک کر نکالنے سے پہلے یہ کہنا کہ اس جال میں جتنی مچھلیاں آئیں گی وہ میں نے فروخت کیں، پانی میں غوطہ لگاتے ہوئے یہ کہنا کہ اس غوطے میں جتنے موتی ہاتھ آئے وہ میں نے فروخت کیے وغیرہ۔ [1]

ان تمام صورتوں میں دھوکا ہوسکتا ہے اس لیے اس طرح خرید وفروخت کرنا ناجائز اور باطل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر (دھوکے) کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ [2]

---

(۱) (وكذا لا يجوز بيع اللؤلؤ في الصدف) فإنه فاسد للغرر وهو مجهول لايعلم وجوده ولا قدره ولا يمكن تسليمه ... والصفوف على ظهر الغنم ... ولايجوز بيع ضربة القانص) وهو بالقاف والنون: الصائد يقول بعتك مايخرج من إلقاء هذه الشبكة مرة بكذا وقيل بالغين والياء قال في تهذيب الأزهري نهى عن ضربة الغائص وهو الغواص بأن يقول أغوص غوصة فما أخرجته من اللآلي فهو لك بكذا وهو بيع باطل لعدم ملك البائع المبيع قبل العقد فكان غررًا۔ (مجمع الأنهر: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۷۴/۶، ۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۶۳/۵-۶۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب استثناء الحمل في العقود على ثلاث مراتب، ط:: سعيد۔

وأشار المصنف إلى أن كل مابيع في غلافه فلايجوز كاللبن في الضرع واللحم في الشاة الحية ... ودليل في هذه الحنطة۔ (البحر الرائق: (۷۵/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: عن بيع الغرر وبيع =

دھوکا ہونے کے بعد چیز واپس کرنے کا حکم

''دھوکا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۵۷)

دھوکے کی صورتیں

کوئی چیز فروخت کرتے وقت عیب کو چھپا کر دھوکا دینے کی مختلف صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا۔

❷ چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا۔

❸ مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا۔

❹ اشیا کے اجزائے ترکیبی کے متعلق غلط بیانی کرنا۔

❺ بننے کی جگہ کے بارے میں غلط بیانی کر کے دھوکا دینے کی کوشش کرنا۔[1]

دیکھنے سے قبل خیار رؤیت کو ساقط کرنا

اگر خریدار نے مبیع (بیچی گئی چیز) کو دیکھے بغیر خرید لیا ہے تو دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہوتا ہے پسند آئے تو رکھ لے اور اگر پسند نہیں آیا تو واپس کر دے اس اختیار کو خیار رویت کہتے ہیں، اور یہ اختیار مبیع کو دیکھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے مبیع کو دیکھنے سے پہلے خریدار کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا اگر خریدار سودا کرتے وقت یہ کہہ دے کہ میں بن دیکھے مبیع خریدتا ہوں اور مجھے بعد میں مبیع کو واپس کرنے کا

=الحصاة. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الغرر، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۲/۱۲۴) كتاب البيوع، باب في بيع الغرر، ط: رحمانية.

سنن نسائي: (۲/۲۱٦) كتاب البيوع، بيع الحصاة، ط: قديمي.

(۱) انظر الحاشيتين السابقتين، رقم: ۱، ۲.

اختیار نہیں ہوگا، یا خریدنے کے بعد دیکھنے سے پہلے کہہ دے کہ میں نے اختیار کو ساقط کر دیا تب بھی اسے مبیع دیکھنے کے بعد رکھنے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا، کیونکہ دیکھنے سے پہلے اس کو اختیار حاصل نہیں ہوا تو اس کو ساقط بھی نہیں کر سکتا۔ [1]

دیکھنے کا لمبا عرصہ گزر گیا

اگر کسی نے کوئی چیز دیکھی اور اُسے دیکھے ہوئے ایک لمبا عرصہ گزر گیا پھر لمبے عرصہ کے بعد اس کو خرید لیا لیکن خریدنے کے بعد ابھی تک دیکھا نہیں لیکن جب گھر لاکر دیکھا تو چیز جیسی دیکھی تھی اُسے بالکل ویسا ہی اس کو پایا تو اب دیکھنے کے بعد واپس کر دینے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہوگیا تو دیکھنے کے بعد اس کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ [2]

دیکھے بغیر چیز خرید لی

دیکھے بغیر چیز کو خریدنے کے بعد خریدار اس چیز کا مالک ہوجاتا ہے اور اسے

---

(۱) (من اشترى شيئاً ولم يره كان له الخيار حتى يراه فإذا رآه إن شاء قبله وإن شاء فسخ البيع ويقال لهذا الخيار خيار الرؤية) وله فسخ البيع ايضاً ولو رضي به قبل الرؤية بالقول لأن خياره معلق بالرؤية نصاً والمعلق بالشرط عدم قبل وجوده، والإسقاط لايتحقق في المعدوم أي إذا كان خيار الرؤية معلقاً بالرؤية كان عدماً قبل وقوعها فلايصح إسقاطه بالرضا. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۱۳۶) المادة: ۳۲۰، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: فاروقيه)

الدر المختار مع الرد: (۴/۵۹۵) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد.

تبيين الحقائق: (۴/۲۵) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه.

(۲) ومن رأى شيئاً ثم اشتراه بعد مدة فإن كان على الصفة التي رآه فلاخيار له... وإن وجده متغيراً فله الخيار۔ (الهداية: (۳/۴۱) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۶/۳۳) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۴/۶۰۱) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، مطلب الأعمى كالبصير إلا في مسائل، ط: سعيد۔

مالکانہ حیثیت سے استعمال کر سکتا ہے۔ (۱)

(۳۷۰) دیکھے بغیر سودا کرنے کی صورت میں سودا منسوخ کرنے کا حق ہوتا ہے

''بن دیکھے سودا ہو جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دیکھے بغیر کوئی چیز خرید لی

''خیار رؤیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۳)

دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں

اگر ایک سو روپے میں مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں تو ہر چیز کے بارے میں مستقل رؤیت (دیکھنے کے بعد لینے نہ لینے کا اختیار) حاصل ہوگی اور اگر بعض اشیاء کو دیکھا لیکن دوسری بعض اشیاء کو نہیں دیکھا تو ان اشیاء میں خیار رؤیت حاصل ہوگا جنہیں نہیں دیکھا تھا، البتہ دونوں صورتوں میں اگر چیز واپس کرنی ہو تو ایک سودے میں خریدی ہوئی تمام اشیاء کو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ (۲)

---

(۱) باب خيار الرؤية قدمه على خيار العيب ؛ لأنه يمنع تمام الحكم و ذلك يمنع لزومه واللزوم بعد التمام... ويثبت حكما لا بالشرط، ولا يتوقت، ولا يمنع وقوع الملك للمشتري، حتى لو تصرف فيه جاز تصرفه، وبطل خياره، ولزمه الثمن۔ (الشامية: (۵۹۲/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۲۳۷/۱) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: حقانيه۔

(۲) إذا اشتريت أشياء متفاوتة صفقة واحدة و كان المشتري رآه بعضها ولم ير الباقي فمتى رأى ذلك الباقي إن شاء أخذ جميع الأشياء المبيعة وإن شاء رد جميعها وليس له أن يأخذ ما رآه ويترك الباقي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۹/۱) المادة: ۳۲۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)=

دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے خیار ختم نہیں ہوگا

خیار شرط کی صورت میں اگر چیز کو صرف دیکھنے کے لیے استعمال کیا تو خیار ختم نہیں ہوگا اور پسند نہ آنے کی صورت میں مدت خیار کے اندر اندر واپس کرنے کا حق ہوگا، مثلاً سلا ہوا کرتہ یا چادر یا دری تین دن کے خیار شرط کے ساتھ خریدی، پھر یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کرتہ ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی واپس کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔[1]

دیکھنے کے لیے کافی ہے

چیز کو خریدنے سے پہلے اس حد تک دیکھ لینا کہ دیکھنے کے بعد چیز کا مقصد اور فائدہ واضح ہو جائے چیز کو دیکھنے کے لیے کافی ہے، اس دیکھنے کے بعد اگر وہی چیز خرید لی تو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔

اس کا دارومدار عرف ورواج پر ہے، بازار میں چیز کو جس مقصد کے لیے

= ومن رأى أحد الثوبين فاشتراهما) وقد تقدم أن في الجمع بين الأشياء المتفاوتة الأحاد في البيع رؤية بعضها لا يعرف الباقي بل لا بد من رؤية كل واحد منها، وعلى هذا إذا رأى أحد الثوبين فاشتراهما ثم رأى الآخر فله الخيار، لكن لا يرد الذي رآه وحده، بل يردهما إن شاء كي لا يلزم تفريق الصفقة قبل التمام. (العناية في شرح الهداية: (۳۲۲/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۳۳/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

(۱) ولو كان المبيع ثوبا، فلبسه لينظر إلى قصره من طوله وعرضه لا يبطل خياره؛ لأن ذلك مما يحتاج إليه للتجربة والإمتحان أنه يوافقه أم لا، فلم يكن منه بد۔ (بدائع الصنائع: (۲۷۰/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

وأيضا فيه: (۲۸۲/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۲۳۶/۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: حقانيه۔

الفتاوى الهندية: (۴۸/۳) كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الثالث: في ما يفسد به البيع... الخ، ط: رشيديه)

فروخت کیا جاتا ہے اور جن صفات کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی بیشی ہوتی ہے اس مقصد اور ان صفات کو جانچنے کا جو طریقہ و معیار بازار میں رائج ہو اس طرح جانچ لینا چیز کو دیکھنے کے لیے کافی ہے۔ (۱)

دین

قرض، ثمن اور کرنسی جیسے نوٹ، دینار، درہم جو کسی کے ذمہ میں ہوتا ہے اس کو "دین" کہا جاتا ہے۔ (۲)

"دین" اور "قرض" میں فرق

"قرض" اور "دین" میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۶/۵)

دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت

"مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۶)

---

(۱) المراد من الرؤية في بحث خيار الرؤية هو الوقوف على الحال والمحل الّذي يعرف به المقصود الأصلي من المبيع مثلاً: الكرباس والقماش الّذي يكون ظاهره وباطنه متساويين تكفي رؤية ظاهره والقماش المنقوش والمدرب تلزم رؤية نقشه ودروبه ... والماكولات والمشروبات يلزم أن يذاق طعمها ... فالمشتري إذا عرف هٰذه الأموال على الصور المذكورة ثم اشتراه ليس له خيار الرؤية۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/۱۳۷، ۱۳۸) الكتاب الأوّل: في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

فتح القدير: (۳۱۴/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۲۹/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

(۲) الدين: مايثبت في الذمة كمقدار من الدراهم في ذمة رجل. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۶۰) المادة: ۱۵۸، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة في الإصطلاحات الفقهية المتعلقة البيوع، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۲۸) المادة ۱۵۸، ط: دار الجيل.

أما الدين: فهو كل مايثبت في الذمة من الأموال. (الفقة الإسلامي وأدلته: (۳۳۷۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الثالث، المطلب الثاني، الفرق بين الثمن والقيمة والدين، ط: رشيديه)

دین کی بیع

دین کی بیع مدیون کے علاوہ کسی اور آدمی کو جائز نہیں ہے۔ [۱]

مثلاً کوئی شخص بیرون ملک میں جا کر کاروبار کرتا ہے اور لوگوں نے اس سے ادھار میں مال خریدا ہے اور اب تک رقم وصول نہیں ہوئی اور یہ کاروبار کرنے والا آدمی بیرون ملک سے اپنے ملک واپس آنا چاہ رہا ہے لیکن ادھار کی رقم وصول نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے، اس لیے یہ آدمی ادھار کی رقم کسی آدمی کو فروخت کردے تو یہ جائز نہیں ہے البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کسی سے اتنی رقم ادھار لے لے اور ادائیگی کے لیے ان لوگوں کو حوالہ کردے کہ یہ لوگ آپ کو یہ رقم ادا کریں گے۔ [۲]

---

(۱) وافتی المصنف ببطلان بیع الجامکیة لمافی الاشباہ بیع الدین انما یجوز من المدیون۔
وفی الشامیة: اذا باع الدین من غیر من علیه کماذکرہ لایصح۔ (الدرمع الرد: (۴/ ۵۱۷) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الجامکیة، ط:سعید کراچی)
وبیع الدین لایجوز، ولوباعه من المدیون او وهبه جاز۔ (الاشباہ والنظائر: (۳/ ۱۴) الفن الثالث، الجمع والفرق، القول فی الدین، ط:ادارۃ القرآن کراچی)
حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار مع الرد: (۳/ ۹) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔
(۲) (وإذا كان في التركة دين على الناس ... الخ) وإذا كان في التركة دين على الناس فأدخلوه في الصلح على أن يخرجوا من صالح عن الدين ويكون الدين لهم فهو باطل في الدين والعين جميعا، أما في الدين فلأن فيه تمليك الدين من غير من عليه الدين وهو حصة المصالح، وأما في العين فلاتحاد الصفقة ۔والحيلة في الجواز أن يشترطوا على أن يبرأ الغرماء منه ولا ترجع الورثة عليهم بنصيب المصالح فإنه إسقاط أو تمليك الدين ممن عليه الدين وهو جائز ... والأوجه أن يقرضوا المصالح مقدار نصيبه ويصالحوا عما وراء الدين ويحيل الورثة على استيفاء نصيبه من الغرماء۔ (العناية شرح الهداية: (۸/ ۴۴۱، ۴۴۲) كتاب الصلح، فصل في التخارج، ط:دار الفكر)
الدر المختار: (۵/ ۶۴۳) كتاب الصلح، فصل في التخارج، ط:سعيد۔
وإن أرادوا إدخال الدين في الصلح فالوجه أن تستقرض المرأة من الورثة مثل نصيبها من الدين ثم تحيلهم بذلك على الغرماء ليعطيهم من نصيبها ويقبل الغريم ذلك۔ (الفتاوى الهندية: (۶/ ۳۲۸) كتاب الحيل، الفصل الثالث والعشرون في الصلح، ط:رشيديه)

یا کسی آدمی کو یہ رقم وصول کرنے کے لیے وکیل بنادے اور وکیل یہ رقوم وصول کر کے پہنچادے۔ (۱)

دین کے دستاویز کی خرید وفروخت کرنا

ادھار قیمت کی دستاویز کو فروخت کرنا کاغذ کی خرید وفروخت نہیں بلکہ دستاویز میں لکھی ہوئی رقم کی خرید وفروخت ہے اور نقد کی بیع اگر نقد کے عوض ہو تو ضروری ہے کہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی اور قبضہ ہو اور ایک جنس ہونے کی صورت میں مقدار کے اعتبار سے برابری بھی ہو، بیع صرف کا یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے اور اس پر قریب قریب تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے اس لیے دین کے دستاویز کی خرید وفروخت بالکل جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضه الوكيل بالبيع والشراء وايفاء الدين واستيفائه والمال الذی قبضه الوكيل بقبض العين بحسب وكالته هو فی حكم الوديعة بيد الوكيل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲/ ۷۸۴) [المادة: ۱۴۶۳] ط:دار الكتب العلمية بيروت)

ومنها: ان المقبوض فی يد الوكيل بجهة التوكيل بالبيع والشراء وقبض الدين والعين وقضاء الدين امانة بمنزلة الوديعة لان يده نيابة عن الموكل بمنزلة يد المودع۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۳۸) كتاب الوكالة، ط:رشيديه كوئٹه)

تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/ ۳۶۵) كتاب الوكالة، ط:رشيديه كوئٹه۔

(۲) (قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أي النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوي وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق... (قوله: فلو باع بالفضة مجازفة صح إن تقابضا في المجلس) لأن المستحق هو القبض قبل الافتراق دون التساوي... ولو افترقا قبل قبضهما أو قبض أحدهما بطل لفوات الشرط۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۹۳، ۱۹۴) كتاب الصرف، ط:سعيد)

الدر مع الرد: (۵/ ۲۵۷، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط:سعيد۔

فإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب لا يجوز إلا مثلا بمثل... وإن اختلفا في الجودة والصياغة... ولا بد من قبض العوضين قبل الافتراق بإجماع الفقهاء۔ (فتح القدير: (۷/ ۱۲۷، ۱۲۹) كتاب الصرف، ط:دار الكتب العلمية)

دین کے علاوہ کسی دوسری جنس سے دین وصول کرنا

اگر مدیون دائن کا قرض ادا نہ کرے تو مدیون کے جس قسم کا مال بھی دائن کے ہاتھ میں آجائے اس کے لیے اس سے قرضہ وصول کرلینا جائز ہے۔ [1]

دین مؤجل میں کمی کرنا

"ضَعْ وَتَعَجَّلْ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۴)

دین ہر شخص کو نہیں ملتا

"دنیا ہر شخص کو دیتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۳/۳)

دیوار گھر کی بیع میں داخل ہے

"توابع ذکر کے بغیر بیع میں داخل ہوجاتے ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

دیوالیہ

اگر کسی آفت یا حادثہ کی وجہ سے مقروض آئندہ کبھی بھی قرض ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اسے مفلس یا دیوالیہ کہا جاتا ہے، وقت کا حاکم ایسے شخص کو مال میں تصرف سے روک دیتا ہے، اسی کا نام "قرقی" کرنا ہے۔ [2]

---

(۱) قال الحموی: ان عدم جواز الاخذ من خلاف الجنس کان فی زمانھم لمطاوعتھم فی الحقوق، والفتوی الیوم علی جواز الاخذ عند القدرة من ای مال کان، لاسیما فی دیارنا۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۸۶/۴) کتاب الحجر، ط: دار المعرفة بیروت)

الفقه الاسلامی وادلته: (۵۳۵۱/۷) ط: رشیدیه کوئٹه۔

الشامیة: (۱۵۱/۶) کتاب الحجر، مطلب: تصرفات المحجور بالدین کالمریض، ط: سعید۔

وفیه أیضاً: (۹۵/۴) کتاب السرقة، مطلب: یعذر بالعمل بمذهب الغیر عند الضرورة، ط: سعید۔

(۲) تعریف التفلیس والمفلس: التفلیس لغة: النداء علی المفلس... وشرعاً: جعل الحاکم المدیون مفلساً بمنعه من التصرف فی ماله... والفلس: عدم المال... وفی الشرع: من لایفی ماله بدینه... ومن لزمه من الدین اکثر من ماله الموجود۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۵۰۱/۶، ۵۰۹) القسم الثالث:=

دیوالیہ ہونا

کسی تاجر پر لوگوں کا قرض اس قدر بڑھ جائے کہ اس کا تجارتی مال لوگوں کے قرضے ادا کرنے کے لیے کافی نہ ہو یا کوئی کمپنی اس طرح دیوالیہ ہو جائے کہ بہت سے ملازمین کی تنخواہیں اس کے ذمے ہوں اس کا جاری سرمایہ ختم ہو جائے یا اس قدر کم ہو جائے کہ وہ تجارت جاری رکھ کر لوگوں کے قرض واپس کرنے کی اس میں استطاعت نہ رہے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے ادارے یا کمپنی پر پابندی عائد کرے اور اس کا اثاثہ یعنی سامان ضبط کر کے اپنے قبضے میں لے لے، اس کے بعد دیکھے کہ کمپنی، ادارے یا دکان میں موجود سامان میں اگر کسی شخص کا متعین مال نکل آئے مثلاً کسی تاجر سے ایک مشین خریدی گئی تھی وہ ابھی صحیح سالم موجود ہے یا مثلاً کسی ڈیلر سے دس فریج لیے تھے وہ ابھی تک گودام میں پیک شدہ موجود ہیں تو وہ مال ثبوت وشواہد کی بنیاد پر اصل مالک کو واپس کر دے، اس کے بعد بقیہ مال فروخت کر کے قرض خواہوں کے قرض ادا کر دیے جائیں، مال فروخت کرنے کی ترتیب یہ رکھے کہ سب سے پہلے تجارت کا سامان فروخت کرے اس کے بعد اثاثہ یعنی مشین وغیرہ، اس کے بعد دکان، کمپنی یا فیکٹری فروخت کی جائے، البتہ اس کا رہائشی گھر، اس کے اور اس کے گھر والوں کے گزارے کے بقدر سامان اس کے لیے چھوڑ دینا مناسب ہے۔[1]

= العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثامن عشر: الحجر، المبحث العاشر: الحجر على المديون وأثره (التفليس)، ط: رشيديه)

(۱) اذا طلب غرماء المفلس الحجر عليه حجر عليه القاضي ومنعه من التصرفات حتى لا يضر بالغرماء نظرا لهم، ويبيع ماله ان امتنع المديون من بيعه ويقسمه بين الغرماء بالحصص، لان ايفاء الدين مستحق عليه۔

ويباع في الدين النقود ثم العروض يعني عروض التجارة ثم العقار، ويترك له ثياب بدنه =

نوٹ: آج کل حکومت کے نمائندے ایسے لوگوں سے بھی دس فی صد لے لیتے ہیں یہ شرعاً جائز نہیں ہے کیوں کہ لوگوں کے حقوق دلانا حکومت کی ذمہ داری ہے اور جس کو مقرر کیا جاتا ہے اس کو حکومت کی جانب سے تنخواہ ملتی ہے۔ پھر بھی ان لوگوں سے دس فی صد وصول کر کے اپنی جیب میں بھرنا یا جو رشوت دے اس کو پیسہ واپس کرنا اور جو رشوت نہ دے اس کے پیسے کو دبا کے رکھنا یا کم دینا سب ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

= وينفق من ماله عليه وعلى زوجته واولاده الصغار وذوی ارحامه، لانها من الحوائج الاصلية، وانها مقدمة على حقهم، وان لم يظهر للمفلس مال فان كان القاضي يعرف يساره اوقامت البينة ان له مال حبسه القاضي مدة يغلب على ظنه انه لو كان له مال اظهره فان لم يظهر له مال خلى سبيله ولايحول بينه وبين غرمائه بعد خروجه من الحبس، يلازمونه ولايمنعونه من التصرف والسفر، وياخذون فضل كسبه يقسمون بينهم بالحصص۔

وانما يوذن لهم بملازمته، لانه ربما كان له مال لايطلع عليه احد قداخفاه وهويظهر القصر والعسرة، فاذا لازموه فربما اضجروه فاعطاهم والملازمة ان يتابعه الدائن فيدور معه حيث دار، ويجلس على بابه اذا دخل بيته، وبينة اليسار مقدمة على بينة الاعسار، لانها مثبتة اذ الاصل الاعسار۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۱۰۶/۲) كتاب الحجر، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۱۹۹/۵، ۲۰۰) كتاب الحجر، ط: امداديه ملتان۔

الجوهرة النيرة: (۲۹۹/۱) كتاب الحجر، ط: حقانيه۔

(۱) والحاصل أنّ حد الرّشوة هو مايؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجبا على العين أو على الكفاية، وسواء كان واجبا حقًا للشرع كما في القاضي وأمثاله۔ (إعلاء السنن: (۶۱/۱۵) كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغة وشرعًا، ط: إدارة القرآن)

تفسير البحر المحيط: (۵۳۳/۵) سورة النحل: ۹، ط: دار الفكر۔

الثالث أخذ المال ليسوي أمره عند السلطان دفعًا للضرر، أو جلبًا للنفع، وهو حرام على الآخذ فقط۔ الرابع: مايدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله، حلال للدافع، حرام على الآخذ؛ لأنّ دفع الضرر عن المسلم واجب۔ (الشامية: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۳۶/۷) كتاب أدب القاضي، ط: دار الكتب العلمية۔

الفتاوى الهندية: (۴۰۳/۴) كتاب الهبة، الباب الحادي عشر في المتفرقات، ط: رشيديه۔

ڈاڑھی منڈوانا

ڈاڑھی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے مردوں کی زینت بنایا ہے، اوران کے چہروں پر سجایا ہے، یہ مردوں کوعورتوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہے، اس سے مرد کی مردانگی، قوت اور وقار واضح ہوتا ہے یہ صرف چہرے پر بالوں کا بڑھانا نہیں بلکہ یہ مسلمان مردوں کی اسلامی علامت اور نشانی ہے، اس کا احترام کرنا چاہئے اور اسے چہرے پر سجا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہئے۔

ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء کرام اور سلف صالحین کی پسندیدہ ترین سنت ہے، امت کے تمام نیک لوگ ڈاڑھی کی عزت اور احترام کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ڈاڑھی نہیں منڈواتا تھا۔

ڈاڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھانے کا حکم دیا ہے، لیکن آج کل اکثر مسلمان اس عظیم نعمت کے بارے میں کوتاہی کا شکار ہو چکے ہیں، اس کی عزت واحترام دلوں سے ختم ہو چکا ہے، اسے منڈوانا اور اس کے طرح طرح کے ڈیزائن بنانا مسلمان نوجوانوں کی عادت بن چکی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام کی یہ پیاری سنت ایک قسم کا مذاق بن کر رہ گئی ہے، یہ ایمان کے لئے خطرہ ہے، اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے، عام طور پر گناہ دنیا والوں سے چھپ کر کیا جاتا ہے لیکن یہ گناہ سرعام عملی طور پر اعلان کر کے کیا جاتا ہے۔

اسلاف کے نزدیک ڈاڑھی نہ ہونا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اگر کوئی آدمی قدرتی طور پر ڈاڑھی سے محروم ہوتا تو ان میں ڈاڑھی رکھنے اور رکھوانے کے بارے میں کتنا ذوق وشوق اور جذبہ تھا اس بارے میں چند ایمان افروز واقعات یہ ہیں۔

❶ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قوم کے سردار تھے ان کے چہرے پر قدرتی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی ان کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہمارے سردار قیس بن سعد بڑے بہادر اور سمجھدار آدمی ہیں، لیکن افسوس کہ انکے چہرے پر ڈاڑھی نہیں ہے، کاش! اگر ڈاڑھی درہموں (پیسوں) کے عوض خریدی جاسکتی تو ہم انہیں خرید کر دیتے، تاکہ یہ مکمل آدمی نظر آتے۔

❷ قاضی شریح رحمہ اللہ کے چہرے پر قدرتی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی، وہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کاش! میری ڈاڑھی ہوتی، اگرچہ مجھے اس کی قیمت دس ہزار درہم ادا کرنا پڑتی۔

❸ حضرت احنف بن قیس بڑے عقل مند اور دانا آدمی تھے، اور اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ ان کے چہرے پر قدرتی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی، ان کی قوم کے لوگ کہتے تھے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے سردار احنف بن قیس کے لئے ڈاڑھی خرید لیں اگرچہ ہمیں بیس ہزار درہم ادا کرنا پڑیں۔

غرض کہ اسلاف میں ڈاڑھی کی بہت زیادہ اہمیت تھی، ڈاڑھی کے بغیر وہ آدمی کو مکمل نہیں سمجھتے تھے، قدرتی طور پر ڈاڑھی سے محروم ہونے کی صورت میں بہت ہی زیادہ افسوس کرتے تھے، اور ڈاڑھی حاصل کرنے کے لئے بے دریغ پیسے خرچ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے، بلکہ بعض لوگ ایسے تھے جو اپنی گردن کٹوانا ڈاڑھی کٹوانے سے زیادہ آسان سمجھتے تھے، لیکن افسوس پر افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمانوں میں ڈاڑھی کی اہمیت کا حال یہ ہے کہ وہ اسے منڈوا کر ختم کرنے کے لئے

مسلسل ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں۔ (١)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تم اس بات پر غور کرو کہ بلوغت کی عمر تک مرد وعورت کی شکل وصورت ایک جیسی ہوتی ہے لیکن بلوغت کے بعد مرد ڈاڑھی کی وجہ سے عورت سے الگ تھلگ ممتاز اور منفرد نظر آتا ہے اصل میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو جو ذمہ داریاں عطا کی ہیں، ان کی نوعیت کا تقاضا ہے کہ مرد میں ہمت، جرأت، قوت، طاقت، عزت اور وقار ہونا چاہئے، اور ڈاڑھی ان تمام تقاضوں سے ہم آہنگ نظر آتی ہے، دوسری طرف عورتوں کو جو ذمہ داریاں عطا کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ عورت کے چہرے پر ڈاڑھی نہ ہو۔ (٢)

---

(١) وأما شعر اللحية ففيه منافع منها: الزينة والوقار والهيبة ولهذا لايري علي الصبيان والنساء من الهيبة والوقار مايري علي ذوي اللحي. ومنها: التمييز بين الرجال والنساء (التبيان في أقسام القرآن لابن القيم الجوزية: (ص:٣١٧) ط:دار المعرفة.

فهذه الهيئة التي خلقنا الله عليها نعمة من الله سبحانه وتكريم لنا، فلا شك أن حلق اللحية والإطاحة بها كفر بهذه النعمة العظيمة، وانتكاس عن سنة مَن هديه خير الهدي صلى الله عليه وسلم، وإنحطاطا إلي مستوي الكفرة الذين زين لهم سوء أعمالهم، فحسبوا أن التمدن والكمال في القضاء علي أكبر الفوارق الظاهرة بين الرجل والمرأة... وقد بلغ تعظيم الفقهاء إعفاء اللحية إلي أن قال الأئمة أبو حنيفة وأحمد والثوري: (إن اللحية إذا جنى عليها، فأزيلت بالكلية، ولم ينبت شعرها، فعلى الجاني دية كاملة كما لوقتل صاحبها)... ولم يكن لقيس بن سعد لحية، فقال الأنصار: "نعم السيد قيس لبطولته وشهامته، ولكن لالحية له، فوالله لو كانت اللحية تشتري بالدراهم، لأشترينا له لحية ليكمل رجلاً"، وقال بعض بني تميم من رهط الأحنف بن قيس: "وددت أنا اشترينا للأحنف لحية بعشرين ألفاً" فلم يذكر حَنَفَه وعَوَرَه، وذكر كراهية عدم اللحية، لأن من لالحية له يري عند العقلاء ناقصاً، وذكر عن شريح القاضي أنه قال "وددت لو أن لي لحية بعشرة آلاف درهم". فياعجباً من بعض أهل زماننا يود أحدهم لو بذل مالاً عظيماً ليعدم لحيته إلي الأبد حتي لايعاني حلقها. (اللحيه لماذا لأحمد بن إسماعيل: (ص: ٢٥، ٢٧) إعفاء اللحية زينة وتكريم، ط: دار طيبة)

(٢) تأمل لم صارت المرأة والرجل إذا أدركا اشتركا في نبات العانة ثم ينفرد الرجل عن المرأة باللحية، فإن الله عز وجل لما جعل الرجل قيماً علي المرأة وجعلها كالخول له والعاني في يديه ميزه عليها بما فيه=

❸ بعض انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اہل کتاب اپنی تھوڑی کے بال (ڈاڑھی) کاٹتے ہیں اور ہونٹوں کے اوپر والے بال (مونچھیں) چھوڑتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قصوا سبالكم ووفروا عَثَانِيْنَكُمْ وخالفوا أهل الكتاب" (١)

ترجمہ: تم اپنے ہونٹوں کے اوپر والے بال (مونچھوں) کو کاٹو اور اپنی تھوڑی کے بال (ڈاڑھی) کو بڑھاؤ، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

❹ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دو قاصدوں کو دیکھا کہ ان دونوں نے اپنی ڈاڑھیاں کٹوائی ہوئی ہیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ويلكما من أمركما بهذا؟ قالا: أمرنا بهذا ربنا يعنيان كسرىٰ، فقال صلى الله عليه وسلم: ولكن ربي أمرني بإعفاء لحيتي وقص شاربي۔ (٢)

= له المهانة والعزو الوقار والجلالة لكماله وحاجته إلي ذلك ومنعتها المرأة لكمال الإستمتاع بها والتلذذ لتبقي نضارة وجهها وحسنه لايشينه الشعر واشتركا في سائر الشعور للحكمة والمنفعة التي فيها. (مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة لابن القيم الجوزيه: (٢/٢١٥) فصل: الشعر عند الرجل والمرأة، ط: دار ابن عفان)

(١) كنز العمال: (٦/٦٥٨) رقم الحديث: ١٧٢٥٧، الكتاب الثاني من حرف الزاي: كتاب الزينة والتجمل، الباب الثاني: في أنواع الزينة، ط: مؤسسة الرسالة.

شعب الإيمان: (٥/٢١٤) الأربعون من شعب الايمان: وهو باب في الملابس والزي، فصل في الخضاب، ط: دار الكتب العلمية.

مجمع الزوائد: (٥/١٣١) رقم الحديث: ٨٥٧٦، كتاب اللباس، باب مخالفة أهل الكتاب في اللباس وغيره، ط: مكتبة القدس.

(٢) البداية والنهاية: (٤/٢٧٠) سنة ثمان من الهجرة، غزوه مؤتة، كتاب بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلي ملوك الآفاق، ط: دار الفكر.

الكامل في تاريخ الرجال: (٢/٩٤) دخلت سنة ست من الهجرة، ذكر مكاتبة رسول الله صلى الله عليه وسلم الملوك، ط: دار الكتاب العربي. =

ترجمہ: ہلاکت ہو تم دونوں کے لئے، کس نے تمہیں یہ حکم دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمیں بادشاہ کسریٰ نے یہ حکم دیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن مجھے میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی رکھنا نہ صرف سنت بلکہ اللہ کا حکم ہے، رکھنے پر اجر ملے گا اور نہ رکھنے پر عذاب ہوگا، ڈاڑھی منڈوانا سنت کے خلاف ہے اور ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔

❺ امام ابن مفلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ڈاڑھی منڈوانا اپنی آنکھوں کی روشنی ختم کرنے کے مترادف ہے۔(۱)

❻ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ڈاڑھی منڈوانا، کترانا اور تلف کرنا ناجائز ہے۔(۲)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اسے منڈوانا حرام قرار دیا ہے، البتہ ایک قبضہ (مٹھی) کے بعد زائد ڈاڑھی کاٹنے کی

= 🗁 تاريخ الملوك والأمم: (۲۸۳/۳) ثم دخلت سنة ست من الهجرة، ذكر ماجري من هذه الملوك حين بعث إليهم، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) وقد بلغ تعظيم الفقهاء إعفاء اللحية إلي أن قال الأئمة أبو حنيفة وأحمد والثوري: "إن اللحيه إذا جني عليها فأزيلت بالكلية، ولم ينبت شعرها، فعلي الجاني دية كاملة كما لو قتل صاحبها" قال ابن مفلح رحمه الله: لأنه أذهب المقصود، أشبه مالو أذهب ضوء العين. (اللحية لماذا: (ص: ۳٦) إعفاء اللحية زينة وتكريم، ط: دار طيبة)

(۲) وقال القرطبي في المفهم: لايجوز حلق اللحية. (اللحية في الكتاب والسنة وأقوال السلف: (ص: ۳۷) المبحث الرابع: موقف الفقهاء من حلق اللحية، المسألة الثانية: النقل عن المالكية، ط: دار الكتاب والسنة)

🗁 المفهم لما أشكل من تلخيص مسلم: (۱۳٦/۳) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة والتوقيت فيها، ط: مكتبة مشكاة الاسلامي.

اجازت ہے بلکہ یہ سنت کے مطابق ہے۔[(۱)]

تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت سے ڈریں اور اپنے ایمان کو پختہ اور مضبوط کریں ورنہ فتنہ اور دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝[(۲)]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا صغیرہ گناہ ہے، یہ خیال درست نہیں ہے ڈاڑھی منڈوانا کبیرہ گناہ ہے، بلکہ اس گناہ کی سنگینی دیگر کبیرہ گناہوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کھلم کھلا نافرمانی ہے، اور اس طرح کھلم کھلا نافرمانی کرنے والے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل امتی معافی الا المجاهرین۔"[(۳)]

---

(۱) محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يقبض علي لحيته، ثم يقص ماتحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار: (ص:۱۹۸) حف الشعر من الوجه، ط: ادارة القرآن)

ولا بأس أن يقبض علي لحيته، فإن زاد علي قبضة منها شيء جزه. (الهندية: (۵/ ۳۵۸) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان... وقص الشارب، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳/۱۹) كتاب الحج، باب الجنايات، ط: سعيد.

(۲) (النور: ۶۳)

(۳) صحيح البخاري: (۲/ ۸۹۶) رقم الحديث: ۶۰۶۹، كتاب الآداب، باب ستر المؤمن علي نفسه، ط: قديمي.

الصحيح لمسلم: (۲/ ۴۱۲) كتاب الزهد، باب النهي عن هتك الانسان ستر نفسه، ط: قديمي۔

السنن الكبري للبيهقي: (۸/ ۳۲۹، ۳۳۰) كتاب الأشربة والحدفيها، باب ما جاء في الاستتار بستر الله عز وجل، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

ترجمہ: میری تمام امت کو معاف کردیا جائے گا مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

بعض لوگ ڈاڑھی کو پسند نہیں کرتے، مذاق کرتے ہیں، اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں دہشت گرد، دقیانوس اور پتھر کے زمانے کے لوگ کہتے ہیں، یہ بہت بڑا جرم ہے کیونکہ شریعت کے احکامات کو ناپسند کرنے والوں کے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ (۱)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ بے شک انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی تو اس نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔

اس لئے سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھ لینا چاہئے، منڈوانے سے باز رہنا چاہئے، اور جس طرح نماز، روزہ اور دیگر عبادات کو اہتمام سے ادا کیا جاتا ہے اسی طرح ڈاڑھی رکھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ نماز روزے کے حکم کی طرح ڈاڑھی رکھنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، بعض احکام پر عمل کرنا اور بعض احکام پر عمل کرنے سے انکار کرنا یہ بہت بڑا جرم ہے، اس پر سخت ترین عذاب کی وعید آئی ہوئی ہے سورۂ بقرہ آیت ۸۵ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ لہٰذا دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں ناکامی ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے، اسی طرح ڈاڑھی مونڈنے کے عوض میں جو اجرت لی جاتی ہے وہ بھی حرام ہے، اور حرام مال بہت جلد ختم ہوجاتا ہے اور عذاب باقی رہ جاتا ہے۔

اس لئے نائی لوگوں پر ضروری ہے کہ حرام کام اور حرام کاروبار سے اپنی

(۱) (محمد: ۹)

دکان کو پاک رکھیں تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی توہین وتذلیل نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے براءت کا اعلان کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے منہ پھیرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من رغب عن سنتي فليس مني۔"[1]

ترجمہ: جو شخص میری سنت سے اعراض کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں۔

ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت

جس طرح اپنی ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے[2] ایسے ہی دوسرے کی ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے،[3] ڈاڑھی مونڈنے اور ایک مشت سے کم کرنے کی اجرت وصول کرنا بھی حرام ہے، لہٰذا ایسا

---

(۱) صحيح بخاري: (۷۵۷/۲) رقم الحديث: ۵۰۶۳، كتاب النكاح، الترغيب في النكاح، ط: قديمي.

صحيح مسلم: (۴۴۹/۱) كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه، ط: قديمي.

سنن نسائي: (۶۹/۲) كتاب النكاح، باب النهي عن التبتل، ط: قديمي.

(۲) وأما الأخذ منها (أي من اللحية) وهي دون ذلك: أي دون القبضة، كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد: وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم فتح ... اهـ۔ (الدر مع الرد: (۴۱۸/۲) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۵۲/۲) كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة، ط: ط: رشيديه۔

ذهب جمهور الفقهاء الحنفية والمالكية والحنابلة وهو قول عند الشافعي، إلى أنه يحرم حلق اللحية، لأنه مناقض لأمر النبوي، (الموسوعة الفقهية: (۲۲۵/۳۵) حرف اللام، لحية، الأخذ من اللحية، ط: دار الصفوة)

(۳) (وكره إلباس الصبي ذهبا أو حريرا) فإن ما حرم لبسه حرم إلباسه وإشرابه۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۶۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ويكره إلباس الصبي ذهبا أو حريرا) لئلا يعتاده والإثم على الملبس كالخمر فإن سقيها الصبي حرام كشربها وكذا الميتة والدم والتنوير۔ (مجمع الأنهر: (۱۹۸/۴، ۱۹۹) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق مع حاشية الزيلعي: (۱۶/۶) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: امداديه۔

پیشہ اختیار کر کے اپنی روزی حرام نہ کریں۔ (۱)

''شرح طریقۂ محمدیہ'' میں ہے کہ دونوں ہاتھوں کی آفات (گناہوں) میں سے عورت کے سر کے بال یا مرد کی ڈاڑھی کا مونڈنا اور مٹھی سے کم کا تراشنا بھی ہے، چاہے یہ مونڈنا اور کترنا اس مرد یا عورت کی اجازت سے ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ گناہ کے کام میں مدد کرنا ہے، اور گناہ کے کام میں مدد کرنا گناہ ہے۔ (۲)

☆......ڈاڑھی منڈوانے کے لیے کسی کو اجرت دینا یا اجرت کا لینا دونوں حرام ہیں۔ (۳)

---

(۱) وفي العيون: لو أنّ رجلاً ينحت له أصناما، أو يزخرف له بيتا، والأصباغ من رب البيت فلا أجر له؛ لأنّ فعله معصية، وكذا لو استأجر نائحة أو مغنية فلا أجر له؛ لأنّ فعلها معصية۔ (المحيط البرهاني: (۳۴۶/۱۱) كتاب الإجارات، الفصل الخامس عشر في بيان من يجوز من الإجارات ومالايجوز، نوع آخر في الاستجار على المعاصي، ط: إدارة القرآن)

الفتاوىٰ الهندية: (۴۵۰/۴) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: الفصل الرابع في فساد الإجارة، إذا كان المستأجر مشغولاً بغيره، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۱۰۰/۹) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

(۲) ومن آفات اليد حلق رأس المرأة ولحية الرجل وقص أقل من قبضة ولو باذن منه، لانه اعانة على معصية فيكون معصية ايضاً۔ (شرح طريقه محمديه: (۴۴۷/۲) النوع الستون، الصنف الخامس من الأصناف التسعة في بيان آفات اليد، ط: مكتبه فاروقيه)

والإعانة على المعصية معصية: (المبسوط للسرخسي: (۹۶/۴) كتاب المناسك، باب جزاء الصيد، ط: دار المعرفة)

(۳) (ومع عدمها) أي عدم الحاجة إلى قطع شيئ من جسده (يحرم) القطع (ولا يصح الاستجار له، لما تقدم أنّ المنع الشرعي كالحسي، قلت: و مثله حلق اللحية فلايصح الاستجار له۔ (كشاف القناع: (۱۴/۴) كتاب الشركة، باب الإجارة، فصل في الإجارة، فصل في الإجارة عقد على منفعة في الذمة، ط: دار الكتب العلمية)

مطالب أولى النهي في شرح غاية المنتهى: (۶۲۹/۳) كتاب الشركة، باب الإجارة، ط: المكتب الإسلامي۔

ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت لینا

ڈاڑھی مونڈنا حرام اور علانیہ برائی اور گناہ ہے۔ (۱)

کسی بھی مسلمان کے لئے ایسا کام کرنا اور اس سلسلے میں کسی قسم کی معاونت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی اجرت اور کمائی حرام ہے۔ (۲)

جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ اس کام سے توبہ کریں اور

---

(۱) يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار مع الرد: (٦/٤٠٧) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٤/٢٠٣) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: دار المعرفة.

وأما الأخذ منها (أي من اللحية) وهي مادون ذلك: أي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال. فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، فتح اه. (الدر المختار مع الرد: (٢/٤١٨) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، ط: سعيد.

فتح القدير: (٢/٣٥٢) كتاب الصوم، مايوجب القضاء والكفارة، ط: رشيديه جديد.

(۲) ولا تعاونوا على الإثم والعدوان (المائده: ٢)

فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ماأدى إلى مالايجوز لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (٦/٣٦٠)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)۔

ولا تجوز الإجارة على شيئ من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيئ من اللهو، وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره، ولا أجر في ذلك، وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔ (الفتاوى الهندية: (٤/٤٤٩)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيدية)۔

ولايجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد، فلايجب عليه الأجر ـــ وإن أعطاه الأجر وقبضه لايحل له۔ (تبيين الحقائق: (٥/١٢٥)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)۔

يحرم القطع ولا يصح الاستجار له، لما تقدم أن المنع الشرعي كالحسي، قلت: ومثله حلق اللحية فلا يصح الاستيجار له۔ (كشاف القناع: (٣/١٤) كتاب الشركة، باب الإجارة، فصل الإجارة عقد على منفعة على الذمة، ط: دار الكتب العلميه)

آئندہ ایسے گناہ کا کام نہ کرنے کا پختہ عزم کریں۔ (۱)

اگر ایسی کمائی کی رقم موجود ہے تو ثواب کی نیت کے بغیر فقراء میں صدقہ کردیں۔ (۲)

باقی ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا جائز ہے۔ (۳)

ڈاکٹر کا نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا

"نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ڈاکٹر کا نمونہ جاتی دوائی ہدیہ کے طور پر لینا

"نمونوں کے ہدیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۰/۶)

---

(۱) فمن جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ماسلف وامره إلى الله، ومن عاد فاولئك اصحب النار هم فيها خلدون. (البقره:۲۷۵)

اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (روح المعاني:(۲۸/ ۱۵۹) سورة التحريم، الاية:۸، ط: داراحياء التراث العربي)

شرح النووي على الصحيح لمسلم:(۲/ ۳۵٤) كتاب التوبة، ط: قديمي.

(۲) والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامی (۵/ ۹۹)، كتاب البيوع، مطلب فيمن ورث مالأحراما، ط:سعيد)۔

إذا مات الرجل وكسبه خبيث، فالأولى لورثته أن يردوا المال إلى أربابه، فإن لم يعرفوا أربابه تصدقوا به۔ (الفتاوى الهندية (۵/ ۳۴۹)، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط:رشيديه)۔

مجمع الأنهر (۴/ ۱۸۷)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط:دار الكتب العلمية۔

(۳) محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ماتحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار: (ص:۱۹۸) حف الشعر من الوجه، ط: ادارة القرآن)

ولا بأس أن يقبض على لحيته، فإن زاد على قبضة منها شئ جزه. (الهندية: (۵/ ۳۵۸) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان... وقص الشارب، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳/ ۱۹) كتاب الحج، باب الجنايات، ط: سعيد.

ڈاکٹر کا نمونہ کی دوا فروخت کرنا

''نمونہ کی دوا فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۶)

ڈاکو سے ڈاکو نے چھین لیا

''غصب پر غصب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۹/۵)

ڈاکو سے مقابلہ کرنا

اگر ڈاکو کسی کا مال چھیننا چاہے تو صاحب مال کو اپنا مال بچانے کے لیے مقابلہ کرنا جائز ہے، البتہ موجودہ دور میں یہ کوشش کرے کہ معمولی مدافعت سے کام چل جائے لیکن اگر مدافعت میں قتل وقتال کی بھی نوبت آجائے تو شرعاً اس کی بھی اجازت ہے، کیوں کہ انسان کی جان، مال اور عزت تینوں چیزیں شریعت کی نظر میں محترم ہیں، ان کی حفاظت کے لیے قتال جائز ہے۔[1]

اگر مدافعت کرتے ہوئے ڈاکو مارا جائے تو جہنمی ہوگا اور اگر صاحب مال یا دکان دار وغیرہ مارا جائے تو شہید ہوگا۔[2]

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل المسلم على المسلم حرام، دمه وماله وعرضه. (مسلم: (۳۱۷/۲) كتاب البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۸۲) أبواب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، ط: قديمي)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه انه قال: جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يارسول الله! أرأيت ان جاء رجل يريد اخذ مالي؟ قال: فلاتعطه مالك، قال: أرأيت ان قاتلني؟ قال: قاتله، قال: أرأيت ان قتلني؟ قال: فانت شهيد، قال: أرأيت ان قتلته؟ قال: هو في النار. (مسلم: (۸۱/۱) كتاب الإيمان، باب الدليل على أنّ من قصد أخذ مال غيره بغير حق، ط: قديمي)

(عن سعيد بن زيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قتل دون ماله) أي في حفظه و في الدفع عنه (فهو شهيد) أي في حكم الآخرة أوله ثواب الشهادة. (ومن قتل دون أهله) أي حريمه (أو دون دمه) أي في حفظ نفسه (أو دون دينه) أي في حفاظة الدين (فهو شهيد) أي في حكم الآخرة. (بذل المجهود: (۲۳/۱۹، ۲۴) كتاب السنة، باب في قتال اللصوص، ط: دار الكتب العلمية)

ڈاکومنٹس کو فروخت کرنا

سامان کے صرف کاغذات (ڈاکومنٹس) کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ جس سامان کے وہ کاغذات (ڈاکومنٹس) ہیں اس سامان کو اس طرح فروخت کرنا کہ اس کا رسک اور اس کا ضمان بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جائے تو یہ صورت جائز ہے، صرف کاغذات کی منتقلی کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ [1]

ڈاکے کی رقم سے خرید وفروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

ڈالڈا گھی کو دیسی گھی کی قیمت پر فروخت کرنا

ڈالڈا گھی، اچھی طرح صفائی کرنے سے بالکل دیسی گھی کی طرح نظر آتا ہے، بعض تاجر اس کو دیسی گھی کی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں، حالاں کہ دیسی اور ڈالڈا گھی کی قیمتوں میں کافی فرق ہوتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) باہمی رضامندی سے ایسے ڈالڈا گھی کو دیسی گھی کی قیمت پر بیچتے اور خریدتے ہیں تو یہ جائز ہے۔

اور اگر ڈالڈا گھی کو دھوکے اور فریب سے دیسی گھی ظاہر کر کے دیسی گھی کی

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجرّدة کحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵، ۹/۴) کتاب البیوع، ط:سعید)

☐ یصح بیع حق المرور وحق الشرب والمسیل تبعًا للأرض والماء تبعًا لقنواته . . . ولکن لایجوز بیع حقوق المرور وحق الشرب وحق التسییل ولا هبتها قصدًا، لأنّ بیع الحقوق بانفراده لایجوز۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۸۵/۱) المادة: ۲۱۶، الکتاب الأوّل في البیوع، الباب الثاني في بیان المسایل المتعلّقة بالمبیع، الفصل الثاني فیما یجوز بیعه ومالایجوز، ط: مکتبه فاروقیه)

☐ شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۱۲۱/۱) المادة: ۲۱۶، أیضًا، ط: رشیدیه۔

قیمت پر فروخت کرتے ہیں تو یہ ناجائز ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (۱)

ڈالر خریدنا روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے

روپے کی قدر و قیمت کم ہونے کی وجہ سے چوں کہ نقصان ہوتا ہے اس لیے بعض لوگ اس نقصان سے بچنے کے لیے ڈالر خرید کر رکھ لیتے ہیں، شرعاً یہ جائز ہے البتہ کرنسی کی خرید و فروخت میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مجلس عقد میں دونوں فریق کی جانب سے قبضہ ہو جائے ورنہ سودا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

ڈالر کو حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے کم و زائد پر فروخت کرنا

☆...... ہر ملک میں حکومت کی جانب سے ڈالر کی ایک قیمت مقرر ہوتی ہے اس قیمت پر ڈالر فروخت کرنا ضروری نہیں ہے اس سے کم یا زیادہ پر بھی نقد میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ جائز ہوگا۔ (۳)

☆...... ڈالر کی خرید و فروخت ادھار میں کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ بیع

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (صحيح مسلم: (۲/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ط: قديمى)

رجل أراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب ان يبينها (هندية: (۳/ ۲۱۰) الباب العشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ط: رشيديه)

شامي: (۵/ ۱۰۲) مطلب احكام نقصان المبيع فاسد، ط: سعيد۔

(۲) الصرف بيع النقد بالنقد أي بيع الثمن بالثمن ... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزنًا والتقابض قبل الافتراق إذا اتحدا جنسًا ... وأما إذا لم يتجانسا فيلزم التقابض لا التساوي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۵۷) رقم المادة: ۱۲۱، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

البحر الرائق: (۶/ ۱۹۲، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد۔

الدر المختار: (۵/ ۲۵۸، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

(۳) الصرف الحاشية الاتية رقم: ۲۔

صرف ہے اور بیع صرف میں ادھار سودا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ

☆......ڈالر کی بیع ڈالر کے عوض کمی زیادتی کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

☆......ڈالر کو ڈالر کے علاوہ دوسری کرنسیوں سے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے، البتہ سودا نقد ہونا ضروری ہے ادھار جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ بیع صرف ہے اور بیع صرف میں جنس مختلف ہونے کی صورت میں کمی زیادتی کے ساتھ نقد بیع کرنا جائز ہوتا ہے ادھار جائز نہیں ہوتا۔ (۲)

ڈالی

''پھلوں میں آڑھت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۰/۲)

ڈاؤن لوڈ کرنا

موبائل اور کمپیوٹر وغیرہ میں جائز چیزیں مثلاً تلاوت، نعت، نظم اور تقاریر

(۱) تخریج کے لیے ''ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) واما العملة الاجنبية من الاوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاصيل، فيجوز ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي، ثم ان العملات المختلفة لهاقيمة معهودة في البنوك والدوائر الحكومية فهل تجوز المبادلة باكثر او اقل من هذه القيمة المعهودة كمايفعل ذلك في السوق السوداء؟ والجواب: انا لما اعتبرنا العملة الاجنبية جنسا آخر فالاصل ان التفاضل في مثله جائز شرعاً بالغاً مابلغ، فلاتكون المبادلة على خلاف سعرها الحكومي ربا، ولكن يمنع من ذلك، لكونه مخالفة لأولي الأمر اذا كانت الحكومة اسلامية، ولكونه عرضاً للنفس لعقوبات قانونية اذا كانت الحكومة غير اسلامية۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچي)

🗀 بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶) ط: دار العلوم كراچي۔

🗀 واذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والاصل فيه الاباحة، واذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، واذا وجد احدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة شركة علمية ملتان)

وغیرہ کو ڈاؤن لوڈ کرنا درست ہے، اور اس کی اجرت بھی حلال ہے، اور ناجائز چیزیں مثلاً فلم، گانے اور جاندار کی تصاویر وغیرہ ڈاؤن لوڈ کرنا جائز نہیں ہے اور اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے۔ (۱)

ڈائجسٹ ناول

جس ڈائجسٹ اور ناول میں شریعت کے خلاف مضامین ہوں، اس کا پڑھنا اور اس کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے، اس کی اشاعت اور خرید وفروخت کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اور اگر مضامین شریعت کے خلاف نہیں ہیں تو اس کی اشاعت اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) الأجير المشترك لا يستحق الأجرة إلا بالعمل. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۱۸۹) المادة: ۴۲۴، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الأول في الضوابط العمومية، ط: فاروقيه)

وزاد في البحر قيد أن يكون العمل حلالاً لما في لبزازية: لو اشتركا في عمل حرام لم يصح اه وأنت خبير بأن الحرام لا يستحق بالأجر فافهم. (شامي: (۴/۳۲۲) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد)

فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ماأدى إلى مالا يجوز لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۶۰)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)۔

ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو، وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره، ولا أجر في ذلك، وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔ (الفتاوى الهندية: (۴/۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيدية)۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر ـــ وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)۔

(۲) قال الله تعالى: {ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوًا أولئك لهم عذاب مهين}۔ (سورة لقمان: ۶)

واستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة، وسماع ما فيها، وقراءته، وفيه بحث ولا يخفى أن فيها =

ڈبہ پیک مال خریدنا

(۳۹۴) ڈبہ پیک مال خریدتے وقت وزن کی شرط نہ رکھیں ورنہ وزن کرنا پڑے گا بلکہ سودا کرتے وقت یہ کہیں: بڑا ڈبہ، یا درمیانہ ڈبہ، یا چھوٹا ڈبہ دے دیں، یا اشارہ کرکے سودا کریں۔ مثلاً: ''یہ ڈبہ کتنے کا ہے؟'' اور ''یہ دے دیں''، تو بیع صحیح ہوجائے گی، اور وزن کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسی طرح بوری یا تھیلی میں پیک چیزوں کا سودا کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔[1]

=من الكذب ما فيها، فالاشتغال بها بغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: (۲۱/۷۹) سورة لقمان: ٦، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

تعلم الكلام والنظر والمناظرة فيه وراء قدر الحاجة مكروه، وقيل: الجواب في هذه المسئلة أن كثرة المناظرة المبالغة في المجادلة مكروه؛ لأن ذلك يؤدي إلى إشاعة البدع والفتن وتشويش العقائد، وهذا ممنوع جدًا، كذا في جواهر الإخلاطي... قال الشيخ الإمام صدر الإسلام أبو السير، نظرت في الكتب التي صنفها المتقدمون في علم التوحيد، فوجدت بعضها للفلاسفة مثل اسحق الكندي والاسفرارى وأمثالهما، وذلك كله خارج عن الدين المستقيم زائغ عن الطريق القويم، فلا يجوز النظر في تلك الكتب، ولا يجوز إمساكها، فإنها مشحونة من الشرك والضلال۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۷۷) كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع مجتبى۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في دودة القرمز، ط: سعيد)

سوال: کتب غیر مذہب ومبتدعین وغیرہ کی تجارت وطبع واشاعت کرنا کہ اس میں ابطال مذہب حق اور تائید مذہب باطلہ ہوتی ہے، منع ونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی کتب کی تجارت حرام ہے کہ وہ خود معصیت کی اشاعت اور اسلام کی توہین ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رشیدیہ: (ص:۴۸۹) کتاب البیوع، عنوان: بدعتیوں کی کتابوں کی تجارت، ط: عالمی مجلس تحفظ اسلام، کراچی)

(۱) قال في البحر: وقوله: غير مشار إليه قيد فيهما؛ لأن المشار إليه مبيعًا كان أو ثمنًا لا يحتاج إلى معرفة قدره ووصفه، فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات: وهو مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك وهي مرئية له فقبل جاز، ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر، وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم اهـ۔ (شامي: (۴/۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب مهم في حكم الشراء بالقروش في زماننا، ط: سعيد)

بما أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين ينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة=

ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا

فی کلو مٹھائی کی جو قیمت ہے اس قیمت میں پوری ایک کلو مٹھائی دینا واجب ہے، اگر ڈبے کے ساتھ ایک کلو مٹھائی تولنے میں مٹھائی کا وزن ایک کلو سے کم ہوتا ہے تو یہ نا جائز ہے۔ مٹھائی پوری تول کر دینا ضروری ہے، اور ڈبے کا پیسہ خریدار سے الگ لے لیں، یا مٹھائی کے نرخ میں ڈبے کا خرچہ لگا لیں تو درست ہے۔

ہاں اگر ڈبے کے وزن کے ساتھ مٹھائی بیچنے کا عرف اتنا عام ہو کہ ہر کس و ناکس کو اس بات کا اچھی طرح علم ہو کہ مٹھائی ڈبے کے وزن کے ساتھ بیچی جاتی ہے جس کے نتیجے میں مٹھائی کا وزن کم ہو جاتا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں بتلائے بغیر مٹھائی کو ڈبے کے وزن کے ساتھ بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

=على التراضي ويسمى هذا بيع التعاطي۔ مثال ذلک: أن يعطي المشتري للخباز مقدارًا من الدراهم فيعطيه الخباز مقدارًا من الخبز بدون تلفظ بإيجاب و قبول۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۶۳) المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

(اشترى مكيلاً بشرط الكيل حرم أي كره تحريما بيعه وأكله حتى يكيله، ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعد لاحتمال الزيادة، وهو للبائع بخلافه مجازفة؛ لأن الكل للمشتري وقيد بقوله (غير الدراهم والدنانير) لجواز التصرف فيهما بعد القبض قبل الوزن كبيع التعاطي فإنه لا يحتاج في الموزونات إلى وزن المشتري ثانيا؛ لأنه صار بيعًا بالقبض بعد الوزن۔ قنية۔

(قوله: كبيع التعاطي ... الخ) عبارة البحر وهذا كله في غير بيع التعاطي أما هو فقال في القنية: ولا يحتاج ... الخ، وظاهر قوله: وهذا كله أنه لا يتقيد بالموزونات بل التعاطي في المكيلات والمعدودات كذلك۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۴۹، ۱۵۰) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض، ط: سعيد)

(۱) والثالث أن لا يجوز في المقدار وذلک بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما إذ قال الله تعالى: {ويل للمطففين الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون} ... فكل من خلط بالبر ترابًا أو تبنًا ثم كاله يكون من المطففين في الكيل، وكل قصاب وزن مع اللحم عظمًا أو شيئًا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن وقس على هذا سائر التقديرات۔ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۸، ۵۳۹) المجلس التاسع والسبعون في بيان لزوم طلب كسب الحلال... الخ، ط: سهيل اكيڈمی لاہور)=

☆ یا مٹھائی فروخت کرتے وقت یہ کہیں کہ: ایک کلو مٹھائی کی ڈبے کے ساتھ یہ قیمت ہے، پھر ان صورتوں میں ڈبے کے ساتھ مٹھائی بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

ڈپازٹ

مکان یا دکان کرایہ پر دیتے وقت ڈپازٹ کی رقم اس غرض کے لیے ہوتی ہے کہ جب کرایہ دار مکان یا دکان خالی کرے تو اگر اس نے مکان یا دکان میں کوئی نقصان کر دیا ہو تو اس کا ضمان اس سے لیا جاسکے، اسی طرح اگر کرایہ ادا نہیں کیا تو اس میں سے لیا جاسکے، یہ امانت ہی کے حکم میں ہے، اور استعمال کی صورت میں قرض بن جاتا ہے اور یہ عرفِ عام کی وجہ سے جائز ہے۔ (۲)

ڈپازٹ لینے کا حکم

"کرایہ دار سے ڈپازٹ لینے کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۰/۵)

ڈپریشن کی وجہ

"مال کے پیچھے پڑنے کا انجام" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۱/۶)

= إحياء علوم الدين: (۷۸/۲) كتاب آداب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة، بيروت۔

قوت القلوب لأبي طالب المكي: (۴۴۰/۲) الفصل السابع والأربعون: ذكر حكم المتسبب للمعاش وما يجب على التاجر من شروط العلم، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱، على نفس الصفحة۔

(۲) والعرف في الشرع له اعتبار لذا عليه الحكم قد يدار... واعلم أن اعتبار العادة والعرف رجع إليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلک أصلاً، فقالوا تترک الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة۔ (رسائل ابن عابدين: (۴۴/۱) الرسالة الثانية، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

وفيه أيضا: (۱۱۵/۲) الرسالة: نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔

ڈرافٹ کی رسید کی بیع

ڈرافٹ کی رسید اگرچہ اپنی ذات کے اعتبار سے ایک سادہ سا کاغذ ہے جس کی کوئی ذاتی قدر و قیمت نہیں لیکن ڈرافٹ کی رسید ہونے کے اعتبار سے یہ ایک معین رقم کی نمائندگی کرتی ہے اور یہ بھی عرف کے اعتبار سے قیمتی مال بن چکا ہے اس لیے اس کو اتنی رقم کے بدلے میں خریدنا جائز ہے جتنی کہ اس کی مالیت ہے یا جتنی رقم اس میں لکھی ہوئی ہے، اسی طرح ٹریول چیک اور بانڈز وغیرہ کو بھی اتنی مالیت یا رقم کے عوض خریدنا جائز ہے جتنی مالیت یا رقم اس میں لکھی ہوئی ہے۔

البتہ اگر ڈرافٹ یا ٹریول چیک میں ریال یا امریکی ڈالر لکھا ہوا ہے اور اس کو پاکستانی رقم سے خریدا جا رہا ہے تو کرنسی مختلف ہونے کی وجہ سے کمی بیشی جائز ہوگی۔ اور اگر پاکستانی رقم لکھی ہوئی ہے اور پاکستانی رقم میں خریدا جا رہا ہے تو کمی زیادتی جائز نہیں ہوگی، اتنی ہی رقم میں لینا لازم ہوگا جتنی رقم لکھی ہوئی ہے ورنہ سود ہوگا۔ [1]

ڈرائیور کی اجرت مقرر کرنا

ٹرانسپورٹر حضرات گاڑی ڈرائیور کے حوالے کرتے ہیں اور اس کی یا تو ماہانہ تنخواہ مقرر کر دیتے ہیں اور جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ مالک وصول کر لیتا ہے یا گاڑی کرایہ پر دے دیتے ہیں اور اس کا یومیہ کرایہ مثلاً پانچ سو روپے مقرر کر دیتے

---

(۱) والمالية تثبت بتمول الناس كافة او بعضهم۔ (شامی: (۴/ ۵۰۱) كتاب البيع، مطلب فی تعريف المال والملک، ط: سعيد)

☜ المال: هو كل عين ذات قيمة مادية بين الناس۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۴/ ۳۴۵) كتاب البيوع، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع: المطلب الأول: تعريف المال ومشروعيته، ط: دار الفكر بيروت)

☜ الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/ ۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

☜ بانڈز وغیرہ کی خرید و فروخت کا حکم تفصیل کے ساتھ متعلقہ عنوان کے تحت دیکھا جائے۔

ہیں اس کے بعد کرایہ پر لینے والا گاڑی چلاتا ہے اور جو کچھ اجرت وصول کرتا ہے وہ خود لیتا ہے اور شام کو پانچ سو روپے کرایہ ادا کرتا ہے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (۱)

ڈش اینٹینا

''ٹی وی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۳)

ڈگری کی خرید وفروخت

ڈگری اور حکم نامہ کی خرید وفروخت باطل ہے کیونکہ یہ مال نہیں ہے، (۲)

---

(۱) تجوز إجارة الآدمي للخدمة أو لإجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى... أو لإجراء صنعة ما كالخياطة والنجارة، أو تعليم القرآن أو علم الصرف والنحو والفقه وما أشبه ذلك ببيان المدة أو المسافة ... إنّ الأجير يستحق الأجرة بقيامه العمل۔ (درر الحكام شرح مجلّة الأحكام: (۱/ ۶۴۷) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني: الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في بيان إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

إجارة الآدمي وهي نوعان: الأوّل: استئجار الصناع وقد عرفت في الشروط أنّه لابدّ من بيان العمل كالصياغة والصبغ والخياطة، فلا بدّ أن يعين ويبين لونه الّذي يريده ونحو ذلك، فإذا استأجر صانعًا ليعمل له عملاً في داره كالمنجدين والنجارين والخياطين الّذين يدعون إلى المنازل لأداء مايطلب منهم فعملوا عملاً وتركوه في يد المستأجر ففسد أو هلك فإن لهم أجورهم۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۲۵/۳) الإجارة، إجارة الآدمي للصناعة أو للخدمة، ط: دار إحياء التراث العربي)

وتصح إجارة الدابة للركوب والحمل۔ (الدر مع الرد: (۳۴/۶) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومايكون خلافًا له، مطلب في الأرض المحتكرة ومعنى الاستحكار، ط: سعيد)

(كما يصح استكراء دابة معينة كذلك يصح الاشتراط على المكاري الإيصال إلى محل معين) ففي الصورة الأولى يكون عقد الإجارة واردًا على منفعة الدابة المعينة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/ ۲۳۱، ۲۳۲) رقم المادة: ۵۳۸، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الثالث في إجارة الدواب، ط: مكتبه فاروقيه)

ويجوز استيجار الدواب للركوب والحمل؛ لأنّه منفعة معلومة معهودة۔ (الهداية: (۳۰۱/۳) كتاب الإجارات، باب مايجوز من الإجارة، ومايكون خلافًا فيها، ط: رحمانية)

(۲) لا يجوز الإعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، ط: سعيد)۔=

لہٰذا ڈگری فروخت کر کے جو رقم ملتی ہے وہ حلال نہیں ہے اور اس کو اپنے مصرف میں لانا بھی جائز نہیں ہے بلکہ جس سے لی ہے اس کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

ڈلیوری آرڈر کے ذریعہ بیع کرنا

"ڈی،او" (D,O) کے ذریعے بیع کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۲/۳)

ڈلیوری مؤخر کرنے کی شرط لگانا

بیع کرتے وقت مبیع (چیز) کی حوالگی (Delivery) کو مؤخر کرنے کی شرط لگانے سے خریدار کا مبیع پر قبضہ ثابت نہیں ہوگا۔ (۲)

= الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۱۰)، کتاب البیوع، ط: قدیمي۔

بدائع الصنائع: (۴۸/۶)، کتاب الصلح، فصل وأما الذی یرجع إلی المصالح عنه فأنواع، ط: سعید

(۱) لا یجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعي) وإن أخذه ولو علي ظن أنه ملكه وجب علیه رده عیناً إن کان قائماً وإلا فیضمن قیمته إن قیمیًا. (شرح المجله لرستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: فاروقیه)

الفتاوي الهندیه: (۱۶۷/۲) کتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزیر، فصل في التعزیر، ط: رشیدیه)

شامي: (۶۱/۴) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب في التعزیر بأخذ المال، ط: سعید.

(۲) ولو أودع المشتري المبیع من البائع أو أعار منه أو آجره منه لم یکن قابضًا ولا یجب الأجر۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۱۱۳/۱) تحت رقم المادة: ۲۷۳، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأوّل: في بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: مکتبه فاروقیه)

الفتاویٰ الهندیة: (۲۰/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع في جنس المبیع بالثمن، الفصل الثاني في تسلیم المبیع ومایکون قبضًا ومالا یکون قبضًا، ط: رشیدیه)

درر الحکام شرح مجلّة الأحکام: (۲۵۸/۱) تحت رقم المادة: ۲۷۳، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأوّل في بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: دار الجیل)

المبیع إذا هلک في ید البائع قبل أن یقبضه المشتري یکون من مال البائع ولا شيء علی المشتري۔ =

ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی

(۴۰۰) بیع کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کی ڈلیوری میں تاخیر کرنے کی شرط نہیں تھی لیکن سودا کرنے کے بعد بائع اور خریدار اس بات پر راضی ہو گئے کہ مبیع بعد میں حوالہ کی جائے گی یا بائع اس سے کچھ مدت فائدہ اٹھائے گا تو اس طرح کرنا جائز ہے، اس سے بیع فاسد نہیں ہو گی اور مبیع پر مشتری کا قبضہ بھی ثابت نہیں ہو گا، اگر اس دوران وہ بیچی گئی چیز ضائع ہو جائے تو یہ بائع (سیلر) کا نقصان ہو گا مشتری (خریدار) کا نہیں ہو گا۔ (۱)

ڈمی کی خرید و فروخت

مجسمے کی خرید و فروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۱/۶)

= (شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المراد المترتبة على هلاك المبيع، ط: مكتبه فاروقيه)

(۱) و (لو كان) ذلك الشيء الذي قال له المشتري أمسكه هو (المبيع) الذي اشتراه بعينه لو (بعد قبضه)؛ لأنه حينئذ يصلح أن يكون رهنا (ولو قبله لا) يكون رهنا؛ لأنه محبوس بالثمن كما مز۔ (قوله: محبوس بالثمن) أي و ضمانه يخالف ضمان الرهن فلا يكون مضمونا بضمانين مختلفين لاستحالة اجتماعهما، حتى لو قال: أمسك المبيع حتى اعطيك الثمن قبل القبض فهلك انفسخ البيع زيلعي۔ (الدر مع الرد: (۴۹۷/۶) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۷۸/۶) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه والارتهان به، ط: امداديه۔

مجمع الأنهر: (۲۸۷/۴) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه به ومالا يجوز، ط: دار الكتب العلمية۔

المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شئ على المشتري۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان الموارد المترتبة على هلاك المبيع، ط: مكتبه فاروقيه كوئٹه)

ڈمی لگانا شوروم میں

''شوروم میں مجسمے اور ڈمی لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۴)

ڈور

جو ڈور صرف پتنگ اڑانے کے کام آتی ہے اور کسی کام نہیں آتی اس کا کاروبار مکروہ ہے۔ [۱]

ڈھکن جمع کرنا

''ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ڈھیر

مثلاً ایک آدمی کے پاس چاول یا دال وغیرہ کا ڈھیر ہے، وہ کہتا ہے کہ ہر کلو پچاس روپے میں تو یہ بیع صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز اور درست ہے اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ [۲]

---

(۱) ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلک عند أبي حنيفة، لكنه يكره۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷۱/۵) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۷/۱) المبحث الثالث، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۲) ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع في قفيز واحد عند ابي حنيفة، الا ان يسمى جملة قفزانها، وقالا: يجوز في الوجهين۔ (الهداية: (۲۳/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

وظاهر ما في الهداية ترجيح قولهما، لتأخيره دليلهما كما هو عادته، وقد صرح في الخلاصة في نظيره بان الفتوى على قولهما ... قال الفقية ابو الليث: والفتوى على قولهما تيسيرا للأمر على المسلمين۔ وعلى هامشه: (قوله: وقد صرح في الخلاصة في نظيره): قال في النهر: وفي عيون =

ڈھیر کے حساب سے فروخت کرنا

’’مبیع کی تعیین ضروری ہے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۶)

ڈی، او (D,O) کے ذریعے بیع کرنا

اگر کوئی شخص مل سے مال خریدنے کا سودا کرتا ہے، مل والا اسے رسید جاری کردیتا ہے جسے ڈیلیوری آرڈر کہا جاتا ہے جس کا مخفف ڈی، او (D,O) ہے، اس ڈی، او پر ایک تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے اس کی رو سے مال خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ اس میں درج شدہ تاریخ تک ڈی، او دکھلا کر گودام سے مال اٹھالے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ مال خریدنے والا گودام سے مال اٹھاتا نہیں اور اس پر قبضہ بھی نہیں کرتا اور اپنے مال کو الگ کر کے بھی نہیں رکھتا، بلکہ اسی حالت میں وہ ڈی، او دکھلا کر مال دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو فروخت کردیتا ہے، اس میں جب تک مال گودام میں رہتا ہے وہ مل مالک کے ضمان اور رسک پر ہوتا ہے، اس طرح قبضہ سے پہلے ڈیلیوری آرڈر دکھلا کر مال کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طریقہ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ نفع بھی ناجائز ہے اور اس کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے فرمایا کہ میں نے کہا

=المذاهب: به يفتى لا لضعف دليل الامام بل تيسيراً على الناس ... وعزا في الدر المختار مثل ما في النهر الى الشرنبلالية عن البرهان والقهستاني عن المحيط وغيره۔ (البحر الرائق مع منحة الخالق: (۵/ ۲۸۴، ۲۸۵) كتاب البيع، ط:سعيد)

قوله: وقالا: يجوز مطلقاً، قال: وفي البرهان: وبه يفتى، وذكر وجهه۔ (حاشية الشرنبلالية على الدرر: (۱۳۷/۲) كتاب البيوع، ط: دار إحياء الكتب العلمية)

خلاصة الفتاوى: (۳۲/۳) كتاب البيوع، الجنس الثالث في الزرع والثمر، ط: رشيديه۔

شامي: (۵۴۰/۴) كتاب البيوع، مطلب مهم في حكم الشراء بالقروش في زماننا، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

البناية: (۳۸/۷) كتاب البيوع، الخلاف فيمن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم، ط: دار الفكر بيروت۔

کہ اے اللہ کے رسول میں خرید وفروخت کرتا ہوں اس میں میرے لیے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کوئی چیز خریدو تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے فروخت نہ کرو۔ (۱)

واضح رہے کہ جب تک مال گودام میں ہے، خریدار اسے استعمال نہیں کرسکتے اور ڈی او حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس رسید کی بدولت گودام سے مال حاصل کیا جاسکتا ہے، اور جب تک مال گودام میں سے نکال کر حاصل نہیں کرلیا جائے گا قبضہ نہیں کہا جائے گا لہٰذا ڈی او پر قبضہ کو مال پر قبضہ نہیں کہا جائے گا، اور رائج کاروبار موجودہ شکل میں جائز نہیں ہے۔ (۲)

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)

ڈیبٹ کارڈ اپنے بینک اکاؤنٹ سے رقم نکالنے کے لئے خودکار مشینوں

---

(۱) أن حکیم بن حزام... قال: قلت: یارسول اللہ! إني اشتري بیوعا، فما یحلّ لي منها وما یحرم علي؟ قال: فإذا اشتریت بیعًا فلا تبعه حتی تقبضه۔ (مسند أحمد بن حنبل: (۴۰۳/۳) رقم الحدیث: ۱۳۸۸۲، مسند حکیم بن حزام عن النبي صلی اللہ علیه وسلم، ط: دار إحیاء التراث العربي)

السنن الکبرٰی للبیهقي: (۳۱۳/۵) کتاب البیوع، باب النهي عن بیع ما لم یقبض وإن کان غیر طعام، ط: إدارۃ تالیفات اشرفیه۔

رجل اشترٰی أمة بیعًا فاسدا وقبضها فباعها ثم قضٰی علیه القاضي بالقیمة للبائع الأوّل فأداها إلیه ورده البائع الأوّل من الثمن وفي الثمن الثاني فضل علی القیمة الّتي أداها فإنه یتصدّق بذلک الفضل في قول إبي حنیفة وأبي یوسف رحمهما اللہ تعالٰی۔ (الفتاوٰی الهندیة: (۲۱۲/۳) کتاب البیوع، الباب العشرون في البیاعات المکروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشیدیه)

الهدایة: (۶۸/۳، ۶۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل في أحکامه، ط: رحمانیة۔

(۲) وأمّا تفسیر التسلیم والقبض، فالتسلیم والقبض عندنا هو التخلیة والتخلي وهو أن یخلي البائع بین المبیع وبین المشتري برفع الحائل بینهما علی وجه یتمکّن المشتري من التصرف فیه فیجعل البائع مسلمًا للمبیع والمشتري قابضًا له۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) کتاب البیوع، فصل: وأمّا حکم البیع، ط: سعید)

الموسوعة الفقهیة: (۳۱۶/۱۱) حرف التاء، تسلیم، ط: دار السلاسل، الکویت۔

(ATM) پر استعمال کیا جاتا ہے، اس کے ذریعے براہ راست رقم اپنے اکاؤنٹ سے منہا ہو جاتی ہے یا اسی طرح کے دوسرے کارڈ جیسے چارج کارڈ، کارپوریٹ کار، فلیٹ کارڈ، یا کسی بھی کمپنی کا شاپنگ کارڈ وغیرہ جن میں محض مقررہ مدت میں واجب الاداء رقم ہی ادا کرنا ہوتی ہے اور کوئی مزید سود ادا کرنا نہیں پڑتا، لیکن ڈیبیٹ کارڈ مشین میں چارج کرنے کی صورت میں سروس چارج کے نام پر فیصد کے اعتبار سے جو رقم کٹتی ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ بینک قرض دار ہے اور رقم جمع کرنے والا قرض خواہ ہے، قرض دار کے لئے سروس چارج کے نام پر قرض میں سے رقم منہا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

اس کارڈ کے حامل کا پہلے سے اکاؤنٹ اس ادارے یا بینک میں موجود ہوتا ہے، جس ادارے یا بینک کا اس نے کارڈ حاصل کیا ہے اور کارڈ لے جانے والا اس

---

(۱) یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ (البقرہ: ۲۷۹_۲۷۸)

عن علی أمیر المؤمنین مرفوعاً: (کل قرض جر منفعة فھو ربا)۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲) کتاب الحوالہ، باب کل قرض جر منفعة فھو ربا، ط: إدارة القرآن)

الأشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، کتاب المدانیات، ط: قدیمي.

کل قرض جر منفعة فھو ربا:.. ولھذا لایجوز أن یرد المقترض إلی ــــ المقرض إلا ما اقترضہ منہ أو مثلہ تبعاً للقاعدة الفقھیة القائلة: کل قرض جر نفعاً فھو ربا. (فقہ السنة: (۳/ ۱۴۸)، البیع القرض، ط: دار الکتاب العربي)

الدیون تقضی بامثالھا۔ شامی: (۳/ ۸۴۸) کتاب الإیمان، ط: سعید۔

ھو عقد مخصوص یرد علی دفع مثلی ــــ لیرد مثلہ۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۶۱) کتاب البیوع، فصل فی القرض، ط: سعید۔

الدیون تقضی بامثالھا۔ (الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی)

والذی یتحقق من النظر فی دلائل القرآن والسنة ومشاھدة معاملات الناس أن المثلیة المطلوبة في القرض ھي المثلیة في المقدار والکمیة، دون المثلیة في القیمة والمالیة. (بحوث في قضایا فقھیة معاصرة: (۱/ ۱۷۴) مسئلة تغییر قیمة العملة وربطھا بقائمة الأسعار، ط: مکتبہ دار العلوم)

کارڈ کو جب بھی استعمال کرتا ہے ادارہ یا بینک اس کے اکاؤنٹ میں موجود رقم سے اس کی ادائیگی کر دیتا ہے، اس میں کارڈ لے جانے والے کو ادھار کی سہولت حاصل نہیں ہوتی ہے، بلکہ وہ صرف اس وقت تک کارڈ کو استعمال کر سکتا ہے جب تک اس کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہے۔

ادارہ یا بینک اس کارڈ کو جاری کرنے کی فیس وصول کرتا ہے۔

اس کارڈ کو استعمال کرنا جائز ہے، اور اس کے ذریعے خرید وفروخت کرنا درست ہے، کیوں کہ اس میں قرض اور سود کی صورت نہیں ہے، البتہ کارڈ لے کر جانے والے کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ کارڈ کو شریعت کے خلاف کسی ناجائز اور گناہ کے کام میں استعمال نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگا۔ (۱)

ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ

اعدادی اسناد (ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ) یہ وہ برقی دستاویزات ہوتی ہیں جنہیں

---

(۱) وتجوز الوكالة بقضاء الدين؛ لأنّه يمكنه القضاء بنفسه وقد لايتهيأ له القضاء بنفسه فيحتاج إلى التفويض إلى غيره. (بدائع الصنائع: (۲۳/۶) كتاب الوكالة، فصل: وأمّا الشرائط فأنواع، ط: سعيد)

الفقه الإسلامي وأدلّته: (۸۸/۵) الفصل التاسع: الوكالة، المبحث الثاني: شرائط الوكالة، الوكالة بقضاء الدين، ط: دار الفكر)

قال المؤكل خذ هذا الألف يا فلان وأدفعه إلى فلان، فأيهما قضى جاز قياسا واستحسانا. (الخانية على هامش الهندية: (۳۶۹/۵) كتاب الوكالة، الثالث فيها بقبض الدين، ط: رشيديه)

تصحّ الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات، ويجعل لهم عمولة ... ولأنّ الوكالة عقد جائز لايجب على الوكيل القيام فيجوز أخذ الأجرة فيها بخلاف الشهادة. (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۷۳/۵) الفصل التاسع: الوكالة المبحث الأوّل: تعريف الوكالة وركنها ومشروعيتها، ط: دار الفكر)

الفتاوى الكاملية: (ص: ۱۳۶) كتاب الوكالة، ط: حقانية.

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۳۹۸/۳) رقم المادة: ۱۵۰۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثاني في بيان شروط الوكالة، ط: رشيديه.

محافظ کمپنیاں اسناد کے طور پر جاری کرتی ہیں، تاکہ اس کے ذریعے سے اس تجارتی کمپنی کی شناخت ہو سکے۔

ڈیجیٹل سگنیچر

عددی دستخط (ڈیجیٹل سگنیچر) اس عمل سے پیغام بھیجنے والے کی شناخت کو یقینی بنایا جاتا ہے، اس میں ارسال کرنے والا ایک خاص **key** کے ذریعے کوڈ ورڈ پر مبنی میسج ارسال کرتا ہے، آگے سے وصول کرنے والا جب استعمال کرنے والے کی **Key** کو استعمال کر کے اسے ڈی کوڈ کرتا ہے تو یہ کام اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہ میسج ٹھیک ہے۔

ڈیجیٹل کرنسی

''بٹ کوئین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۲)

ڈیفرنس

موجودہ دور میں کاروبار کی ایک شکل یہ ہے کہ مثلا ایک مہینے کے ادھار پر سونے کی ایک مخصوص مقدار مثلا دس تولے سونے کے ایک بسکٹ کا سودا کر لیا جاتا ہے، خریدار سونے کے بسکٹ پر قبضہ نہیں کرتا، جب قیمت کی ادائیگی کی تاریخ آتی ہے تو سونے کے اس دن کے نرخ کو دیکھ لیا جاتا ہے، خرید کے دن اور ادائیگی کے دن کے سونے کے نرخوں میں جو فرق (ڈیفرنس) ہوتا ہے اس کی ادائیگی کر دی جاتی ہے مثلاً: خرید کے دن سونے کا نرخ پچاس ہزار روپے تولہ تھا ادائیگی کے دن پچاس ہزار ایک سو روپے تولہ ہو گیا تو خریدار بائع سے ایک سو روپے فی تولہ کے حساب سے ایک ہزار روپے وصول کر لیتا ہے۔ اور اگر نرخ گر کر انچاس ہزار نو سو روپے رہ گیا تو

خریدار بائع کو ایک ہزار دیتا ہے۔ نہ تو خریدار سونے پر قبضہ کرتا ہے اور نہ ہی سونا بیچنے والا قیمت پر قبضہ کرتا ہے، بس نرخ میں کمی بیشی سے جو فرق (ڈیفرنس) آتا ہے اس کا لین دین کر لیتے ہیں۔

کاروبار کی یہ شکل بالکل حرام اور ناجائز ہے، اور کمائی بھی حرام ہے، ایک وجہ تو یہ ہے کہ مجلس عقد میں دونوں جانب سے قبضہ نہیں ہوتا حالاں کہ یہ بیع صرف ہے اور بیع صرف میں دونوں جانب سے مجلس عقد میں ہاتھ در ہاتھ قبضہ کرنا لازم ہوتا ہے۔[۱] دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سٹہ اور جوا ہے۔[۲]

ڈیلر کے لئے عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا

اگر ڈیلر کے پاس عوامی فنڈ کی چیزیں اس لئے بچی ہوئی ہیں کہ اعلان کے باوجود لینے والے لوگ اپنے کوٹے کی چیزیں لینے کے لئے نہیں آئے تو ڈیلر کو وہ چیزیں فروخت کرنے کی اجازت ہوگی، اور لوگوں کے لئے بھی ڈیلروں سے خریدنا

(۱) الصرف بيع النقد بالنقد أي بيع الثمن بالثمن ... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزنًا والتقابض قبل الافتراق إذا اتحد جنسًا ... وأما إذا لم يتجانسا فيلزم التقابض لا التساوي۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۵۷) رقم المادة: ۱۲۱، الكتاب الأوّل: البيوع، المقدّمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلّقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

البحر الرائق: (۶/۱۹۲، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵/۲۵۸، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

(۲) {يأيها الّذين آمنوا إنّما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلّكم تفلحون}۔ (المائدة: ۹۰)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما: أنّ النّبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر والكوبة... الحديث۔ (سنن أبي داود: (۲/۱۶۳) كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: رحمانيه)

وسمي القمار قمارًا؛ لأنّ كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۶/۴۰۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

جائز ہوگا۔ (۱)

تاہم اگر فروخت کرنے کی صورت میں حکومت کی طرف سے گرفت کا اندیشہ ہے پھر فروخت نہ کرے اور لوگ بھی ان سے نہ خریدیں تاکہ گرفتاری کی صورت میں اپنی تذلیل لازم نہ آئے۔ (۲)

اور اگر ڈیلر کے پاس عوامی فنڈ کی چیزیں اس لئے بچی ہوئی ہیں کہ جو حق دار چیزیں لینے آئیں ان کو مطلوبہ مقدار میں چیزیں نہیں دی گئیں بلکہ کم دی گئیں، یا جن کا حق تھا وہ جب لینے آئے تو ان کو نہیں دیا گیا تو ان صورتوں میں ڈیلر خائن اور گناہ گار ہوگا، اور ایسی بچی ہوئی چیزوں کو ڈیلر کے لئے فروخت کرنا اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسی چیزوں کو خریدنا مکروہ ہوگا۔ (۳)

---

(۱) فان سعر فباع الخباز باکثر بما سعر جاز بیعه کذا في فتاوي قاضي خان. (الفتاوي الهندية: (۲۱٤/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه)

ویکره التسعیر... ولأن الثمن حق العاقد، فلا ينبغي له ان يعترض لحقه (مجمع الانهر: (۲۱٥/٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

ولأن الثمن حق البائع: لانه يقابل ملكه، فيكون التقدير اليه. (المحيط البرهاني: (۳۷۹/۱۰) كتاب البيوع، الفصل الخامس والعشرون في البياعات المكروهة، ط: إدارة القرآن)

(۲) قال الله تعالي: ولا تلقوا بأيديكم إلي التهلكة. (سورة البقرة: ۱۹٥)

عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لاينبغي للمؤمن أن يذل نفسه" قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق. (جامع الترمذي: (٥١/٢) ابواب الفتن، باب بلا عنوان، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، باب قوله تعالى: يا ايها الذين آمنوا عليكم أنفسكم، ط: قديمي

(۳) لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه (شرح المجله لسليم رستم باز: (٥١/١) رقم المادة: ۹٦، المقالة الثانيه في بيان القواعد العلمية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

لايجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الرد: (۲۰۰/٦) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد)

قال عليه الصلاة والسلام: من اشتري سرقة وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارها وإثمها. (فيض القدير للمناوي: (٥٦٦٤/١١) رقم الحديث: ۸٤٤۳، مكتبه نزار مصطفى الباز، رياض) =

واضح رہے کہ راشن ڈیلر مقررہ کوٹہ کو باقاعدہ حکومت سے خریدتے ہیں وہ عوام اور حکومت دونوں کے وکیل بھی ہوتے ہیں۔

ڈیلر کے لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

☆......ڈیلر گورنمنٹ یا کمپنی کا وکیل نہیں ہے کیوں کہ کاروبار کا پورا منافع ڈیلر ہی کو ملتا ہے، لیکن اس نے گورنمنٹ یا کمپنی سے چیزوں کو مقررہ نرخوں پر فروخت کرنے کا عہد وپیمان کیا ہوتا ہے اور گورنمنٹ یا کمپنی اسے ہر چیز کا نرخ بتا کر دیتی ہے لہٰذا اس سے زائد نرخ پر فروخت کرنے میں بدعہدی لازم آتی ہے اور زائد نرخوں پر فروخت کرنے سے جھوٹ اور خریداروں پر ظلم وزیادتی، بے رحمی اور بے جا سختی لازم آتی ہے، اس لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

☆......ایجنسی والوں کا حکم بھی یہی ہے۔[1]

= لم يحل للمسلم أن يشتري شيئاً يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق قال عليه السلام: من اشترى سرقة أي مسروقاً وهو يعلم أنها سرقة، فقد اشترك في أثمها وعارها. (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوي: (ص:٢٦٦) الفصل الرابع في المعاملات، ط: المكتب الإسلامي).

فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهراً بغير حق، لم يجز لي أن آخذه منه لا بطريق الهبة ولا بطريق العوض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع. (مجموعة الفتاوى لابن تيمية: (٢٩/٣٢٣) أصول في التحريم والتحليل، ط: مجمع الملك فهد، المدينة المنورة)

(١) {واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا} [الاسراء: ٣٤]

ولا يسعر حاكم الا اذا تعدى الارباب عن القيمة تعدياً فاحشاً فيسعر بمشورة اهل الرأي۔ (تنوير الابصار مع رد المحتار: (٦/٤٠٠) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

فهذى المناهي تدل على أنه يجوز أن يلبس على البائع والمشتري في سعر الوقت ويكتم منه أمراً لو علمه لما أقدم على العقد ففعل هذا من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب۔ (إحياء علوم الدين: (٢/٧٨) كتاب آداب الكسب، ط: دار المعرفة)

لا يجوز لأحد أن يلبس على البائع أو المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفى من البائع=

"ڈیمانڈ اینڈ سپلائی"

"قیمت کم یا زیادہ ہونے کی وجہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

ڈیمرج (Demurrage) زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہوا مال

امپورٹر جب باہر ممالک سے مال منگواتا ہے بعض اوقات ایئرپورٹ اور بندرگاہ وغیرہ سے بروقت مال کو کلیئر نہیں کیا جاتا اور اس کا ڈیمرج (Demurrage) بڑھ جاتا ہے، ڈیمرج کبھی مال کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ بن جاتا ہے، ایسی صورت میں نوٹس دینے کے باوجود امپورٹر مال کلیئر کر کے مال وصول نہیں کرتا اور وہ گودام میں پڑا رہتا ہے، بعد میں کسٹم حکام ڈیمرج حاصل کرنے کے لئے اسے نیلام کر دیتے ہیں، کسٹم حکام کے لئے ڈیمرج حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ اصل میں اس جگہ اور گودام کا کرایہ ہے جہاں مال رکھا گیا ہے، لہٰذا کسٹم والے ایسا مال نیلام کر کے ڈیمرج کی حد تک اپنا حق اجرت وصول کر سکتے ہیں اور کسٹم والوں سے ایسے مال کا خریدنا بھی جائز ہے، اگر ڈیمرج کی رقم سے زیادہ پر فروخت ہو تو کسٹم والوں پر بقیہ رقم اصل مالک یا اس کے ورثاء کو پہنچانا لازم ہوگا۔ (۱)

= غلا السعر أو من المشتري انحطاطه ۔ فإن من يفعل هذا يكون من الظالمين التاركين للنصح الواجب۔ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۹) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط:سعيد)

(۱) والقاضي يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه ... لا يبيع القاضي عرضه ولا عقاره) للدين (خلافا لهما وبه) أي بقولهما ببيعهما للدين (يفتي) اختيار. وصححه في تصحيح القدوري۔
قوله: ليبيع ماله) أطلق المال فشمل المرهون والمؤجر والمعار، وكل ما هو ملك له. (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/۶، ۱۵۱) كتاب الحجر، ط:سعيد)
شامي: (۳۸۷/۵) كتاب القضاء مطلب في ملازمة المديون، ط:سعيد)=

ڈیمیج

''ڈیمیج'' نقصان کو کہتے ہیں۔[1]

ڈیمجز وصول کرنا

اگر وعدۂ بیع کی صورت میں کسی ایک فریق نے وعدہ خلافی کی اور دوسرے فریق کا نقصان ہوا تو آج کل موجودہ ملکی قانون کے اعتبار سے تجارت میں جتنا نقصان (ڈیمجز) ہوا اس کو وصول کرنے کی اجازت اور گنجائش ہوتی ہے اور اس کی بنیاد متوقع نفع ''اپرچونیٹی کاسٹ'' پر ہوتی ہے، شریعت کے قانون کے اعتبار سے اس قسم کے نقصانات کا اعتبار نہیں ہے اور اس کو دوسرے فریق سے وصول کرنا بھی جائز نہیں ہے، البتہ وعدہ خلافی کرنے والا بہت بڑا گناہ گار ہے، آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی اس لیے تاجروں کے لیے موجودہ قانون کے اعتبار سے اس قسم کا نقصان وصول کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا اور وہ نقصان لینا جائز نہیں ہے۔

ڈیمجز کی مثال یہ ہے کہ زید نے عمرو سے یہ وعدہ کرلیا کہ میں یہ سامان آپ کو فروخت کردوں گا اور عمرو نے وعدہ کرلیا کہ یہ سامان آپ سے خریدلوں گا لیکن بعد

= ومن اشترى عبداً فغاب فبرهن البائع على بيعه وغيبته معروفة لم يبع لدين البائع وإلا بيع لدينه)... ولم يذكر المصنف أنه يدفع الثمن إلى البائع؛ لأن القاضي إنما يرفع له بقدر ما باعه فإن فضل شيء عن دينه أمسكه للمشتري الغائب لأنه بدل ملكه. (البحر الرائق: (١٧٤/٦، ١٧٥) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)۔

وعنه (أي عن سمرة رضي الله عنه) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدي. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

قال: على اليد ما أخذت) أي يجب على اليد رد ما أخذته... (حتى تؤدي)... أي حتى تؤديه إلى مالكه، فيجب رده في الغصب... يعني من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده. (مرقاة المفاتيح: (١٣٧/٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

(١) ؟؟؟؟؟

میں عمرو نے خریدنے سے انکار کر دیا، اگر عمرو زید سے وہ سامان خرید لیتا تو اس صورت میں زید کو کتنا نفع ہوتا، اور اس کے نہ خریدنے کی صورت میں زید کو کتنا نقصان ہوا، کیوں کہ وہ سامان زید تیسرے شخص کو کم دام میں فروخت کرنے پر مجبور ہوگا، اب دونوں قیمتوں کے درمیان فرق کو نقصان (ڈیمیج) تصور کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عدالت میں اس نقصان کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

یا مثلاً: ایک رقم زید نے ایک مہینے تک اپنے پاس اس وعدۂ بیع کی بنیاد پر روک کر رکھ لی کہ عمرو سے حسب وعدہ فلاں سامان خرید لے گا، اور عمرو نے بھی یہ وعدہ کر لیا تھا کہ وہ سامان زید کو فروخت کر دے گا بعد میں عمرو نے سامان فروخت کرنے سے انکار کر دیا تو اس صورت میں زید کا نقصان ہوا کیوں کہ اگر زید یہ رقم کسی ''انٹرسٹ بیئر اسکیم'' میں لگاتا تو زید کو مثلاً اتنا نفع ملتا لیکن چوں کہ عمرو نے مال فروخت کرنے کا وعدہ کر لیا تھا اور وعدہ کی وجہ سے زید نے وہ رقم کسی ''اسکیم'' میں نہیں لگائی، تو اس وجہ سے اس نفع سے محروم ہو گیا، لہٰذا زید عدالت میں اس نقصان کا دعویٰ کرتا ہے، اور اس قسم کے نقصانات کا متوقع نفع ''اپرچونیٹی کاسٹ'' کی بنیاد پر کیلکولیٹ کرتا ہے۔

اس طرح کے نقصانات کا شریعت میں اعتبار نہیں اور ایسے نقصان کو وصول کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا جائز نہیں، اگر بالفرض ایسی رقم عدالت یا کسی اور ذریعہ سے مل سکتی ہے تو لینا جائز نہیں، اگر لے لی تو واپس کرنا ضروری ہے۔ [1]

---

(۱) والحاصل أن المذهب عدم التعزر بأخذ المال۔ (شامی: (۶۲/۴) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴۴/۵) کتاب الحدود، باب التعزیر، ط: سعید۔

(لايجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي) وإن أخذه، ولو على ظن أنه ملكه وجب عليه رده عينًا إن كان قائمًا وإلا فيضمن قيمته إن كان قيميًا، وإمثله إن كان مثليًا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱) رقم المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مکتبہ فاروقیہ)=

ڈیمیج کا حکم

''وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳۰/۶)

ڈیوٹی کی رقم اصل قیمت میں ملانا

''اضافی اخراجات ملانے کی صورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۷/۱)

ڈیوٹی کے بغیر مال لانا

''کسٹم ڈیوٹی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۶/۵)

ڈیوٹی مال

ڈیوٹی مال سے مراد وہ مال ہے جو امپورٹر کو باہر ممالک سے قانونی طور پر منگوانے کی اجازت ہوتی ہے، اور حکومت اس پر ڈیوٹی (ٹیکس) عائد کرتی ہے، اس میں سیلز ٹیکس اور دوسرے ٹیکسز شامل ہوتے ہیں، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امپورٹر ٹیکس اور ڈیوٹی ادا نہیں کرتے، حکومت ان کو نوٹس دیتی ہے کہ اتنے دنوں تک اپنی ڈیوٹی ادا کر کے اپنا مال اٹھالیں ورنہ سارا مال ضبط کرلیا جائے گا۔ اس نوٹس کے بعد بعض لوگ ٹیکس اور ڈیوٹی ادا کر کے اپنا سامان اٹھالیتے ہیں، اور بعض لوگ ڈیوٹی ادا نہیں کرتے اور مال وہیں چھوڑ دیتے ہیں اور حکومت اس کو ضبط کرلیتی ہے پھر آگے فروخت کر کے اپنا ٹیکس اور ڈیوٹی وصول کرلیتی ہے، لوگوں کو جان بوجھ کر ایسا مال

= قوله: الخلف في الوعد حرام . . . وأما من عزم على الوفاء ثم بدا له فلم يف بهذا لم يوجد منه صورة النفاق، كما في الإحياء من حديث طويل عند أبي داود والترمذي مختصرًا بلفظ: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يف، فلا إثم عليه۔ انتهى۔ وقيل عليه فيه بحث، فإن أمر {أوفوا بالعقود} مطلق فيحمل عدم الإثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء۔ (شرح الحموي مع الأشباه: (۲۳۶/۳) كتاب الحظر والإباحة، ط: إدارة القرآن)

مرقاة المفاتيح: (۱۱۴/۹) كتاب الأدب، باب المزاح، الفصل الثالث، ط: رشيديه۔

خریدنے سے بچنا چاہئے کہ اس مال کو بیچنے پر اصل مالک راضی نہیں ہے اور اصل مالک کی اجازت کے بغیر مال بیچنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ڈیویڈنڈ (Dividend)

شیئرز کمپنی سال بھر کاروبار کرنے کے بعد سالانہ نفع کا حساب لگاتی ہے اور یہ طے کرتی ہے کہ نفع کتنا ہوا؟ اس کے بعد اس منافع کا کچھ حصہ احتیاط کے طور پر محفوظ کرلیتی ہے تاکہ آئندہ کمپنی کو کوئی نقصان ہو تو اس سے اس کا تدارک کیا جاسکے، اس کو انگریزی میں (Reserve) کہتے ہیں، احتیاطی حصہ نکالنے کے بعد بقیہ نفع شیئرز ہولڈرز میں تقسیم ہوتا ہے، اس کو ''ڈیویڈنڈ'' کہتے ہیں۔

پرافٹ اور ڈیویڈنڈ میں فرق یہ ہے کہ کل نفع کو پرافٹ کہتے ہیں اور احتیاطی حصہ نکالنے کے بعد جو نفع تقسیم کیا جاتا ہے اس کو ''ڈیویڈنڈ'' کہتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن أبی حرة الرقاشی، عن عمه رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألا لاتظلموا، ألا لایحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

لایجوز التصرف فی مال غیره بغیر إذنه۔ (شرح الحموی: (۲/۲۲۳)، کتاب الغصب، ط: إدارة القرآن)

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلا إذنه ۔۔ وإن فعل کان ضامنا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱)، رقم المادة: ۹۶، المقالة الثانیة: فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: فاروقیة)۔

(۲) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۶۱) کمپنی کا تعارف، منافع کی تقسیم، ط: إدارة المعارف، کراچی۔

ذات کے متعلق عیب چھپانا

”چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۳)

ذبح سے پہلے جانور کے اعضاء کی خرید وفروخت کرنا

جانور کے ذبح کرنے سے پہلے سر، پیر، کلیجی، دل، گردے اور ران فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں ذبح کرنے کے بعد کاٹ کر نکالنے کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

ذبح سے پہلے کھال کی خرید وفروخت کرنا

☆...... جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کی کھال کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆...... قربانی کے جانور کی کھال کی قربانی کرنے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قیمت مقرر کر کے فروخت کرنے کا وعدہ کرنا پھر ذبح کے

---

(۱) ولؤلؤ في صدف للغرر، وصوف على ظهر غنم ...... وكذا كل ما اتصاله خلقي كجلد حيوان ونوى تمر وبن وبطيخ لما مر انه معدوم عرفاً۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب استثناء الحمل في العقود على ثلاث مراتب، ط: سعيد)

☐ ولو اشترى لؤلؤة في صدفه، قال ابو يوسف رحمه الله تعالى: يجوز البيع، وله الخيار اذا رأى، وقال محمد رحمه الله تعالى: لايجوز، وعليه الفتوى، اهـ وهكذا في الولوالجية معللاً للفتوى بانها منه خلقةً۔ (البحر، (۵/۲۷۶) كتاب البيع، ط: سعيد)

☐ ولو باع الجلد والكرش قبل الذبح لايجوز، فان ذبح بعد ذلك، ونزع الجلد والكرش وسلم لاينقلب العقد جائزاً، كذا في الذخيرة۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۲۹) كتاب البيوع، الباب التاسع، الفصل التاسع في البيوع الأشياء المتصلة بغيرها، ط: رشيديه)

☐ مجمع الانهر: (۳/ ۸۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

بعد اس قیمت کے مطابق فروخت کرنا جائز ہوگا۔ [1]

☆...... مزید ''کھال قربانی سے پہلے فروخت کردینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ذخیرہ اندوزی

☆...... ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے، اور اس کی بے شمار انواع اور اقسام ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی وہی شخص کرتا ہے جو خطا کار اور عادی مجرم ہوتا ہے۔ [2]

☆...... اگر کوئی شخص لوگوں کی ضرورت کی چیزوں کو خرید کر جمع کرلیتا ہے اور جب یہ چیزیں مہنگی ہوجاتی ہیں یا فصل نکل جاتی ہے تب بیچتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر اس کے خریدنے کی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو تنگی پیش نہیں آتی اور وہ چیز مارکیٹ میں ملتی رہتی ہے، نایاب نہیں ہوتی اور موسم ختم ہونے کے بعد جب قیمت بڑھ جاتی ہے تو اتنی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے

---

(۱) ولو باع الجلد والكرش قبل الذبح لايجوز، فان ذبح بعد ذلك ونزع الجلد والكرش وسلم لاينقلب العقد جائزا، كذا في الذخيرة. (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۲۹) كتاب البيوع، الباب التاسع، الفصل التاسع في بيوع الاشياء المتصلة بغيرها، ط: رشيديه)

(۲) وعن معمر بن عبد الله بن فضلة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لايحتكر إلأخاطئ. (جامع الترمذي: (۱/ ۲۳۹) كتاب البيوع، باب ماجاء في الاحتكار، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۲/ ۱۳۲) كتاب الإجارة، باب في النهي عن الحكرة، ط: رحمانيه۔

كنز العمال: (۴/ ۹۸) رقم الحديث: ۹۷۲۳، كتاب البيوع، الباب الثالث في الاحتكار والتسعير، ط: مؤسسة الرسالة۔

جو برداشت کے قابل ہو تو یہ ناجائز ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں ہوگی اور آمدنی حلال ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے خریدنے سے علاقے والوں کو تنگی اور پریشانی ہوتی ہے اور وہ چیز مارکیٹ میں نہیں ملتی ہے یا ملتی تو ہے لیکن اتنی زیادہ قیمت میں فروخت ہوتی ہے جو برداشت کے قابل نہیں ہے تو یہ ناجائز ذخیرہ اندوزی میں داخل ہے، ایسا آدمی سخت گناہ گار ہے اور ایسے آدمی پر لعنت ہوتی ہے۔ (۱)

---

(۱) وان اشترى فى ذلك المصر وحبسه ولا يضر باهل المصر لا بأس به واذا اشترى من مكان قريب من المصر فحمل طعاماً الى المصر وحبسه وذلك يضر باهله فهو مكروه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۱۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، فصل فى الاحتكار، ط:رشيديه كوئٹه)

الاحتكار مكروه وانه على وجوه: احدها: ان يشترى طعاماً في مصر او ما أشبهه ويحبسه ويمتنع من بيعه وذلك يضر بالناس فهو مكروه... والثاني: ان يشترى فى مكان قريب من المصر فحمل الى المصر وحبسه وذلك يضر باهل المصر فهو مكروه ايضاً للحديث۔ (المحيط البرهاني: (۸/ ۲٦٦) كتاب البيع، فصل في الاحتكار، ط:غفارية كوئٹه)

احتكار قوت الآدميين والبهائم فى بلد يضر باهلها يعنى يكره الاحتكار فى بلد يضر باهلها لقوله عليه الصلاة والسلام: الجالب مرزوق، والمحتكر ملعون۔ (البحرالرائق: (۸/ ۳۷۰) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:رشيديه كوئٹه)

شامی: ش (۳۹۸/٦) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد۔

تبيين الحقائق: (٦٠/۷) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط:سعيد۔

ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۲۱۲/۴) كتاب الكراهية، ط:غفارية كوئٹه۔

مجمع الانهر: (۲۱۳/۴) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط:غفارية كوئٹه۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون۔ (ابن ماجه: (ص:۱۵٦) ابواب التجارات، باب الحكرة والجلب، ط:قديمى كتب خانه كراچى)

بدائع: (۱۲۹/۵) كتاب الاستحسان، ط:سعيد۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احتكر طعاماً اربعين يوما يريد به الغلاء، فقد برئ من الله وبرئ الله منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الاحتكار، ط:قديمى)=

ذرائع ادائیگی

ذرائع ادائیگی سے مراد وہ وسائل ہیں جن سے خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان سامان یا خدمات کی قیمت کا لین دین ہوتا ہے جس کو فقہ میں ''ثمن'' کہا جاتا ہے، جیسے روپے، ٹاکا، درہم، دینار، ڈالر، یورو وغیرہ۔[1]

ذلت کا باعث قرض ہے

''قرض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۵)

= وهو أن يشتري الطعام في وقت الغلاء للتجارة، ولا يبيعه في الحال، بل يدخره ليغلو ثمنه۔ (شرح النووي على صحيح مسلم: (۳۱/۲) باب تحريم الاحتكار في الاقوات، ط: قديمى)

الاحتكار مكروه وذلك ان يشترى طعاماً فى مصر، ويمتنع من بيعه، وذلك يضر بالناس۔ (الهندية: (۲۱۳/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون فى البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، فصل فى الاحتكار، ط: رشيديه كوئٹه)

(۱) الثمن مايكون بدلاً للمبيع ويتعلّق بالذمة۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۵۹/۱) رقم المادة: ۱۵۲، الكتاب الأوّل: البيوع، المقدّمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلّقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

الموسوعة الفقهية: (۲۵/۱۵) حرف الثاء، ثمن، ط: دار السلاسل۔

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۲۳/۲) الكتاب الأوّل في البيوع، المقدّمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلّقة بالبيوع، ط: رشيديه۔

عیدین کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

پہلی بار اردو میں الف بائی ترتیب پر فقہی حوالوں سے مزین عید کے مسائل پر لکھی گئی یہ کتاب ہر خاص و عام کو دینی ضرورت سمجھ کر عید سے پہلے ضرور پڑھنی چاہیے، اعلیٰ معیار کے ساتھ دو رنگی طباعت۔

روزے کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

اسلام کے ایک اہم فریضہ ''روزہ'' کے اکثر مسائل پر مشتمل حروف تہجی کی ترتیب پر ایک منفرد کتاب جس میں تمام مسائل کی تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے، اعلیٰ اور سادہ ہر دو ایڈیشن دستیاب ہیں۔

عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

بچوں کے عقیقہ سے متعلق دینی و شرعی رہنمائی کرنے والی حروف ہجاء کی ترتیب پر فقہی حوالوں کے ساتھ اردو زبان کی پہلی کتاب، والدین کے لیے بیش بہا تحفہ، عمدہ طباعت، اعلیٰ معیار۔

بیت العمار کراچی

+92 333 3136872 +92 302 3305466

+92 333 3845224